بسم الله الرحمن الرحيم

ضروری معلومات

- فروغِ نعت میں اشاعت کے لیے اردو فارسی اور دیگر مقامی زبانوں میں لکھی گئی معیاری، حمد و نعت اور مناقب کی پذیرائی کی جاتی ہے۔
- نعتیہ ادب سے متعلق، تاریخی، تحقیقی اور تنقیدی مقالات کی اشاعت بھی ہمارے اولین مقاصد میں سے ہے۔ علمی انداز میں لکھے گئے مستند اور باحوالہ مقالات کا خیر مقدم کیا جائے گا۔
- نعت گو شعرا اور نعت خوان حضرات کے تعارف، ان سے مکالمہ اور ان کے فن پر نقد و نظر پر مشتمل سنجیدہ اور شائستہ تحریروں کو بھی خوش آمدید کہا جاتا ہے۔
- نعتیہ ادب سے متعلق کتابوں پر تبصرہ ہمارا ایک مستقل موضوع ہوگا، تبصرہ کے لیے کتاب کی دو کاپیاں آنا ضروری ہیں۔
- غیر مطبوعہ تخلیقات اور تحریروں کو اہمیت دی جائے گی۔
- ادارہ کو کسی بھی تخلیق یا تحریر کے شائع کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مکمل اختیار حاصل ہوگا
- قارئین کے نقد و نظر اور آرا پر مشتمل خطوط مجلہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں معاون ہوا کرتے ہیں۔ ہمیں آپ کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا
- تمام تحریریں فل سکیپ کاغذ پر ایک طرف صاف تحریر میں یا ٹائپ شدہ بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔ ایم ایس ورڈ اور ان پیج فائل کی صورت میں تحریروں کی سافٹ کاپی بذریعہ ای میل ارسال کریں۔

تخلیقات اور مقالات ارسال کرنے کے لیے پتا:

دفتر فروغِ نعت بالائی منزل، سادات ماربل ورکس

چھوئی روڈ اٹک شہر (پنجاب) پاکستان

ای میل ایڈریس:

faroghenaat@gmail.com

فون نمبرز: 0321-5100151,03475100111,03364069899

Web: http://faroghenaat.com

بنک الفلاح اکاونٹ نمبر: 55725000332781 برانچ کوڈ: 5572

انٹر نیشنل بینکنگ اکاونٹ نمبر: PK25ALFH5572005000332781

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

ضلع اٹک سے شائع ہونے والا اولین معیاری نعتیہ ادب کا ترجمان مجلہ

مدیر

سید شاکر القادری چشتی نظامی

=: اراکین افتخاری :=

- صاجزادہ سید منظور الکونین اقدس
- صاجزادہ سید فیض الحسن ہمدانی
- صاجزادہ جمیل الدین احمد
- صاجزادہ ساجد نظامی

=: مجلس تحریر و مشاورت :=

- ڈاکٹر ریاض مجید، فیصل آباد
- ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی
- ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی
- ڈاکٹر عبد العزیز ساحر اسلام آباد
- ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، اسلام آباد
- ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی، اٹک

خصوصی تعاون

حاجی عبد المجید، سیالکوٹ

=: بہ اشتراک :=

پاکستان قرأت و نعت کونسل　اکادمی فروغ نعت اٹک　القلم ادارہ مطبوعات اٹک پاکستان

=: معاونین :=

سید محمد ریحان الحسن گیلانی

جنید نسیم سیٹھی

=: مجلس منتظمہ :=

توقیر احمد، اٹک	احمد اشفاق خان، اٹک
سید مہر حسین بخاری، اٹک	محمد شاہد الرحمن، اسلام آباد
غوث میاں، کراچی	شاعر علی شاعر، کراچی
فرخ منظور، لاہور	راجہ نعیم اختر، راول پنڈی
فرح اسد علی، پشاور	سمیعہ ناز لیڈز، یو کے

=: سرکولیشن :=

انعام الحق لاہور: 03338774812

شعبان نظامی لاہور: 03334693170

زر اشتراک

فی شمارہ	:	150/- روپے
خصوصی اشاعت	:	200/- روپے
سالانہ	:	500/- روپے

نظم

وفورِ شوق تجھے احتیاط لازم ہے
وہ نغمہ جس میں کہیں درد کی کوئی لے ہو
وہ جنّتوں کا تصوّر ہو، خامہ ہو، مے ہو
ہزار سجدے سے پہلے کا ایک سجدہ ہو
ہزار شک سے گزر کر کوئی تیقّن ہو
فصیل و در سے کوئی ماورا علاقہ ہو
فریبِ فکر و نظر کی وہ وادیاں جن میں
غرورِ ذات کے صدیوں سے تراشیدہ صنم
کھڑے ہیں روک کے کیسے رہِ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
وفورِ شوق تجھے احتیاط لازم ہے

سجّاد خالد - ۱۹۹۹ء - لاہور

سلکِ دُرَر

حرفِ تمنا (اداریہ)	:	سید شاکر القادری چشتی نظامی	۷
حمدِ ربِ جلیل	:	ڈاکٹر ریاض مجید	۸
بزمِ فروغِ نعت			
یہ تاب کسے ہے کہ لکھے اُس ﷺ کا قصیدہ	:	ڈاکٹر خورشید رضوی لاہور	۱۰
اُسلوب شعر و فن کا، صِفَتِ آنجناب ﷺ کی	:	پروفیسر احسان اکبر، اسلام آباد	۱۱
ہر رنج و اِبتلا کا مداوا کہوں تُجھے	:	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، اٹک	۱۲
فکرِ سلیم ہیں حضور، خیرِ دوام ہیں حضور	:	آصف اکبر، اسلام آباد	۱۳
کملی والے محمد کے اوصاف کی گفتگو نعت ہے	:	حنیف نازش قادری، واہ کینٹ	۱۴
تری چوکھٹ پہ وہ مجبوب اور مقبول ہوتے ہیں	:	پروفیسر مبشر حسین سید، اٹک	۱۵
مل جائے مجھے نسبت سلطان مدینہ	:	سعید الرحمان، کامل پور موسیٰ	۱۶
خواہش دید جب ہوئی، دستِ دعا اٹھا کہ یوں	:	ریاض ندیم نیازی سبی بلوچستان	۱۷
میری ہستی ہے کیا میں سراپا خطا	:	حکیم خان حکیم، کامل پور موسیٰ	۱۸
اشکوں کو میں پلکوں پہ عیاں دیکھ رہا ہوں	:	عمران فائق، کامل پور موسیٰ	۱۹
کچھ ایسی لطف و کرم کی ہوا چلی تازہ	:	سید شاکر القادری، اٹک	۲۰
من زہر شی عزیز تر دارم	:	طارق سلطان پوری، حسن ابدال	۲۱
آمد ز کوئے طیبہ و رقصد بہارِ من	:	عثمان ناعم، واہ کینٹ	۲۲
نعتیہ دوھے	:	خاور چودھری، حضرو	۲۳

گوشہ خواتین

درحقیقت اشرف المخلوق ان کی ذات ہے	:	ڈاکٹر فرحت شہزاد، پشاور	۲۷
پھر آج سحر نور کے سانچے میں ڈھلی ہے	:	ڈاکٹر شاہدہ سردار، پشاور	۲۸
نوید الفت سنا گئے ہیں	:	فرح اسد علی، پشاور	۲۹
تیری شان حسن جمال ہے	:	سیدہ صوفیہ احمد، پشاور	۳۰

مضامین نعت

احادیث نبوی میں شعری تحسین کے نمونے	:	ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی	۳۲
نعت گوئی (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)	:	ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی	۴۷
شرح قصیدہ بردہ شریف (قسط اول)	:	مہر حسین سید، کامرہ	۱۰۳
خیبر پختونخواہ کی نعت گو شاعرات (قسط اول)	:	فرح اسد علی، پشاور	۱۱۷

کنجِ شوکت (خصوصی اشاعت)

کوائف نامہء شوکت محمود شوکت	:	ادارہ	۱۲۱
کلام شوکت	:	شوکت محمود شوکت	۱۲۲
شوکت، بطور نعت گو شاعر	:	پروفیسر ڈاکٹر جمیل حیات	۱۴۹
شوکت محمود شوکت کی نعتیہ شاعری	:	محمد ریحان الحسن گیلانی	۱۵۴
اخبار نعت	:	نمائندگان فروغ نعت	۱۵۹

تبصرہ کتب

حرف بقا پر تبصرہ	:	ریحان الحسن گیلانی	۱۶۱

انتقاد و تاثرات

قارئین کے خطوط (نقد و نظر)	:	قارئین فروغِ نعت	۱۶۲

حرفِ تمنا

الحمدللہ محدود وسائل کے باوجود فروغ نعت کی اشاعت کا کام ایک تسلسل کے ساتھ جاری ہے اوراس کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے ۔ یہ تسلسل اوراضافہ اس بات کا غماز ہے کہ ہماری یہ سعی نہ صرف دینی علمی اورادبی حلقوں میں نظرِ استحسان سے دیکھی جارہی ہے بلکہ بارگاہِ رسالت میں بھی اسے شرفِ قبولیت حاصل ہو رہا ہے ۔

گذشتہ شمارہ میں حضرت نذر صابری کے سانحہ ارتحال پر انکی خدمات کے اعتراف میں اضافی صفحات کے ساتھ ایک خصوصی گوشہ شائع کیا گیا تھا جسے علمی اورادبی حلقوں میں سراہا گیا۔

موجودہ شمارہ میں بھی اٹک کے ایک معروف شاعر شوکت محمود شوکت کے لیے ایک گوشہ ’’گنجِ شوکت،، کے نام سے مخصوص کیا گیا ہے۔ تاہم معمول کی اشاعت کے لیے موصول ہونے والی کسی تخلیق یا تحریر کو معرضِ التوا میں نہیں رکھا گیا اسی بنا پر موجودہ شمارہ کے صفحات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ امید ہے کہ یہ خصوصی اشاعت بھی قارئین فروغ نعت کے لیے مفید مطلب قرار پائے گی۔

فروغ نعت کے ہر شمارے میں قارئین کی آرا اور نقد کو ’’انتقاد وتاثرات،، کے زیرعنوان اس خیال سے پیش کیا جاتا ہے کہ ’’اس سے بھی فنِ شعر کو ملتی ہے جلا اور،، چنانچہ زیرِنظر شمارہ میں کچھ ایسے خطوط ایسے بھی شامل کیے گئے ہیں جن کے مندرجات سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ادارہ اپنی جانب سے کسی اختلافی رائے کے اظہار کے بغیر انہیں شائع کر رہا ہے تا کہ فروغ نعت کے قارئین کو یہ احساس دلایا جائے کہ ہم نہ صرف وسیع القلب ہیں بلکہ تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں ۔ایک آدھ مراسلہ نگار نے تو فروغ نعت کے اجرا کو محض ہماری بدنیتی پر محمول کیا اوراس کاوش کو سعی نامشکور قرار دے دیا ہے لیکن ہم تو تشخصی تحسین وتردید سے بالاتر ہو کر دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجروصلہ کے طالب ہیں ۔اوراسی دَربارِ دُربار سے آس لگائے بیٹھے ہیں ۔اور ہمارا ایمان ہے کہ وہاں سے کبھی کوئی مایوس ونامراد نہیں لوٹتا۔

المنتہ للہ ولرسولہ الکریم وصلی اللہ علیہ وآلہ والتسلیم

سید شاکر القادری چشتی نظامی

حمدِ ربِّ جلیل

جھلستے موسموں میں سائباں سب کا
نگہباں مہرباں اور پاسباں سب کا
چمکتی ہے یہ خاک اُس کی اجازت سے
ہے قبضے میں اُسی کے نظمِ جاں سب کا
وہی ہے امتحاں در امتحاں ناظر
محافظِ ہفت خواں در ہفت خواں سب کا
سکینت بخش وہ تنہا، جہاں بھر کا
اکیلا ہے مگر آرامِ جاں سب کا
جہاں سارا، اُس آنکھوں میں نہ آنے کا
نشاں ہونے کا ہے بے نشاں سب کا
وہ جانے دل میں مخفی سب ارادوں کو
نظر آتا نہیں وہ راز داں سب کا
درونِ سنگ کرمک کا وہی رازق
وہی خالق وہی روزی رساں سب کا
وہ تہہ در تہہ سحابوں میں
ستارہ ساں، سرِ ہر باد باں سب کا
ریاضؔ بے نوا کا چارہ گر بھی وہ
جو ہے مشکل کشائے جاوداں سب کا

ڈاکٹر ریاض مجید

خذف ہوں اور جواھر کی کائنات میں ہوں

زہے نصیب کہ بزمِ فروغِ نعت میں ہوں

سجاد حسین ساجد

یہ تاب کسے ہے کہ لکھے اُسؐ کا قصیدہ
وہؐ ذات کہ یکتا ہے دو عالم میں گُزیدہ
حیرت بھی ہے، ہیبت بھی، عنایت بھی، کرم بھی
آ آ کے پھر اُڑتا ہے مِرا رنگِ پریدہ
کچھ وجہِ بیاں ہے تو یہی اشکِ رواں ہے
ہیں حرف سو حیراں ہیں، قلم ہے تو بُریدہ
کس دشت کی خوشبو کا اثر ہے کہ مِرا دل
پہلو سے چلا صورتِ آہوئے رمیدہ
اِس دشت میں اُس قریۂ پُرنُور کے انوار
تصویرِ جناں ہے کہ زمیں پر ہے کشیدہ
گنبد کا یہ رنگ اور یہ آہنگ اذاں کا
کیا حُسنِ مکمل ہے چہ دیدہ چہ شنیدہ
یہ شدّتِ احساس ہے، وہ پاسِ اَدب ہے
دل چاک، جگر چاک، گریباں نہ دَریدہ

(ڈاکٹر خورشیدؔ رضوی، لاہور)

اُسلوب شعر و فن کا ،صِفَت آنجنابؐ کی
ذرّے کو میہمانی ملی آفتاب کی

ذکرِ نبیؐ وہ ڈھال بنی التہاب کی
سر سے ٹلی ہے روز عقوبت عذاب کی

اُنؐ کے حضور گریہ گُلوگیر ہوگیا
مجھ بے سخن نے کیسی زباں انتخاب کی

اُن آسماں جنابؐ کو کیا نذر کیجئے
ہدیہ کو ایک اور زمیں انتخاب کی

پروفیسر احسان اکبر۔اسلام آباد

ہر رنج و اِبتلا کا مداوا کہوں تُجھے
''جانِ مراد و کانِ تمنّا کہوں تُجھے''

تیری ضیا سے سارے زمانے ہیں مستنیر
قندیلِ آگہی کا اُجالا کہوں تُجھے

جس سے مِٹی ہے عالمِ امکاں کی تشنگی
وہ فیض و مہر و لطف کا دریا کہوں تُجھے

لوحِ عمل میں کُچھ بھی نہیں ہے بہ جُز گناہ
لیکن وفورِ شوق میں اپنا کہوں تُجھے

تیری نظیر منظرِ امکان میں نہیں
وصف و کمال و خوبی میں یکتا کہوں تُجھے

ارشد محمود ناشادؔ

فکر سلیم ہیں حضور، خیر دوام ہیں حضور

مہر کریم ہیں حضور، ماہ تمام ہیں حضور

علم کے سب چراغ ہیں آپ کے در سے مستفیض	خیر کے جو بھی کام ہیں آپ کے کام ہیں حضور
زیست کی سادگی بھی ہے، رفعت بندگی بھی ہے	فرش قیام ہیں حضور، عرش مقام ہیں حضور
سر کو جھکا کے روز بدر، جس نے کہا یہی کہا	آپ اشارہ کیجیے، ہم تو غلام ہیں حضور
سب ہیں ہمارے راہبر، جن کے ہیں آپ راہبر	ان میں ہر ایک ہے امام، جن کے امام ہیں حضور
آپ سے قبل جو بھی تھے خاص تھے ان کے دائرے	سارے جہاں کے تا ابد مرشدِ عام ہیں حضور
گونج رہا ہے آخری خطبۂ حج فضاؤں میں	گوش ہے ساری کائنات، محو کلام ہیں حضور
مانگیے یا نہ مانگیے فیض تو ان کا عام ہے	کوئی نہیں حضور سا، شاہ کرام ہیں حضور
لب کی تمام جنبشیں وقف ہیں آپ کے لیے	دل کی تمام دھڑکنیں آپ کے نام ہیں حضور
مان ہمیں بھی دیجیے، ان کو قبول کیجیے	یہ جو درود ہیں حضور یہ جو سلام ہیں حضور

نعت کا اہتمام اور نقشِ قدم کی جستجو

آصف خوش نصیب کے دو ہی تو کام ہیں حضور

آصف اکبر، اسلام آباد

کملی والے محمد کے اوصاف کی گفتگو نعت ہے
اُنؐ کے رُوئے منور کے دیدار کی آرزُو نعت ہے

ہے رَفَعنَا کا اظہار، انداز جو اُنؐ کی مدحت کا ہے
ہر گلی ہر محلّے میں میلاد ہے، کو بکو نعت ہے

دونوں اصناف پہلو بہ پہلو رہیں، یاد رکھنا یہ گر
قلب کی ہے طہارت جو حمدِ خُدا تو وضو نعت ہے

میری ڈھارس، پنہ، شوق، اُمید، اثاثہ، مرے جان و دل
میری تکریم، عزت، بھرم، آسرا، آبرو نعت ہے

جا بجا مدح و توصیفِ سرکارؐ آتی ہے قرآن میں
حُکم جَاؤکَ ہے نعت، ارشادِ لاَتقنطُو نعت ہے

لب پہ نغمہ دُرودوں کا رکھو اگر نعت کا شوق ہو
ربِ صل وسلم کی دلکش سدا ہو بہو نعت ہے

مَیں ہوں نازشؔ پیمبرؐ کا مدحت نویس اور مجھے ہے یہ ناز
میری عادت وظیفہ مرا ذوق اور میری خُو نعت ہے

(حنیف نازشؔ قادری، واہ کینٹ)

تری چوکھٹ پہ وہ محبوب اور مقبول ہوتے ہیں
ندامت سے جھکائے سر وہاں پر جو بھی روتے ہیں
نظر تم سے جو مل جائے تو بن جاتی ہے بگڑی بھی
وگرنہ عمر ہم اپنی یونہی بے کار کھوتے ہیں
ہم اپنے آپ کو مضبوط پھر محسوس کرتے ہیں
تمہارے پاس جا کر جب مقدر اپنا روتے ہیں
وسیلہ پھر بناتے ہیں تمہیں اپنی دعاؤں میں
ہم آنے والے وقتوں کے لیے جب خواب بوتے ہیں
مبارک ہو انہیں خود کو جو باندھیں ان کے بندھن میں
مبارک ہو جو ان کی فکر کو خود میں سموتے ہیں
قیامت میں یہی ہیرے پھر ان کے کام آئیں گے
تری یادوں کی مالا میں جو اشک اپنے پروتے ہیں
حسینؔ ان کے حوالے کر دیا کرتے ہیں جو خود کو
بہت آرام کی پھر نیند ساری عمر سوتے ہیں

مشبر حسین سید، اٹک

مل جائے مجھے نسبت سلطان مدینہ
دن رات کروں مدحت سلطان مدینہ
ڈر کچھ بھی نہیں مجھ کو مصائب کے سفر کا
ہے ساتھ مرے نسبت سلطان مدینہ
ہے ان کی صداقت بھی امانت بھی مسلم
مانے ہے عدو عظمت سلطان مدینہ
سورج کی طرح کرتی ہے عالم کو منور
ہے نور ھدی سیرت سلطان مدینہ
طیبہ کی فضاؤں میں ہے فردوس کی خوشبو
اس خاک کو ہے نسبت سلطان مدینہ
معراج کی شب عرش الٰہی پہ تھا جلوہ
کیا شان تری عظمت سلطان مدینہ
سیرت کی جھلک ان کی ہے بو بکر و عمر میں
عثمان و علی صورت سلطان مدینہ
پلکوں پہ اترتے ہیں عقیدت کے ستارے
لکھتا ہوں میں جب مدحت سلطان مدینہ

سعید الرحمن سعید، کامل پور موسیٰ

خواہش دید جب ہوئی، دستِ دعا اٹھا کہ یوں
مجھ کو ہوا کی موج نے اڑ کے دکھا دیا کہ یوں

جب بھی کبھی دیارِ پاک کی دل میں مرے طلب رہی
خواب سحر نما مجھے جلوہ دکھا گیا کہ یوں

رب کے قریب جاؤں میں، آقا سے لو لگاؤں میں
جیسے کسی نے غیب سے مجھ کو بتا دیا کہ یوں

ان کا خیال دل نشیں ہر دم رہا شریک غم
جرم تصورات میں آ کر سما گیا کہ یوں

کیسے چھٹیں گی ظلمتیں ہر کوئی سوچتا تھا جب
نور حبیب کبریا عالم پہ چھا گیا کہ یوں

بھٹکے ہوئے تھے راہ میں، راہبر دین آخریں
آ کر صراط حق نما، ہم کو دکھا گیا کہ یوں

سوچ رہا تھا میں دوا کلفت و رنج کی ندیم
دل میں خیال مصطفی آپ ہی آ گیا کہ یوں

ریاض ندیم نیازی سبی

میری ہستی ہے کیا میں سراپا خطا نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
ہو عطا میرے مولا مجھے حوصلہ نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
میری آنکھوں میں شہر مدینہ نہیں مجھ کو آتا وفا کا قرینہ نہیں
میں ازل سے اندھیروں میں بھٹکا ہوا نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
میرے رستے میں حائل ہیں مجبوریاں میری قسمت میں لکھی ہیں محرومیاں
مجھ سے میرا مقدر ہے روٹھا ہوا نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
جب مدینے کی جانب کوئی قافلہ دیکھا ہوں میں آنکھوں سے جاتا ہوا
میری آنکھوں سے بہتے ہیں آنسو سدا، نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
آنکھ دنیا کے جلووں سے مسحور ہے میری چشم تصور ہی بے نور ہے
میں نے دیکھا نہیں ہے درِ مصطفیٰ نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
دین حق کے لیے دکھ اٹھائے سدا کھا کے پتھر بھی دیتے رہے وہ دعا
ان کی رحمت کی کوئی نہیں انتہا نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
عرش پر کون ہے آج جلوہ کناں میری آنکھوں میں تاب نظارہ نہیں
نور میں سارا عالم ہے ڈوبا ہوا نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھوں
حق نہ ہوگا حکیم ان کا مجھ سے ادا ہو عطا مجھ کو لہجہ وہ حسان کا
وہ شہ انبیاء میں ہوں ان کا گدا نعت کیسے لکھوں نعت کیسے لکھو

حکیم خان حکیم، کامل پور موسیٰ

اشکوں کو میں پلکوں پہ عیاں دیکھ رہا ہوں
دربارِ محمد کا سماں دیکھ رہا ہوں
ہیں صبح مدینہ کے مناظر بڑے دلکش
ہر موجِ صبا، عطر فشاں دیکھ رہا ہوں
روشن ہیں مدینے کے در و بام انہی سے
رحمت ہے محمد کی جہاں دیکھ رہا ہوں
اعجاز ہے شاید یہ محمد کی ثناء کا
آج اپنا لب و لہجہ جواں دیکھ رہا ہوں
فائق ہے تبسم میں نہاں ہجر مدینہ
ہر زخم محبت کو عیاں دیکھ رہا ہوں

عمران فائق، کامل پور موسیٰ،

کچھ ایسی لطف و کرم کی ہوا چلی تازہ
کہ میرے دل میں کھلی نعت کی کلی تازہ

حرم کی تیرہ شبی جس سے مستنیر ہوئی	حرا کی کوکھ سے پھوٹی ہے روشنی تازہ
بہار قلب و نظر کا سماں ہوا پیدا	نہال دل میں کھلیں کونپلیں کئی تازہ
صدا کو زمزمۂ نو حروف کو معنی	ملی مغنیِ جاں کو بھی نغمگی تازہ
ہے تیرے ساز سے پرسوز سینۂ حبشی	ہے تیرے فقر سے روح ابو ذری تازہ
فروغ جلوہ گہِ کن ترے ہی دم سے ہے	ترے کرم سے ہے بستانِ زندگی تازہ
ترے ثبات سے عزم حسین زندہ ہے	ترے جلال سے ہے ضرب حیدر تازہ
پڑے جبیں پہ شکن تو فلک لرز اٹھے	تو مسکرائے تو ہو رسم دلبری تازہ
ترے پیام سے فکر و شعور چونک اٹھے	ملی تعجب و حیرت کو آگہی تازہ
ترے مزاج سے تہذیب کی ہوئی تذہیب	ملی تمدنِ بے جاں کو زندگی تازہ
کتاب دل کو عطا کی ہے شرح نو تو نے	حدیث شوق کو بخشی ہے دل کشی تازہ
ترے نثار دگرگوں ہے حال امت کا	سجا رہا ہے جہاں بزم کافری تازہ

عطا ہو پھر دل مسلم کو حیدری جوہر
فضائے صحنِ حرم میں ہے ابتری تازہ

سید شاکر القادری، اٹک

قندِ فارسی

من ز ہر شی عزیز تر دارم
آبروی تو یا رسول اللہ

ہیچ کس را خدا نہ کرد عطا   حسن روی تو یا رسول اللہ
والضحیٰ چیست، چیست ماینطق   لب و روی تو یا رسول اللہ
خالقت شد عیاں شبِ اسری   رو بہ روی تو یا رسول اللہ
بود قبل از تو برزبان رسل   گفتگوی تو یا رسول اللہ
قبلہ ات در نماز شد کعبہ   آرزوی تو یا رسول اللہ
سرمۂ چشم اہل ایمان است   خاک کوی تو یا رسول اللہ
ہست در دو جہاں خراب و خجل   ہر عدوی تو یا رسول اللہ
در بلا و غم و الم بینیم   ما بہ سوی تو یا رسول اللہ
شیوہ ات بخشش و عطا و کرم   جود جوی تو یا رسول اللہ

ریزہ خواہد ز خوان تو طارق
سگ کوی تو یا رسول اللہ

عبدالقیوم طارق سلطانپوری

آمد ز کوئے طیبہ و رقصد بہارِ من
یا بد گُل شگفتہ عبیر از نگارِ من

بارد سحابِ رحمتِ عالم بہ خطہ ام
روید چہ نخل شوق ببیں مرغزارِ من

گردد بہ آستانش وزاں بعد ایں طرف
آرد نسیمِ صبح پیامِ قرارِ من

خاکم اگر چہ شعلہ بجانم بہ ہجرِ اُو
خورشید می تپد بہ فلک از شرارِ من

ناعم بہ او فرازم و دارم عمیم ہا
برمن چہ مہربان شود شہر یارِ من

عثمان ناعم، واہ کینٹ

نعتیہ دوہے

جوت جگائی شاہ نے،سورج تھا یہ ماند
چمکے جس کے کارنے ، لوحِ فلک پر چاند

یثرب سارا کھولتا ، اَگنی جیسی رِیت
میٹھی بانی شاہ کی ، سب یگ پھیلی پیت

توری بستی واشنا ، تورے منظر پھول
کجرا موری آنکھ کا، پاؤں تُرے کی دُھول

بھور بھئے اندھیر ہے ، سورج جیسے کھیل
رہ توری ہے روشنی ، باقی سب یُگ میل

میل گگن پر کھیلتا ، چندا شق ہو جائے
چھٹ پن تورا بالما ، کیا کیا رنگ جمائے

حبشی تورا بولتا ، جوت جگے پھر عام
ہونٹ لپیٹے بیٹھتا ، سورج ڈھونڈے شام

تورے در کی خاک سے بے زر بھی بُوذر
بھکشو توری باٹ کا ، بانٹے ہے گھر گھر

توری رحمت تاکتی ، پورب پچھم دُور
سب یُگ چمکے چاند سا، تورے دَم سے نور

بادل ، برکھا ، چاندنی ، سورج ، خوشبو ، پھول
دریا، جنگل، رونقیں، پاؤں تُرے میں دُھول

من بگیا میں جھومتے ، توری یاد کے پھول
جب لوہو میں تیرتا ، نامِ پاک رسول

نیّا موری ڈولتی ، تورے کارن پار
تم ہی پالن ہار ہو ، تم ہی ہو سرکار

لاکھوں دُکھ سنسار میں ، بھول گیا جگ پیت
میٹھی بانی والیا ! لوٹا اپنی رِیت

جپتے ربّ کا نام ہیں ، سینوں میں ہے آگ
پھر ان کو سمجھا پیا ، ان کے شبد ہیں ناگ

پاتھر بانی بولتے ، چھاتی پاتھر ہوئے
کیسے تورے سامنے ، پاتھر بھید پروئے

اجیارے کی آس میں، روتا ہے سنسار
نیل گگن میں ڈوبتا، سورج آپ اُبھار

اس مٹی کی کوکھ سے، پیدا ہو پھر پیار
دوزخ یہ سنسار ہے، شیتل کر دے نار

خاور کملا اوگنی، جیون جیسے رات
بیٹھا تورے سامنے، انکھیوں میں برسات

کون سنے بن آپ کے! آپ سنو تم شاہ
خاور تورا مانگتا، اس کو توری چاہ

احمد احمد جاپتا، بیٹھا صبح و شام
اے مورے سرکار جی ! تم پر لاکھ سلام

خاور چودھری

گوشہ خواتین

در حقیقت اشرف المخلوق ان کی ذات ہے
فخر موجودات ہیں وہ مایہ ناز حیات
خالق کون و مکاں نے کن کہا ان کے لیے
وجہ تخلیق جہاں وہ، ان سے آغاز حیات
ان کے با مقصد پیام روح پرور کے بغیر
بے اثر تھی زندگی بے روح تھا ساز حیات
سنگریزوں نے صدا دی خشک ٹہنی رو پڑی
کتنے ایماں آفریں ہیں ان کے اعجاز حیات
یہ مدینہ ہے یہاں ہر چیز میں ہے زندگی
موج زن ہر ایک ذرے میں ہے یاں ساز حیات

ڈاکٹر فرحت شہزاد، پشاور

پھر آج سحر نور کے سانچے میں ڈھلی ہے
پھر بادِ صبا آج مدینے سے چلی ہے
روشن ہے جبیں صدقِ محمد سے مری آج
اک شمعِ عقیدت مری آنکھوں میں جلی ہے
جچتی نہیں آنکھوں میں کوئی منزلِ مقصود
بس ایک ہی منزل ہے جو طیبہ کی گلی ہے
سر فخر سے تن جائے گا پھر روزِ قیامت
آنکھوں میں مرے آپ کا اک نقشِ جلی ہے
یہ ایک تمنا کہ ملے دید کی دولت
ساری ہی تمناؤں سے افضل ہے بھلی ہے

ڈاکٹر شاہدہ سردار، پشاور

نوید الفت سنا گئے ہیں
مجھے مجھی سے ملا گئے ہیں
وہ میرے بنجر زمیں سے دل میں
ہزار ہا گل کھلا گئے ہیں
انہی کی خوشبو نگر نگر ہے
جو باغ دل لہلہا گئے ہیں
عجیب بے کیف زندگی کو
وہ مشک و عنبر بنا گئے ہیں
وہ شہ ہیں، عالم پناہ بھی ہیں
جو میرے دل میں سما گئے ہیں
مدینے والے ہیں اور میں ہوں
یہ خواب آنکھوں کو بھا گئے ہیں
ہے ان کی رحمت کا فیض جاری
جو سارا عالم سجا گئے ہیں
بجھا بجھا تھا نظام شمسی
چراغ نوری جلا گئے ہیں
مری نظر بھی وہیں لگی ہے
جو سب کی قسمت بنا گئے ہیں

فرح اسد علی، پشاور

تیری شان حسن جمال ہے تیری ذات اوج کمال ہے
نہ تو تیرا ثانی کہیں کوئی نہ کہیں پہ تیری مثال ہے

تو ہی صادق اور امین ہے دل مومناں میں مکین ہے
کٹیں جب درود کی منزلیں کوئی درد ہے نہ ملال ہے

تری خاک پا کے طفیل ہم کبھی سرفراز تھے دہر میں
وہی ہم پہ پھر ہو کرم تیرا، تری خادمہ کا سوال ہے

گئے آپ جانب آسماں تو کواڑ لرزے کی زد میں تھا
پلٹ آئے لے کے خزانے سب کہاں اس سفر کی مثال ہے

شب مستنیر یقیں فزا سر عرش بھی تیرا فرش تھا
وہیں نبض عصر جو رک گئی یہ محبتوں کا کمال ہے

سر سدرہ اے شہ دو جہاں ملی خلعت آپ کو بے بہا
کہ جہاں میں اس کی کسی طرح نہ مثیل ہے نہ مثال ہے

سیدہ صوفیہ احمد، پشاور

مضامینِ نعت

احادیث نبوی

میں شعری تحسین کے نمونے اور ان کا متنی جائزہ

ڈاکٹر عبدالعزیز خان (عزیز احسن)، کراچی کے مقالہ

" نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ "

====تیسری قسط====

قرآنِ کریم میں شعر و شاعری اور شعراء کے لیے حزم و احتیاط کے جو اصول لفظوں میں بیان کیے گئے ہیں، اللہ کے نبی جنابِ رسالت مآب ﷺ نے عملی طور پر ان اصولوں کی نگہداری کا مظاہرہ فرما کر دنیائے اسلام میں شعر و شاعری کے آفاقی اصولوں کو نقش کالحجر کر دیا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی پسند اور ناپسندیدگی ظاہر فرما کر شعر کا معیار قائم فرمادیا۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ جب سورۂ شعراء کی محولہ بالا آیات نازل ہوئیں تو ان میں استثنائی آیات نہیں تھیں، اس پر عبداللہ بن رواحہؓ، کعبؓ بن مالک اور حسانؓ بن ثابت حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے:

> ''یارسول اللہ! اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں، اب ہم تو غارت ہو گئے۔ اس پر اللہ نے آیت ''اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا...... نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور یہ آیات پڑھ کر سنائیں''۔ (۳۱)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف میں کچھ احادیث ''بَابُ الْبَیَانِ وَالشِّعْرِ'' (بیان اور شعر کا بیان) کے تحت جمع کی ہیں۔ ہم کچھ احادیث یہاں نقل کرتے ہیں:

۱۔ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الۡبَیَانِ لَسِحۡرًا۔ (رواہ البخاری)

۲۔ وَعَنۡ اُبَیِّ بۡنِ کَعۡبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ

مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ)...

۳۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا (رواه مسلم)...

۴۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبَلِ۔ (رواه فی شرح السنة)......

۱۔"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعض بیان سحر ہوتا ہے"۔

۲۔ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔

۳۔ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کلام میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن شخص کفار کے ساتھ اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم کفار کو شعر اس طرح مارتے ہو جس طرح تیر مارا جاتا ہے۔(روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں)(۳۲)

درجِ بالا احادیث میں پہلی حدیث ،بعض اشعار میں حکمت کے عنصر کی موجودگی ظاہر کرتی ہے۔اس حدیث مبارک کو اگر ہم قرآنِ کریم کی ایک آیت سے ملا کر پڑھیں تو بات اور روشن ہو جاتی ہے:

"وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط" "اور جسے مل گئی حکمت سو درحقیقت مل گئی اسے خیرِ کثیر"۔(۳۳)

اب اس حدیث میں بیان کردہ حقیقت اور واضح ہو گئی۔حضورِ اکرم ہی نے ایک اور مقام پر فرمایا:

"اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ مَا وَجَدَهَا فَهُوَا حَقٌّ بِهَا "(راہ ابنِ ماجه)

''کلمہ ءِ حکمت تو مومن کی متاعِ گم شدہ ہے جہاں سے بھی اسے ملے وہ اس کا بہتر حقدار ہے''۔(۳۴)......

اس سے ظاہر ہوا کہ حکمت کی باتیں غیر مسلموں کے ہاں بھی مل سکتی ہیں۔ یہ الگ بات کہ حکمت سے آگاہ ہونے کے باوجود غیر مسلموں نے سب سے بڑی حکمت ''اِلٰہِ واحد کی پہچان'' تک رسائی حاصل نہ کی......حکمت کی باتوں کی شعروں میں موجودگی کو جنابِ رسالت مآب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سراہا ہے۔اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔بلوغ الارب میں لکھا ہے کہ عنترۃ بن شداد العبسی کے اشعار، حضورِ اکرم نے سماعت فرما کر اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔عنترۃ بن شداد العبسی کے اشعار درجِ ذیل ہیں:

بَکَرَتْ تُخَوِّ فُنِیْ الْمَنُوْنَ کَاَنَّنِیْ
اَصْبَحْتُ عَنْ غَرَضِ الْمَنُوْنِ بِمَعْزِلِ
فَاَ جَبْتُھَا اِنَّ الْمَنِیَّۃَ مَنْھَل
لَا بُدَّ اَنْ اُسْقٰی بِکَاسِ الْمَنْھَلِ
فَاقْنَیْ حَیَا ءَ کِ لَا اَبَا لَكِ وَاعْلَمِیْ
اِنِّیْ ا مْرُ ؤٌ سَاَ مُوْ تُ اِنْ لَمْاُقْتَلِ

''اس نے جلدی سے مجھے موت سے ڈرایا جیسا کہ میں موت کے نشانے سے ہٹ کر ایک طرف ہوگیا ہوں۔میں نے اسے جواب دیا کہ موت تو ایک گھاٹ ہے (جہاں سب کو وارد ہونا ہے) مجھے بھی ضرور اس گھاٹ کا پیالہ پلایا جائے گا۔تمھارا باپ مرے۔حیا کرو اور یہ جان لو کہ اگر میں قتل نہ بھی ہوا تو جب بھی عنقریب مرجاؤں گا۔

اور جب اس کا یہ شعر پڑھا گیا:

وَلَقَدْ اَبِیْتُ عَلَی الطَّوٰی وَاَظَلُّہٗ
حَتّٰی اَنَالَ بِہٖ کَرِیْمَ الْمَاکَلِ

میں دن بھر بھوکوں گزار لیتا ہوں اور رات بھی، کھاتا اس وقت ہوں جب عزت کی روٹی ملے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کوئی بدوی نہیں ہے جس کے اوصاف میرے سامنے بیان کیے گئے ہوں اور مجھے اس کے دیکھنے کی خواہش ہوئی ہو، سوا عنترہ کے"(۳۵)

عنترہ کے آخری شعر میں حلال رزق اور عزت کی روٹی کمانے کی طرف جو اشارہ ہے وہ عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے اس لیے حضورِ اکرم ﷺ نے اس کے اشعار پسند بھی فرمائے اور اس کی فکر کی تعریف فرماتے ہوئے اس سے ملاقات کی خواہش بھی ظاہر کی۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لَبِید کے شعر کی تعریف فرمائی اور اُمَیَّۃُ بن اَبِی الصَّلت کو اسلام سے قریب تر فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : (اَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَھَا الشَّاعِرُ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ) اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ، وَکَادَ اُمَیَّۃُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُسْلِمَ۔

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ سچا کلام جو شاعروں نے کہا لبید کا یہ مصرع ہے...... 'حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے معدوم ہے (یعنی فنا ہونے والا ہے) اور امیہ بن ابی الصلت شاعر تو قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے! (۳۶)

محمود شکر آلوسی نے بلوغ الارب جلد چہارم میں امیہ بن ابی الصلت کے حوالے سے بتایا ہے:

"اس نے توحید اور حکمت میں بہت سے اشعار کہے ہیں اور اسی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے اشعار مومن کے سے اشعار ہیں مگر دل کافر کا سا"۔(۳۷)

اسی امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سننے کی حضورِ اکرم ﷺ نے فرمائش بھی کی:

"وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ ھَلْ مَعَکَ مِنْ شِعْرِ اُمَیَّۃَ بْنِ اَبِی الصَّلْتِ شَیْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ھِیْہِ فَاَنْشَدْتُّہٗ بَیْتًا۔ فَقَالَ ھِیْہِ ثُمَّ اَنْشَدْتُّہٗ بَیْتًا فَقَالَ ھِیْہِ حَتّٰی اَنْشَدْتُّہٗ مِائَۃَ بَیْتٍ...

"عمرو بن شرید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہا ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا امیہ بن صلت کے اشعار تجھ کو یاد ہیں میں نے کہا جی

ہاں۔فرمایا پڑھو میں نے آپ کو ایک بیت سنایا۔فرمایا اور پڑھو پھر میں نے ایک بیت پڑھا فرمایا اور پڑھو میں نے (تقریبا) سو اشعار آپ کو سنائے (روایت کیا اس کو مسلم نے)(۳۸)

صاحب بلوغ الارب نے امیہ بن صلت کے کچھ اشعار دیئے ہیں۔ہم تین اشعار یہاں نقل کرتے ہیں تا کہ حضور نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پسندیدگی کی وجہ معلوم ہوسکے۔

أ أذْكُرُ حَاجَتِيْ أمْ قَدْ كَفَانِيْ
حَيَاؤُكَ؟ إنَّ شَيْمَتَكَ الحَيَاءُ
وَعِلْمُكَ بِا لْحُقُوْقِ وَ أنْتَ قَرْمٌ
لَكَ ا لْحَسَبُ ا لْمُهَذَّ بُ و ا لسَّنَاءُ
كَرِيْمٌ لَا يُغَيِّرُهُ صَبَاحٌ
عَنِ الْخُلُقِ الْجَمِيْلِ وَلَا مَسَاءُ

کیا میں اپنی حاجت کا ذکر کروں یا تمہارا حیا ہی کافی ہے، کیوں کہ حیا تمہاری سرشت ہے۔تم لوگوں کے حقوق سے بخوبی واقف ہو تم عظیم المرتبہ سردار ہو تمہارے کارنامے شائستہ ہیں، تمھیں رفعت حاصل ہے۔یہ ایسا شریف انسان ہے جسے صبح و شام (کی گردش) اچھے اخلاق سے پھیر نہیں سکتی۔(۳۹)

ان تینوں اشعار میں اخلاقی مضامین آئے ہیں۔اسلامی تعلیمات میں اعلیٰ اخلاقی صفات کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔غالباً ایسے ہی اشعار سماعت فرما کر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہوگا!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خیبر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو ایک صاحب عامر بن الاکوع نے حدا کے اشعار پڑھنے شروع کیے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ بتایا گیا عامر بن الاکوع تو آپؐ نے فرمایا: ”یَرْحَمُہُ اللّٰہ“ [یہ ان کی شہادت کی طرف اشارہ تھا، چنانچہ وہ خیبر میں شہید ہو گئے]۔جو اشعار حضرت عامر بن الاکوع نے پڑھے تھے وہ بخاریؒ نے نقل کیے ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا أنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا قْتَفَيْنَا
وَثَبَّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَا قَيْنَا
وَالْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
اِذَاصِيْحَ بِنَا اَتَيْنَا
وَ بِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا(۴۰)

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شہ عالی صفات
تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوٰۃ
تجھ پہ صدقے جب تلک دنیا میں زندہ ہم رہیں
بخش دے ہم کو لڑائی میں عطا فرما ثبات
اپنی رحمت ہم پہ نازل کر شہِ والا صفات
جب وہ ناحق چیختے سنتے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی ہے نجات

اسی طرح بعض مواقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، میں سے کسی نے کچھ اشعار پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سماعت فرمائے اور کبھی کبھی خود بھی کوئی شعر پڑھ دیا۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ
فَا صْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

انس بن مالکؓ [سے روایت ہے] کہ آنحضرت نے [خندق کھودتے وقت] یہ شعر پڑھا:

ہے زندگی تو آخرت کی زندگی جو ہے سدا
نیک کر انصار اور پردیسیوں کو اے خدا(۴۱)

ایک اور روایت خندق کھودتے ہوئے شعر پڑھنے کی اس طرح بھی ہے:

"عَنْ اَنَسِ ابْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ الْاَنْصَارُ یَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَا یَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِهَادِ مَا حَیِیْنَا اَبَدًا فَاَجَابَهُمْ:
اَللّٰهُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةِ
فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةَ

انس ابن مالکؓ [سے روایت ہے کہ] انصار خندق کے دن یہ شعر پڑھتے تھے:

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی
جب تلک ہے زندگی لڑتے رہیں گے ہم سدا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو یوں جواب دیا:
زندگی جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کی زندگی
قدر کر انصار اور پردیسیوں کی اے خدا (۴۲)

علاوہ ازیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ مسجد کی تعمیر کے موقع پر بھی اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، شعر پڑھتے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ساتھ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ وہ شعر درجِ ذیل ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرَ الْاٰخِرَةِ
فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةَ
فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ
کر مدد انصار اور پردیسیوں کی اے خدا (۴۳)

حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے واقعے سے بھی معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشعار سماعت فرمائے اور پسندیدگی کے اظہار کے طور پر اپنی چادر عطا

فرمائی۔ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے تفصیلاً ان کے ایمان لانے کا واقعہ لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ پہلے پہل وہ اپنے بھائی کے ایمان لانے پر مشتعل ہو کر حضورِ اکرم ﷺ کی شان اقدس میں کچھ ہجویہ اشعار کہہ بیٹھے اور جب ان اشعار کی بنیاد پر رسولِ کریم ﷺ کی طرف سے ان کا خون مباح قرار پایا تو ڈر کے انہوں نے توبہ کا ارادہ کیا اور ایک مدحیہ قصیدہ ''بانت سعاد'' لے کر سرکار رسالت مآب ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی اجازت سے شعر پڑھنا شروع کیا اور جب درجِ ذیل شعر پڑھا تو حضور ﷺ نے اپنی چادر شاعر کو عطا فرمادی:

"ان الرسول لنور یستضاء بہٖ
وصارم من سیوف الهند مسلول"

''رسول اللہ (ﷺ) ایک نور ہیں جن سے اجالا حاصل کیا جاتا ہے، اور وہ نور ایک مضبوط فولاد کی بے نیام تلوار کے مانند ہے''(۴۴)

عبداللہ عباس ندوی نے فوٹ نوٹ میں لکھا ہے:

''دوسری روایت کے مطابق "وصارم من سیوف اللہ مسلول" (اللہ کی تلواروں سے ایک برہنہ تلوار ہے)۔(۴۵)

لیکن مشہور یہ ہے کہ شاعر نے ''سیوف الھند'' کہا تھا'' اور حضورِ اکرم ﷺ کی اصلاح کے بعد ''سیوف اللہ'' پڑھا تھا۔اس واقعے کو علامہ اقبال نے مثنوی رموزِ بیخودی میں نظم کیا ہے:

پیشِ پیغمبرؐ چو کعبؓ پاک زاد
ہدیہء آورد از ''بانت'' سعاد
در ثنائش گوہرِ شب تاب سفت
سیف مسلول از ''سیوف الھند'' گفت
آںؐ مقامش برتر از چرخِ بلند
نامدش نسبت باقلیمے پسند
گفت ''سیف مِن سیوف اللہ'' گو

حق پرستی، جز براہِ حق مپو

ایک پاک فطرت حضرت کعبؓ نے حضورا کرم ﷺ کی شان میں ''بانت سعاد'' کے عنوان سے قصیدہ پیش کیا۔اس قصیدے میں گویا الفاظ کے موتی رولے تھے۔ایک جگہ آپ ﷺ کو ہندی تلواروں میں سے برہنہ تلوار کی تشبیہ دی تو آپ ﷺ نے ،جن کا رتبہ آسمانوں سے بھی بلند ہے،کسی ملک سے اپنی نسبت کو پسند نہیں فرمایا۔انہیں اصلاح دیتے ہوئے فرمایا ''سیف من سیوف اللہ''

کہو۔تم حق پرست ہو،سوائے حق پر چلنے کے دوسری راہ اختیار مت کرو''۔(۴۶)

لیکن علامہ اقبال کی بیان کردہ روایت کا ذکر ہمیں ''مدارج النبوت'' مصنفہ علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی، میں بھی نہیں ملا۔انہوں نے کعب بن زہیرؓ کے شعر کا پہلا مصرع بھی مختلف لکھا ہے،وہ لکھتے ہیں:

''اس نے کہا:''اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ'' بے شک یہ رسول ایسی شمشیر ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔''مُهَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللہِ مَسْلُوْلٌ''۔اللہ کی تلواروں میں سے تیز دھار والی وہ تلوار کاٹنے والی''۔(۴۷)

فی الحال ہم اس بحث میں نہیں پڑ سکتے کہ کونسی روایت زیادہ صحیح ہے؟ تاہم علامہ اقبال کی بیان کردہ روایت اس لیے مضبوط لگتی ہے کہ ایک ہی مصرع دو طرح سامنے آیا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ شاعر نے خود ہی دونوں طرح پڑھا ہو۔ارشاد شاکر اعوان کی کتاب ''عہدِ رسالت میں نعت'' (مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۹۳ء،ص ۱۵۱) اور ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کے مضمون ''نعت اور نقدِ نعت'' (نعت رنگ ۱۵ میں صفحہ ۱۸۳) میں حضور ﷺ کی اصلاح کا ذکر ملتا ہے لیکن حوالہ نہیں ملتا۔سند کا درجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو،یہ روایت ہے بہت مشہور۔فکری بلندی عطا کرنے کے حوالے سے یہ اصلاح ،حضورِ اکرم ﷺ کے اعلیٰ شعری ذوق اور بے پناہ تنقیدی شعور کی غماز ہے۔نعتیہ شاعری کی تنقید میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی یہ اصلاح ابدالآباد تک نقادوں کی رہنمائی کے لیے منارۂ نور رہے گی۔

اس کے علاوہ حضورِ اکرم ﷺ نے خود بھی بعض اشعار پڑھے تھے۔حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ:

"اَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (اِنَّ اَخَالَكُمْ لَا يَقُوْلُ: الرَّفَثَ) يَعْنِيْ بِذَالِكَ ابْنُ رَوَاحَةَ قَالَ:

فِيْنَا رَسُوْلُ اللهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ
اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ ساطِع
اَرَ انَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوْ بُنَا
بِهِ مُو ء قِنَا تٌ اَنَّ مَا قَا لَ وَاقِع
يَبِيْت ء يُجَا فِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِه
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمُضَاجِع(۴۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حالات اور قصے بیان کرتے کرتے آنحضرت ﷺ کا ذکر کرنے لگے۔آپ ﷺ فرماتے تھے،تمہارا بھائی (شاعر) جو بیہودہ نہیں بکتا وہ یوں کہتا ہے۔آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو مراد لیا:

ایک پیغمبر خدا کا پڑھتا ہے اس کی کتاب اور سناتا ہے ہمیں جب صبح کی پوپھٹتی ہے ہم تو اندھے تھے اسی نے راستہ بتلا دیا۔

بات اس کی یقینی دل میں جا کر کھبتی ہے رات کو رکھتا ہے پہلو اپنے بستر سے الگ کافروں کی خواب گہہ کو نیند بھاری کرتی ہے

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے ہجو کے جواز کے لیے بہت پتے کی بات کی ہے:

"ہجوِ کفار تقابلی سیاست میں ایک ضرورت کے طور پر اپنی اہمیت منوالیتی ہے کیوں کہ مدِ مقابل کا ہر حربہ ناکام کرنا جنگ میں اپنے دفاع کی خاطر ضروری ہو جاتا ہے۔اسی لیے تو آنحضرت ﷺ نے اس کی ترغیب دی اور شعر کو بطور دفاع استعمال کرنے پر تحسین فرمائی"۔(۴۹)

اس سلسلے میں حضرت حسانؓ کے انتخاب اور ان کے اعزاز کے معاملات پر کچھ احادیث درج ذیل کی جاتی ہیں:

"عَنِ الْبَرَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانِ ابْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانٍ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ"

"براءؓ سے روایت ہے کہ قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے حسانؓ بن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کہو، جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حسانؓ کے لیے فرمایا کرتے تھے میری طرف سے جواب دو۔ اے اللہ، روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما"۔(۵۰)

مسجد میں منبر رکھوا کر شاعری سننے کی نظیر بھی خوب ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانٍ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ حضرت حسانؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تھے وہ اس پر کھڑے ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فخر کرتے یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے، رسول اللہ ﷺ فرماتے جب تک حسانؓ میری طرف سے فخر یا مدافعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ، جبریلؑ کے ذریعے اس کی مدد کرتا ہے"۔(۵۱)

شاعری کے اچھے اور برے ہونے کا معیار وہی ہے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ سے مشروط زندگی کے لیے ہے، کہ اس میں ہر وہ کام جو اللہ کی مرضی کے تابع، سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں اور انسانیت کی فلاح کے لیے ہے، وہ خیر ہے باقی سب شر۔ چناں چہ حضورِ اکرم ﷺ نے بڑے بلیغ انداز میں فرمادیا:

"عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَّ قَبِيْحُهٗ قَبِيْحٌ....

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا نبی ﷺ کے سامنے شعر کا تذکرہ ہوا آپ ﷺ نے فرمایا "شعر کلام ہے، اس کا اچھا، اچھا ہے، اگر کلام برا ہے وہ برا ہے۔ روایت کیا اس کو دار قطنی نے اور شافعی نے عروہ سے مرسل بیان کیا۔(۵۲)

درجِ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ شعر کے مافیہ (Content) سے اس کی اچھائی

برائی ظاہر ہوتی ہے، محض اسلوب سے نہیں۔ اسلوب سے تو شعر خوشنما یا بدنما لگ سکتا ہے لیکن مغز تو اس کے معانی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے اِمرا ءُ القیس (جس نے اسلام سے چالیس سال قبل کا زمانہ پایا تھا) کے بارے میں حسبِ ذیل رائے ظاہر فرمائی:

"اَشْعَرُ الشُّعَرَاءِ وَقَائِدُھُمْ اِلَی النَّارِ"

''یعنی وہ شاعروں کا سرتاج تو ہے ہی لیکن جہنم کے مرحلے میں ان سب کا سپہ سالار بھی ہے''۔ (۵۳)

حضورِ اکرم ﷺ کے درجِ بالا تنقیدی تبصرے کے حوالے سے علامہ اقبال کا تبصرہ پچھلے باب میں پیش کیا جا چکا ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا:

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی حکیمانہ تنقید میں فنونِ لطیفہ کے اس اہم اصول کی توضیح فرمائی ہے کہ صنائع و بدائع کے محاسن اور انسانی زندگی کے محاسن، یہ کچھ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی ہوں۔ ممکن ہے شاعر بہت اچھا شعر کہے لیکن وہی شعر پڑھنے والے کو اعلیٰ علیین کی سیر کرانے کی بجائے اسفل السافلین کا تماشا دکھا دے''(۵۴)

اسی طرح حضورِ اکرم ﷺ نے جو عنترہ کا شعر (ولقد ابیت علی الطویٰ واظلہ ☆ حتیٰ انال بدکریمُ الماکل۔ [ترجمہ] میں نے بہت سی راتیں محنت مشقت میں بسر کی ہیں تاکہ میں اکلِ حلال کے قابل ہوسکوں) سن کر اس سے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ علامہ اقبال نے لکھا:

''حضور خواجہء دو جہاںؐ (بابی وانت وامی) نے جو اس قدر شعر کی تعریف فرمائی ہے اس سے صنعت کے ایک دوسرے بڑے اصول کی شرح ہوتی ہے کہ صنعت حیاتِ انسانی کے تابع ہے، اس پر فوقیت نہیں رکھتی''۔ (۵۵)

خلاصہء کلام:

قرآن واحادیث کے مطالعے سے جو نتائج اخذ ہوئے وہ درجِ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ رب العزت نے جو صلاحیت جس انسان کو بھی دی ہے اس صلاحیت کا استعمال اللہ کی مرضی اور منشائے تخلیق کے مطابق ہو تو جائز ورنہ ناجائز۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کے ذریعے اچھی اور انسانی فلاح کی باتوں کو پسند فرمایا ہے اور

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عملاً ایسے نظائر قائم فرمائے ہیں کہ امت کے ہر فرد کے ذہن میں کھرے کھوٹے کا معیار پیوست ہو جائے۔

۳۔شاعری بھی اللہ کی عطا کردہ صلاحیت کے تحت وجود میں آتی ہے،اس لیے اس کی اچھائی برائی بھی دینی معیارات کے تحت ہی طے کی جاسکتی ہے۔اسی لیے جنابِ نبیء کریم ﷺ نے اچھی شاعری کو خود دہرایا بھی، اچھی شاعری سماعت بھی فرمائی اور اچھی شاعری پر انعام بھی عطا کیا۔یہ اعزاز بھی صرف اور صرف شاعر کے حصے میں آیا کہ دینی خدمت کے لیے وقف شاعری کرنے پر اسے (حضرتِ حسان ؓ کو) مسجدِ نبوی میں منبر پر بیٹھ کر اپنی شاعری پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔

۴۔بری شاعری (بلحاظِ مضمون) کرنے یا اسے پڑھنے کے حوالے سے بھی حضور علیہ السلام نے دوٹوک رائے دے دی۔کلام میں مبالغہ کرنے والوں کی ہلاکت کا پیغام بھی حدیث شریف میں دیا گیا ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔بری شاعری کے سلسلے میں ذرا سخت الفاظ میں مذمت بھی ملتی ہے۔مثلاً

"عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ نُسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ یُّنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذُوْا الشَّیْطَانَ اَوِ امْسِکُوْا الشَّیْطٰنَ لَاَنْ یَّمْتَلِیءَ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِیءَ شِعْرًا"

"ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرج مقام میں چل رہے تھے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑو۔آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے اس سے بہتر ہے کہ وہ اشعار کے ساتھ بھرے۔(روایت کیا اس کو مسلم نے)(۵۶)

اس حدیث کا مطالعہ، امراء القیس کی شاعری پر حضورِ اکرم ﷺ کے تبصرے کے ساتھ کریں تو بات اور واضح ہو جاتی ہے۔

۵۔شاعری میں حسنِ بیان اور ظاہری جمال کو بھی حضورِ اکرم ﷺ نے سراہا ہے،تبھی تو امراء القیس کو "اشعر الشعراء" فرمایا۔

۶۔اس سے متبادر ہوا کہ شاعری میں جہاں مافیہ، نفسِ مضمون یا Content کی اہمیت ہے وہیں حسنِ بیان کی بھی اہمیت ہے۔

۷۔بیان کا زبان کے عام معیارات کے تابع ہونا، بیان کے جمالیاتی تقاضوں کو پورا کرنا اور فن کے مروجہ معیارات کا لحاظ رکھ کر بات کرنا، باعثِ تحسین ہے۔

۸۔اچھے شعر کی شرط صرف مافیہ (Content) کا انسانی زندگی کے لیے کارآمد ہونا اور شعر میں سچائی کا پایا جانا ہے۔

مآخذ و منابع

۳۰۔القرآن: ۳، ۴: ۶۷

۳۱۔تفسیر مظہری: جلد ہشتم، ص ۳۸۵

۳۲۔مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: ص ۴۱۲ تا ۴۱۴

۳۳۔القرآن: ۲۶۹: ۲

۳۴۔برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۲۰

۳۵۔بلوغ الارب، جلد چہارم ص ۵۲

۳۶۔صحیح بخاری [کتاب الادب]، جلد سوم: ص ۴۸۶

۳۷۔بلوغ الارب: جلد ۴، ص ۶۲

۳۸۔مشکوٰۃ شریف: جلد دوم، ص ۴۱۲

۳۹۔بلوغ الارب: جلد ۴، ص ۶۲

۴۰۔صحیح بخاری: ج: ۳، ص ۴۸۶

۴۱۔ایضاً [کتاب المناقب]، جلد دوم: ص ۴۸۰

۴۲۔ایضاً ص ۴۸۱ ۴۳۔ایضاً ص ۵۴

۴۴۔عربی میں نعتیہ کلام،ص ۵۹

۴۵۔ایضاًص ۵۹

۴۶۔اسرار و رموز،[فارسی اردو ترجمہ]ص ۱۸۱

۴۷۔مدارج النبوت: ج دوم:ص ۳۶۲

۴۸۔صحیح بخاری، جلد سوم:ص ۴۸۸

۴۹۔برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری،ص ۲۲۴

۵۰۔مشکوٰۃ شریف: جلد دوم،ص ۴۱۳

۵۱۔ایضاً جلد دوم:ص ۴۱۶

۵۲۔ایضاً جلد دوم:ص ۴۱۶

۵۳۔سلسلہء درسیاتِ اقبال: سوم،ص ۱۲/ ۱۶۴

۵۴۔ایضاًص ۱۳/ ۱۶۵

۵۵۔ایضاًص ۱۴/ ۱۶۶

۵۶۔مشکوٰۃ شریف: جلد دوم،ص ۴۱۶

نعت گوئی

تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر شہزاد احمد (کراچی)

تمہید

زیرِ نظر مقالہ میں نعت گوئی کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔اس باب میں شاعری اور قرآن کریم، خالق کائنات سب سے پہلا وصّاف رسول، اوّلین نعت میں محققین کی ترجیحات، اولیاتِ نعت، مدینے کی بچیوں کا خیر مقدمی گیت، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب، حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب، حضرت خنساء،شعرالجنی یا شعرالمجہول، مبشرات کی اہمیت، نعت کی اہمیت اور افادیت، نعت کا مجموعہ اوّل اُمّ الکتاب قرآنِ مجید، قرآن کریم میں نعت، احادیثِ نبوی میں نعت،نعت کے لغوی معنیٰ، نعت کے اصطلاحی معنیٰ، نعت کی تعریف، عہدِ نبوی کی نعتیں، خلفائے راشدین کے نعتیہ اشعار، عربی نعت، فارسی نعت، اردو نعت، اردو کے اولین نعت گو،غرض یہ کہ مختصر طور پر عہد بہ عہد کی نعتیہ شاعری کا اجمالاً ذکر کیا جائے گا تاکہ پاکستان میں نعتیہ شاعری کے تحقیقی جائزے کو اپنے تسلسل کے ساتھ مربوط کیا جاسکے۔

الحمدللہ! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے سزاوار ہیں۔سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے۔جولم یزل ولایزال ہے۔جس کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس مالکِ حقیقی کی حمدوثنا میں رطب اللسان ہے۔

جس نے انبیائے کرام کے رشد و ہدایت کے سلسلے کو اپنے حبیب لبیب خاتم النّبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تمام کیا۔

ختم نبوت کے اس درخشندہ نگیں کا ورفعنا لک ذکرک کے سائے میں بول بالا کیا۔حاضرو ناظر، خوش خبری اور ڈر سنانے والا بنایا۔سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔خلق عظیم کے اعلیٰ وارفع منصب پر فائز کیا۔

اللہ خود فرشتوں کے ساتھ اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے۔اور اہل ایمان سے بھی کہتا ہے کہ ان پر

درود اور خوب سلام بھیجو۔ درود وسلام کے اس قرآنی حکم سے نعت کو پر پرواز ملتے رہے۔

شاعری اور قرآن کریم

قرآن کریم میں شاعری کے حوالے سے ایسے شعراء کے لئے تنبیہ آئی ہے۔ جو قرآن کریم کے مطابق ہر وادی میں سرگرداں پھرنے والے زبان سے جو کہتے ہیں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ شعراء سے پہلے ہم قرآن کریم کا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں جس میں حضور اکرم سید عالم نور مجسم ﷺ کے شاعر نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما علمنه الشعر وما ینبغی له ' (یٰس 69)[1]

ترجمہ: اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی شعر وشاعری کا فن آپ کے شایان شان ہے۔ یہ ضرور ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمائش کر کے اشعار ضرور سنے ہیں۔

صحیح مسلم شریف سے صرف دو حدیثیں پیش کی جا رہی ہیں۔ پہلی حدیث میں حضور اکرم ﷺ کی اشعار سے رغبت ظاہر ہو رہی ہے۔ جب کہ دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے شاعروں کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لبید کے شعر کو سب سے زیادہ سچا فرمایا ہے۔ اللہ کی حمد وثناء کے بعد اُمیہ بن ابی الصلت کی دلی کیفیات بھی بیان کی جا رہی ہیں۔ دونوں احادیث مبارکہ شعر کی اہمیت کو واضح کر رہی ہیں۔

عمر وبن الشرید عن ابیه قال ردفت رسول الله صلی الله علیه وسلم یوما فقال هل معك من شعر امیة بن ابی الصلت شئ قلت نعم قال هیه فانشد ته بیتا فقال هیه ثم انشدته بیتا فقال هیه حتیٰ انشدته مائة بیت۔ (کتاب الشعر، صحیح مسلم، ص632، جلد6)

عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہوا، آپ نے فرمایا کیا تم کو امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ شعر یاد ہیں، میں نے کہا جی! آپ نے فرمایا! سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، میں نے ایک اور شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ حتیٰ کہ میں نے ایک سو اشعار سنائے۔[2]

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصدق کلمۃ قالھا شاعر کلمۃ لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل و کاد امیۃ بن ابی الصلت ان یسلم۔ (کتاب الشعر، صحیح مسلم، ص633، جلد6)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے، اور امیہ بن ابی الصلت اسلام قبول کرنے کے قریب تھا۔3

بسا اوقات یہ بھی ہوا آپ ﷺ نے خود شعرائے کرام کو رجز پڑھنے کا حکم دیا۔ ان حضرات کو آگے ان کے کلام و بیان کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ حضور اکرم سید عالم نور مجسم ﷺ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر بٹھا کر ان سے نعتیں سنی ہیں۔ سیدنا حسان بن ثابت کی مدح کے دوران سرکار دو عالم ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ مسجد کے فرش پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔ اللہ کے رسول اس دفاعی شاعری کے اس عظیم کارنامے پر اللھمہ ایدہ بروح القدس (اے اللہ اس کی روح القدس سے تائید فرما) 4 والی بشارت سے سیدنا حسان بن ثابت کو نوازتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف میں کتاب الصلوٰۃ، باب الشعر فی المسجد کے عنوان کے تحت درج کی ہے۔ اس حدیث میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل تائیدی اور تعریفی جملے حسان بن ثابت کے حوالے سے کہے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف انہ سمع حسان ابن ثابت الانصاری یستشھد ابا ھریرۃ انشدك اللہ ھل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا حسان اجب عن رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم اللّٰھم ایدہ بروح القدس قال ابو ھریریرۃ نعم۔

(باب الشعر فی المسجد بخاری، جلد1، ص 243)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے گواہی طلب کر رہے تھے کہ تمھیں خدا کی قسم کیا تم نے رسول

اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے اے حسان اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے (مشرکین) کو جواب دو۔ اے اللہ حسان کی روح القدس سے تائید فرما۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ہاں) میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔[5]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی میں سیدنا کعب بن زہیر سے نعت سن کر بطور انعام اپنی چادر مبارک عطا فرمادی۔ بعد میں یہی چادر والی روایت امام بوصیری کے قصیدہ بردہ کے حوالے سے بھی معروف ہے رسول اکرم نے امام بوصیری کے خواب میں جلوہ افروز ہو کر قصیدہ بردہ کی فرمائش کی۔ اس موقع پر اپنی ردائے مبارک عطا فرمائی۔ جس کی برکت سے آپ کا لاعلاج مرض دور ہوگیا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے از خود شاعری نہیں کی۔ البتہ آپ نے سیدنا کعب بن زہیر کے شعر میں اصلاح ضرور فرمائی ہے جسے شاعری کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

ان الرسول لنور یستضاء به

مهند من سیوف الله مسلول

سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ فرمانا یہ معنی و مفہوم کی اصلاح تھی[6] حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا۔

ان النبی لا کذب ان ابن عبدالمطلب[7]

یہ شاعری نہیں ہے۔ بلکہ اسے اظہار حقیقت کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ بظاہر دیکھنے میں تو یہ شعر ہی لگتا ہے۔ کیونکہ اس میں قوافی کے حوالے سے شعری موزونیت بھی پائی جاتی ہے۔ یہی انداز بعض مقامات پر قرآن کریم میں بھی محسوس ہوتا ہے۔ جس میں قوافی اور موزونیت دونوں شامل ہیں۔ جب کہ قرآن کریم کی کوئی آیت شعر نہیں ہے۔

قرآن کریم میں شعراء کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے

الشعراء.........وذکر اللہ کثیر (الشعرا، 224-226)[8]

ترجمہ: ''اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی۔''

مندرجہ بالا آیہ کریمہ کی روشنی میں تو یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ شاعری اور شعراء دونوں قرآن کریم کے حوالے سے خسارے میں ہیں اور ان کی بڑے شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ اب

دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے شعراء ہیں جو اس وعید کے زمرے میں شامل ہیں اور کون سے شعرائے کرام کو اس سے استثنا حاصل ہے۔

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی ان آیات کی تفسیر کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

''ان کے اشعار میں کہ ان کو پڑھتے ہیں رواج دیتے ہیں باوجود یہ کہ وہ اشعار کذب و باطل ہوتے ہیں۔ یہ آیت شعراء کفار کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے ان لوگوں کی آیت میں مذمت فرمائی گئی۔اور ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے ہیں اور ہر لغو باطل میں سخن آرائی کرتے ہیں۔جھوٹی مدح کرتے ہیں۔جھوٹی ہجو کرتے ہیں۔بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا جسم پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے پُر ہو۔مسلمان شعراء جو اس طریقہ سے اجتناب کرتے ہیں اس حکم سے مستثنیٰ کیے گئے۔اس میں شعرائے اسلام کا استثنا فرمایا گیا وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں۔اسلام کی مدح لکھتے ہیں پند و نصائح لکھتے ہیں اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔بخاری شریف میں ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت حسان کے لیے منبر بچھایا جاتا تھا۔وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مفاخر پڑھتے تھے۔اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے حق میں دعا فرماتے جاتے تھے۔بخاری کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ مبارک میں اکثر شعر پڑھے جاتے تھے۔جیسا کہ ترمذی میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض برا' اچھے کو لو برے کو چھوڑ دو، شعبی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق شعر کہتے تھے۔حضرت علی ان سب سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شعر ان کے لیے ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب نہ ہو سکا بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہا بھی تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور اصحاب کرام و صلحاء امت کی مدح اور حکمت و موعظمت اور زہد و ادب میں کفار سے ان کی ہجو کا کفار

کی طرف سے کہ انھوں نے مسلمانوں کی اور ان کے پیشواؤں کی ہجو کی۔ان حضرات نے اس کو دفع کیا اور اس کے جواب دِیے۔یہ مذموم نہیں بلکہ مستحق اجروثواب ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔یہ ان حضرات کا جہاد ہے۔ یعنی مشرکین جنھوں نے سید الطاہرین افضل الخلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو کی۔موت کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جہنم کی طرف اور وہ برا ہی ٹھکانہ ہے۔''9

صریحاً متذکرہ آیات اور اس کی تفسیری روشنی میں یہ بات واضح ہوئی ہے کہ قرآن کی نظر میں معتوب شعراء کی پیروی میں گمراہی ہے۔جو ہر وادی میں منہ مارتے پھریں اور ان کی گفتار و کردار میں یکسانیت نہ ہو ہاں اگر وہ صاحب ایمان ہیں۔اچھے اعمال کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں تو ان کی پیروی میں گمراہی نہیں۔

صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اولیاء اللہ و بزرگان دین اور آج کے دور کے مسلمان رسول ﷺ کی نعت اس لیے بھی کہتے ہیں کہ نعت گوئی سنت رحمٰن ہے۔نعت تعریف کے معنوں میں ہمیشہ تسلیم کی گئی ہے اور آپ کی نعت اور تعریف اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت خود رسول پر اپنے ملائکہ کے ساتھ درود بھیجتا ہے اور ابد تک آنے والے اہل ایمان کو بھی خوب درود و سلام بھیجنے کا حکم دیتا ہے۔

خالق کائنات سب سے پہلا وصّافِ رسول

مندرجہ ذیل قرآنی آیت کے مفہوم کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کہتے ہیں:

''تاریخ شاہد ہے کہ خالق کائنات جسے سب سے پہلا وصّاف رسول، ناعت رسول ہونے کا اعزاز حاصل ہے، سے بڑھ کر نعت کہنے والا اور کون ہو گا جس نے سورۂ احزاب میں یہ کہہ کر نعت محبوب کا حق ادا کر دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یاَیھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماo(احزاب۔56) 10

ترجمہ: 'تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔'

اس آیۂ کریمہ میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے نعت حبیب کہنے کا نہ صرف حق ادا کر دیا بلکہ اپنے ساتھ اپنی کبریائی اور حمد بیان کرنے والے فرشتوں کو شریک کر کے ایمان والوں کو بھی نعت رسول مستقل کہتے رہنے کا حکم دیا۔ جس سے نہ صرف مقام و مرتبہ مصطفیٰ کی معراج و عظمت کا واضح ثبوت ملتا ہے بلکہ نعت کے مختلف ادوار میں تقسیم کا مسئلہ بھی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کے حصہ اول پر غور کرنے سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ نعت رسول اس وقت بھی کہی جا رہی تھی، اور اسی طرح نعت رسول اس وقت بھی مسلسل کہی جا رہی ہوگی، جب کوئی بھی ذی نفس موجود نہ ہوگا اور قیامت کا اعلان ہو چکا ہوگا۔ کیونکہ ذات خداوندی تو اس وقت بھی موجود ہوگی گویا نعت ایک ایسی سنت رب العالمین ہے جو اول سے ہے اور ابد تک رہے گی''۔ 11

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے خالق کائنات کو سب سے پہلا وصّاف رسول قرار دیا ہے۔

اب ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کو دیکھا جائے گا۔

ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ اپنا نظریہ نعت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''نعت اس کلام منظوم کو کہتے ہیں، جو حضور انور محمد رسول اللہ کی شان اقدس میں زیب قرطاس ہو۔ نعت کی تعریف جب یہ ٹھہری، تو میں ایسا کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ اول اول خدائے قدوس نے ہی اپنے حبیب کی مدح فرمائی، ان پر درود بھیجا اور ہمیں اس کا حکم دیا''۔ 12

ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ نے اوّلین طور پر خداوند قدوس کو مدح گو قرار دیا ہے۔

اب آیندہ اسی سلسلے میں ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری کی فکر کو دیکھا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری نعت کی بابت کہتے ہیں۔

''سب سے پہلی نعت گو شخصیت خداوند قدوس کی ہے، جس نے جملہ انبیاء کی زبان سے آپ کی مدح طرازی کی۔ نعت کے معنی جیسا کہ پہلے عرض کیے جا چکے ہیں وصف کے ہیں اور اوصاف نبی کو نعت سے متصف کیا جاتا ہے''۔ 13

مندرجہ بالا سطور میں محققین نعت کی وہ آراء ملاحظہ کیں۔ جن میں خالق کائنات کو سب سے پہلا وصّاف رسول یعنی نعت کہنے والا قرار دیا گیا ہے۔

اب دیگر محققین نعت کی اولین نعت کی ترجیحات کو دیکھا جائے گا۔

اوّلین نعت میں محققین کی ترجیحات

ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ نعت گوئی میں اولیت کے موضوع پر اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''نعت گوئی کی ابتداء بہرحال سب سے پہلے عربی زبان میں ہوئی۔رسول مقبول کی شان اقدس میں پہلا قصیدہ عربی شاعر میمون بن قیس سے منسوب ہے۔اس طرح نعت گوئی میں اولیت کا سہرا میمون بن قیس کے سر رہا۔''14؎

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے نعت گوئی میں اولیت کا سہرا میمون بن قیس کے سر باندھا ہے۔
اب ڈاکٹر شمیم گوہر کو دیکھا جائے گا۔
ڈاکٹر سید شمیم احمد گوہر قادری ابوالعلائی فرماتے ہیں۔

''ہجرت رسالت مآب ﷺ سے ایک ہزار سال قبل بادشاہ یمن تبع حمیری نے بحر و وزن کے ساتھ نعتیہ اشعار لکھ کر نعتیہ شاعری کی ابتدا کی۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعتیہ شاعری کی ساکھ اور اس کی روحانی قدریں کتنی مستحکم اور قدیمی ہیں کہ تقریباً پچیس سو برسوں سے یہ مقدس فریضہ انجام دیا جارہا ہے۔اور اللہ کے نیک بندے ہر عہد میں عرفان حُب کے چراغ روشن کرتے آرہے ہیں۔بالخصوص عربی و فارسی اور اردو زبان میں کثرت نعت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔''15؎

ڈاکٹر سید شمیم گوہر نے ہجرت رسالت مآب سے ایک ہزار سال قبل بادشاہ یمن تبع حمیری کے نعتیہ اشعار کو اولین نعت قرار دیا ہے۔جس سے نعتیہ شاعری کی ساکھ،اس کی روحانی قدریں،اس کا استحکام اور اس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔

اب آئندہ ایک اور محقق گوہر ملسیانی کی اولین نعت کے سلسلے میں فکر کو دیکھا جائے گا۔گوہر ملسیانی سب سے پہلی نعت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''نعت کا آغاز تو مکہ سے ہو چکا تھا۔آپ کے مربی و محسن عم نامدار ابو طالب کے قصیدہ میں حضور کی نعت کے اشعار موجود ہیں۔سیرت النبی میں ابن ہشام نے قصیدہ کے سات شعر نقل کیے ہیں جن کو ہم سب سے پہلی نعت قرار دے رہے ہیں کیونکہ اس قصیدہ سے پہلے کوئی ایسا کلام نہیں ملتا جس میں براہِ راست نبی کریم ﷺ کی نعت یا مدح ہو۔''16؎

گوہر ملسیانی نے اپنی رائے کے مطابق عم نامدار اللہ کے رسول کے مربی و محسن حضرت ابو

طالب کے لکھے گئے قصیدوں کو سب سے پہلی نعت قرار دیا ہے۔
اب ایک اور محقق ادیب رائے پوری کی فکرِ نعت کو دیکھا جائے گا۔

اوّلین نعت

ادیبؔ رائے پوری قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے بھی پہلے نعت کا وجود بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر　　قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

(مرزا سلامت علی دبیر لکھنوی)

''صنفِ شاعری میں مقیدِ نعت کی عمر بہت مختصر ہے۔لیکن نعت کی قدامت کے لیے مرزا دبیر کا یہ مصرعہ کہ 'قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے' اس کی قدامت کا پتہ دے رہا ہے' یہی نہیں بلکہ دنیا کی سب سے پہلی تحریر جو کسی انسان کی نگاہ سے گزری ہے' وہ بھی حمدِ باری اور نعتِ رسول ہے۔'اللہ نے فرمایا' اے آدم! تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے پہچانا' ابھی تو میں نے (جسداً) پیدا ابھی نہیں فرمایا۔انھوں نے عرض کی' اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو پیدا فرمایا اپنے ہاتھوں سے اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔

لا اِلٰہ اِلاّ اللہ محمدٌ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آگے چل کر ادیبؔ رائے پوری نے ''قرآن اور نعت'' کے حوالے سے مختلف سورتوں میں بیان کردہ نعتوں کے مختلف نمونے دیے ہیں۔ادیبؔ رائے پوری نے ''نعت رسول بزبان رسول''۔ نعتِ رسول بزبانِ ملائکہ' جنّا کی نعت اور صحائف آسمانی میں نعت کے موضوع پر سیر حاصل معلومات فراہم کی ہیں''۔17؎

ادیب رائے پوری نے اوّلین نعت کے سلسلے میں قرآن مجید فرقانِ حمید سے بھی پہلے نعت کے وجود کا ذکر کیا ہے۔اس بارے میں اُنھوں نے تفصیلی انداز اختیار کرتے ہوئے کافی معلومات یکجا کر دی ہیں۔
اب آئندہ اولیات نعت کے ضمن میں راجا رشید محمود کو دیکھا جائے گا۔

اوّلیات نعت

راجا رشید محمود نے مختلف حوالوں سے ان قابلِ ذکر حضرات کی ابتدائی نعتوں کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ حضرتِ عبد المطلب، حضرتِ ابو طالب، اعشیٰ بن قیس، ورقہ بن نوفل، قیس بن ساعدہ، تبع (شاہ یمن)، حضرت کعب بن لوی۔ راجا صاحب مزید رقم طراز ہیں کہ:

''اولین نعت حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولین نعت گو تبان اسعد بن کلیکرب تھے جنھیں تبع شاہ یمن کہا جاتا ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم از کم سات سو سال پہلے ہوئے ہیں یوں، یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ تبع اول حمیری شاہ یمن اولین نعت گو ہے۔ بعض لوگ تبع کی نعتیہ شاعری کو ''بشائر'' کے عنوان سے نقل کرتے ہیں۔ واقعہ یہی ہے کہ اس سے پہلے کے کسی شاعر کا کوئی نعتیہ شعر دستیاب نہیں ہے اور منظوم مدحت رسول کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) کے معنوں میں ''نعت'' کا اولین شاعر تبع اوّل حمیری ہی ہے۔

شهدت علی احمد اِنه	نبی من الله باری النعم
فلومد عمری الیٰ عصره	لکنت وزیراً له' وابن عم
وجاهدت بالسیف اعدأئه	وفرجت عن صدره کل غم
له' امة سمیت فی الزبور	له' امة هی خیر الامم [18]

راجا رشید محمود نے اپنے مقدمہ میں اپنے طور پر اولیات نعت کی ترتیب کچھ اس طرح سے دی ہے۔

- حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے پہلے نعت گو تبع اوّل حمیری (تبان اسعد بن کلیکرب) ہیں۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے پہلے نعت گو حضرت کعب بن لوی ہیں۔
- حضور حبیب خداوند کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم کی پیدائش کے بعد سب سے پہلے نعتیہ اشعار حضرت عبد المطلب کے ملتے ہیں۔
- خواتین میں سب سے پہلے نعتیہ اشعار سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ملتے ہیں۔ [19]

مندرجہ بالا سطور میں راجا صاحب نے مختلف حضرات کی فکر کو اپنے انداز میں پیش کر کے اوّلیات نعت کے موضوع کی وسعت کو ظاہر کیا ہے۔

اب اسی فکر کے تناظر میں ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کو دیکھا جائے گا۔

مدینے کی بچیوں کا خیر مقدمی گیت

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے مدینے کی بچیوں کے خیر مقدمی گیت کو اوّلیت کا درجہ دیا ہے ۔وہ کہتے ہیں۔

''عربی نعت میں ہم سب سے پہلے مدینہ کی بچیوں کا وہ گیت پیش کرتے ہیں جو نہایت معصوم انداز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں استقبال کے موقع پر گایا گیا۔

اشرق البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعیٰ للہ داع
ایّھا المبعوثِ فینا جئت بالامر المطاع

اِن اشعار میں بیان کی سادگی کے ساتھ خلوص اور محبت کی فراوانی پائی جاتی ہے رسول کریم کو بدر سے تشبیہ دی گئی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کا اظہار ہے کہ اس نے انھیں ہدایت سے نوازا۔ساتھ ہی اطاعتِ رسول کے عزم کا بیان بھی سادہ اور پُر عظمت ہے۔''[20]

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے مدینے کی بچیوں کے اُس خیر مقدمی گیت کو اولین قرار دیا ہے جو اُنھوں نے رسول کریم کے مدینے میں استقبال کے موقعہ پر گایا تھا۔

اب ایک اور مداح رسول صفیہ بنت عبدالمطلب کو دیکھا جائے گا۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔آپ نے بارگاہ رسالت میں چند اشعار کہے ہیں۔واضح ہو کہ عبدالمطلب کی آٹھ بیٹیاں تھیں اور سب کی سب برجستہ شعر کہنے والی تھیں۔حضرت صفیہ کے اس قصیدے میں اس زمانے کی سادگی اظہار غم اور زبان و ترکیب میں یک رنگی ملتی ہے۔اشعار یہ ہیں۔

الایارسول اللہ، کنت رجا عنا وکنت بنا برا ولمه تك جافیا
وکنت بنا رئو وفارحیما نبینا لبیك علیك الیومه من كان باكیا [21]

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور اکرم کی پھوپھی جان کے اشعار کو دیکھا۔

اب ایک اور پھوپھی حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب کو دیکھا جائے گا۔

حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب

حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب، رسول اکرم ﷺ کی دوسری پھوپھی ہیں۔آپ نے بھی رسول اکرم کی بارگاہ میں مرثیہ کے چند اشعار کہے ہیں۔ برجستہ کہے گئے اشعار میں عقیدت کی روانی اور جذبات کا بہاؤ دیکھیے۔ان اشعار میں اس زمانے کی سادگی اور اظہارِ غم کا پہلو بہت نمایاں ہیں۔

أعینـــیی جـــودا بالـــدمـــوع الســـواجم   علی المصـــطفی بالنـــور من آل هـــاشم

علی المصـــطفی بالحـــق والنـــور والهـــدی   وبالرشید بعد المندبات العظـــالم [22]

حضور اکرم ﷺ کی دوسری پھوپھی جان حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب کے اشعار پیش کیے گئے۔
اب آیندہ ایک اور صحابیہ حضرت خنساء کو دیکھا جائے گا۔

ڈاکٹر عاصی کرنالی نے عہد رسالت میں کہے گئے اشعار میں سے ایک ایک شعر سب کا دیا ہے۔اس میں خواتین سے متعلق حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ شعر بھی درج ہے۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ارثی العرب)

ونلبس فی الحرب نسبح الحدید   وفی السلم نلبس خزاو نبرا

''جنگ میں ہم لوہے کی بنی ہوئی پوشاک (زرہیں) پہنتے ہیں اور صلح و امن کے زمانے میں ریشم و کتان کا لباسِ فاخرہ زیب تن کرتے ہیں''۔ 23

حضرت خنساء کے بعد شعراء الجنی یا شعراء المجہول جسے ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی نے حضرت ابو طالب کے بعد دوسری نعت قرار دیا ہے کو دیکھا جائے گا۔

شعراء الجنی یا شعرا المجہول

''جس دن ام معبد کے یہاں یہ واقعہ پیش آیا۔سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس رات تمام اہل مکہ نے سنا کہ کوئی شخص بڑی دل نشیں آواز میں چند اشعار پڑھ رہا ہے۔آواز اس قدر صاف اور دل کش تھی کہ ہر ایک کو یہ اشعار یاد رہ گئے۔وہ شخص کون تھا اور کہاں سے آیا تھا اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔اسی لیے ان اشعار کو شعر الجنی یعنی کوئی جن رہا ہوگا یا شعرا المجہول' کسی نے نامعلوم شخص کے کہے ہوئے شعر کے عنوان سے نقل کیا ہے۔ بہرحال نعت کے یہ اشعار اُم معبد کے واقعہ کی

طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس طرح جناب ابو طالب کی نعت کے بعد تاریخی طور پر یہ دوسری نعت کہی جاسکتی ہے"۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ   رفیقین حلاخیمتی ام معبد

هما نزلا بالبر وارتحلابه   فافلح من امسی رفیق محمد 24

مندرجہ بالا سطور میں آپ نے محقق نعت کی فکر کو ملاحظہ کیا۔
اب آیندہ ایک اور محققِ نعت ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کی فکر کو دیکھا جائے گا۔

مبشرات کی اہمیت

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیش کردہ مبشرات کو اوّلیت کا درجہ دیا ہے۔ مبشرات کے حوالے سے انھوں نے اپنی تحقیق کے دائرہ کو قرآنِ کریم سے متصل کیا ہے۔ "المدائح النبویۃ کی روایت اور ابتدائی مدح نگاری کے سلسلے میں آپ رقم طراز ہیں۔

"مدحِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاریخی سفر آغازِ کائنات سے شروع ہوا اور تخلیق کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ جاری رہا، رشد و ہدایت کے تمام سلسلوں نے صراحتاً یا کنایتاً آنے والے نبی کی خبر دی اور کتب آثار و روایات نے اس صبح نو کی نوید سنائی، پیش گوئیوں کا طویل سلسلہ روایت ہوا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد جانفزا کی خبر موجود ہے۔ بعض اہلِ علم نے ان پیش گوئیوں کے بین السطور کی نشاندہی کے لیے خاصی محنت کی۔ کتب سیرت میں بھی ان مبشرات کو اہمیت دی گئی یہ موضوع طویل تحقیق چاہتا ہے جس کا یہ محل نہیں اس لیے کتب ماسبق کے حوالوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف قرآن مجید کی صراحت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔
قرآن مجید کی گواہی ہے کہ اہل کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے باخبر تھے کیونکہ آپ کا ذکر ان کی کُتب میں موجود تھا۔ 25

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے مبشرات کی اہمیت کے پیش نظر مبشرات کو اولیت کا درجہ دیا ہے۔
اب آیندہ نعت کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر قرآنِ کریم میں نعت کو دیکھا جائے گا۔

نعت کی اہمیت اور افادیت

قرآنِ مجید و فرقانِ حمید اللہ جل جلالہٗ کی آخری کتاب ہے جو اُس نے اپنے محبوب خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔قرآنِ کریم رہتی دنیا تک سرچشمۂ ہدایت ہے۔اُس وحدۂ لاشریک اور خالق کائنات نے اپنے حبیبِ پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود نعت کہی ہے۔جو جا بجا ہمیں قرآن کریم میں نظر آتی ہیں۔

نعت کا مجموعہ اوّل اُمّ الکتاب قرآنِ مجید

راجا رشید محمود اوّلین نعت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

''اس بیان یا تحریر جو نظم یا نثر میں آقائے کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی مدح میں تخلیق ہو،نعت ہے.....تو بلا شبہ نعت کا مجموعہ اوّل اُمّ الکتاب قرآنِ مجید اور اوّلین نعت گو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خالق ومحبِ حقیقی ہے۔اس صورت میں قرآن پاک میں بیان ومضامین توصیف سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اوّلین نعتیں کہا جا سکتا ہے۔''

قرآن کریم میں نعت

- اِنّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا (45۔احزاب)
  ترجمہ:بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔
- قَدْ جَآئَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْن (15۔مائدہ)
  ترجمہ:بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آیا۔
- وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَo (107۔انبیاء)
  ترجمہ:اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔
- اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (4۔قلم)
  ترجمہ:بے شک تمھاری خوبُو (خلق) بڑی شان کی ہے۔
- اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرo (1۔کوثر)
  ترجمہ:اے محبوب بیشک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔
- وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک (4۔اِنشراح)
  ترجمہ:اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔
- اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّط یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً

(56۔احزاب)

ترجمہ:بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے(نبی) پر اے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

ورفعنا لک ذکرک کے سائے میں بول بالا بھی ہو رہا ہے اور ہر لحظہ ذکر بھی اونچے سے اونچا ہوتا چلا جا رہا ہے۔یہ سلسلہ مزید وسعت پا رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ مزید پھلتا پھولتا رہے گا۔ دنیا کی وہ کون سی جگہ ہے کہ جہاں مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اذان میں اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے رہے ہوں ۔قرآن کریم میں نعت کے بعد اب آئندہ احادیث نبوی میں نعت کو دیکھا جائے گا۔

احادیث نبوی میں نعت

قرآن کریم کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کا مستند ترین ذریعہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔احادیث نبوی میں "نعت" کا لفظ ہمیں باآسانی دستیاب ہے۔لفظ نعت کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے مولانا سید عبد القدوس ہاشمی ندوی کہتے ہیں۔

"قرآن مجید میں اس مادّہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے۔احادیث میں دو تین جگہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ خوبیوں کے بیان میں آیا ہے۔"26؎

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق فرماتے ہیں۔

"قرآنِ کریم کے بعد مستند طور پر جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملتا ہے۔ان میں سب سے بڑا ذخیرہ حدیث کا ہے۔بہت سی احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور نعت ملتی ہے ۔سیرت وشمائل کی تمام حدیثیں اس میں داخل ہیں۔یہاں ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1)وہ احادیث ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس واقعہ بیان کرنے کے لیے ایسے الفاظ بیان فرمائے ہیں جن سے نعت کا پہلو بھی ظاہر ہوتا ہے۔سب سے پہلے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔

عن واثلة بن الاسقع قالقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفىٰ من ولد ابراهيم اسماعيل بنى كنانة و اصطفىٰ من بنى كنانة

قریشا واصطفیٰ من قریش بنی ھاشم و اصطفانی من بنی ھاشم۔(ابواب المناقب جامع ترمذی جلد، صفحہ 575)

روایت ہے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے چن لیا اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو اور ان سے بنی کنانہ کو، اور ان میں سے قریش کو اور ان میں سے بنی ہاشم کو اور ان میں سے مجھ کو۔ یعنی آپ خلاصۂ موجودات اور اشرف اولاد ابراہیم ہیں۔ امام ترمذی نے اسے حدیث حسن اور صحیح فرمایا ہے۔ 27ے

(2) احادیث کی دوسری قسم وہ احادیث ہیں جن میں صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق تعریفی جملے بیان کیے ہیں۔ اس میں آپ کے اخلاق حسنہٗ اوصاف سیرت اور کردار رفتار وگفتار معاشرت، تعلقات اور معاملات آپ کی نشست و برخاست غرض زندگی کے ہر شعبہ اور ہر گوشے کے متعلق مدحیہ اور نعتیہ جملے نقل ہیں۔"

اس سلسلے میں دو حدیثیں پیش کی جارہی ہیں جس میں آپ کا اخلاق حسنہ مذکور ہے:

فقالت خدیجۃ کلا واللہ مایخزیك اللہ ابدا۔ انك تصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضعیف و تعین علیٰ نوائب الحق (بخاری صفحہ 73، جلد 1)

حضرت خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں، ضعیفوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں۔ 28ے

عن انس قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط وما قال لشئ صنعتہ لم صنعتہ ولا لشئ ترکتہ لم ترکتہ واکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست خزاقط ولا حریرا ولا شیئا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (باب خلق النبی، جامع ترمذی شریف، ص 575، جلد 2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ

نے کبھی بھی مجھے ''اُف نہیں'' فرمایا اور میں نے جو کام کیا اس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تم نے یہ کیوں کیا؟ میں نے جو کام نہیں کیا اس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تم نے اسے کیوں نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے میں نے آپ کے دست مبارک سے زیادہ نرم وملائم کوئی ریشم نہیں چھوا اور آپ کی خوشبو مبارک سے زیادہ اور کسی مشک یا عطر کی خوشبو نہیں سونگھی۔ (امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے) 29؎

ڈاکٹر ریاض مجید نے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا ہے وہ کہتے ہیں:

''احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شمائل نبوی (حافظ محمد بن عیسیٰ) میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں تقریباً پچاس مقامات پر استعمال ہوا ہے۔'' 30؎ ''احادیث کا وہ حصہ خاص طور پر ہر زبان اور ہر عہد کے نعت گو شعراء کی توجہ کا مرکز رہا جن میں واضح طور پر آپ کی توصیف اور مدح کا بیان ہے۔ احادیث کے بعض مجموعوں میں ان احادیث کو علیحدہ ابواب میں جمع کیا گیا ہے۔ جن میں آپ کے مناقب وفضائل کا ذکر ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف میں فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ایک مستقل باب ہے۔ جس میں ایسی احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں یا تو آپ کی اپنی زبان مبارک سے یا صحابہ کرام اور ازواج مطہرات سے آپ کی تعریف اور خصائل وفضائل کی توصیف کا اظہار کیا گیا ہے۔ سنن ترمذی میں بھی مناقب النبی پر ایک باب موجود ہے۔ علاوہ ازیں شمائل النبی ﷺ کے نام سے امام ترمذی نے ایک علیٰحدہ مجموعہ احادیث بھی مرتب کیا ہے جس میں آپ کے حلیہ مبارک، اشیائے استعمال، لباس و خوراک، عبادات وعادات، طریق نشست ورفتار، آپ کے نعلین، پسینہ، بال، مہر نبوت اور اسمائے مبارک کی فضیلت اور توصیف کا بیان ہے۔'' 31؎

احادیث نبوی میں نعت کے بعد اب نعت کے لغوی معنیٰ کو دیکھا جائے گا۔

نعت کے لغوی معنیٰ

سرکار دوعالم صاحب لولاک ﷺ کی تعریف وتوصیف میں کہا جانے والا لفظ ''نعت'' اپنے لغوی اور اصطلاحی معنوں میں اس قدر معروف ومشہور ہوگیا ہے کہ مزید کسی تشریح وتوضیح کی گنجائش نہیں۔ اب صرف نعت کہہ دینے سے سارا مفہوم سامنے آجاتا ہے۔ تاہم ہر نعتیہ محقق نے اپنے اپنے انداز میں نعت کی تعریف کو ضرور بیان کیا ہے۔ جس سے نعت کا فکری وفنی تسلسل جاری ہے۔

زندہ ادب کی بھی یہی علامت ہے کہ وہ روز وشب فزوں سے فزوں تر رہتا ہے۔

نعت (ن۔ع۔ت) عربی زبان کا معروف سہ حرفی لفظ ہے۔جس کے لغوی معنی تعریف و توصیف بیان کرنے کے ہیں۔نعت عربی کا اسم اور مونث ہے۔عرف عام میں منظوم کلام کے علاوہ نثر میں بھی مستعمل ہے۔یعنی لفظ نعت کا اطلاق نظم ونثر دونوں میں مروّج ہے۔

مولانا سیّد عبد القدوس ہاشمی ندوی نعت کی تعریف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''نعت عربی زبان کا ایک مادّہ ہے۔نعت میں اس کے معنی ہیں۔''اچھی اور قابل تعریف صفات کا کسی شخص میں پایا جانا اور ان صفات کا بیان کرنا۔''32

نعت کے لغوی معنی کے بعد اب نعت کے اصطلاحی معنی کو دیکھا جائے گا

نعت کے اصطلاحی معنی

شاعری کی اصطلاح میں جب ہم نعت کے اصطلاحی معنوں پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس سے مراد سرورِکونین صاحب قاب قوسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی ہوتا ہے۔اس کا بنیادی مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار محبت ہے۔نعت کے اصطلاحی معنی پر بھی نعتیہ محققین نے اپنی اپنی آراء مختلف انداز میں پیش کی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس سلسلے کو یوں آگے بڑھاتے ہیں:

''ادبیات اور اصطلاحاتِ شاعری میں''نعت'' کا لفظ اپنے مخصوص معنی رکھتا ہے یعنی اس سے صرف آنحضرت کی مدح مراد لی جاتی ہے۔اگر آنحضرت کے سوا کسی دوسرے بزرگ یا صحابی وامام کی تعریف بیان کی جائے تو اُسے منقبت کہیں گے۔''33

راجا رشید محمود ''نعت کا اصطلاحی معنیٰ'' بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''یوں اب قریباً دنیا بھر کی مسلم علاقوں کی زبانوں میں''نعت'' لغوی معنوں کے دائرے سے نکل کر اصطلاحی معنوں کے واضح اور وسیع تناظر میں نظر آنے لگی ہے۔''34

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی نعت کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہیں۔

''نعت کے لغوی معنی تو مدح وتعریف کرنے کے ہیں۔لیکن اصطلاحاً اس سے مراد صرف حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف وستائش ہے۔ایسی منظومات کے لیے شروع میں مدح وثناء کا لفظ

استعمال ہوتا رہا۔لیکن جلد ہی لفظ ''نعت'' اپنے اصطلاحی معنوں میں استعمال ہونے لگا۔''35

ڈاکٹر عاصی کرنالی نے نعت کے لغوی معنی و مطالب کو فارسی اور اردو کی 13 مستند لغات کے ذریعے واضح کیا ہے۔وہ کہتے ہیں۔

''لغوی معانی و مفاہیم کے باوجود اصطلاحی طور پر نعت کا لفظ حضرت محمد ﷺ ہی کی ذات گرامی اور صفات حمیدہ وطیبہ ہی کے بیان کے لیے مخصوص ہے جبکہ دوسری ہستیوں کے لئے وصف، مدح، مدحت، منقبت، تعریف، توصیف کے الفاظ کا استعمال انھیں ممتاز و مختلف کرتا ہے۔''36

ڈاکٹر عاصی کرنالی آگے چل کر مزید کہتے ہیں۔

''حضرت محمد ﷺ کے اسمائے مبارک جن میں ہر اسم اپنی جامع معنویت کے سبب'' یک لفظی نعت'' کا مقام و منصب رکھتا ہے۔''37

اسمائے النبی ﷺ کے حوالے سے ڈاکٹر عاصی کرنالی کی'' یک لفظی نعت'' کی جدید اصطلاح خوش آیند ہے۔جسے آپ نعت کے جدید دور سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

لفظ نعت کی وضاحت کرتے ہوئے مبین مرزا کہتے ہیں۔

''اب سوال یہ ہے کہ کیا لفظ'' نعت'' کا اطلاق رسول اللہ کی مدح کے سوا کسی اور شخص کی مدح پر ہوسکتا ہے؟ ☆'' نعت'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تعریف، توصیف اور مدح کے ہیں۔ تاہم اب یہ لفظ ہمارے یہاں اپنے لغوی معنوں میں نہیں بلکہ اصطلاحی معنوں میں رائج ہے۔ اس لفظ کا اصطلاحی مفہوم ہے، رسول اکرم ﷺ کی منظوم توصیف۔اہل علم اور اہل زبان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی لفظ اصطلاحی معنی اختیار کرلے تو اس کے استعمال میں احتیاط برتتے ہیں۔ہم نے کبھی کہیں یہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو کسی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ فلاں شخص فلاں صاحب کی بہت'' نعت کررہا تھا'' (یعنی تعریف کررہا تھا) اس لیے نہیں سنا کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد سے لے کر کم علم بلکہ مطلق لاعلم شخص تک سب کے سب یہ بات قطعی واضح طور پر جانتے ہیں کہ لفظ'' نعت'' صرف و محض محمد الرسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے توصیفی تذکرے کا مفہوم رکھتا ہے اور اسے کسی اور کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔''38

نعت کے اصطلاحی معنی کے بعد اب آیندہ نعت کی تعریف کو دیکھا جائے گا۔

نعت کی تعریف

نعت کی تعریف مختلف انداز میں بیان ہوئی ہے۔نعت کی تعریف والا عنوان کافی دلچسپ ہے۔متفرق حضرات کی آراء شعبۂ نعت کے لیے تقویت کا باعث ہیں۔

ڈاکٹر سید شمیم احمد گوہر قادری ابوالعلائی نعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''نعت عربی زبان کا معروف لفظ ہے۔جس کے لغوی معنی تعریف وتوصیف بیان کرنے کے ہیں۔'' 39

اس کے بعد اب آیندہ ایک اور رائے کو دیکھا جائے گا

ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین نعت کی تعریف کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''نعت کے معنی ہیں کسی کی خوبیوں کو بیان کرنا۔وصف اور نعت میں فرق یہ ہے کہ وصف میں مدح اور ذم دونوں شامل ہیں اور نعت کا تعلق صرف مدح کے ساتھ ہے۔''40

نعت کی اس تعریف کے بعد اب ایک اور محقق کی رائے کو دیکھا جائے گا۔

پروفیسر سید محمد یونس شاہ گیلانی نعت کی تعریف میں کچھ اس طرح سے رطب اللسان ہیں۔

''نعت کا مفہوم اہل لغت کے نزدیک ان اچھی صفات،عادات وخصائل کا بیان کرنا ہے۔جو خلقتہً وطبعاً کسی شخص میں پائی جائیں۔یہی وجہ ہے کہ نعت کا لفظ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی تعریف وتوصیف کے لیے مختص ہوگیا ہے۔نعت رسولِ مقبول کا بیان روزِ اوّل سے لے کر آج تک مسلسل ومتواتر جاری ہے اور ابد تک یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔''41

پروفیسر یونس شاہ گیلانی کی رائے کے بعد اب رشید وارثی کی رائے کو دیکھا جائے گا۔

رشید وارثی ''مقاصد نعت'' ذرا وضاحت سے بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''لفظ نعت کے لغوی معنی تعریف وتوصیف ہیں۔اسلامی ادب کی اصطلاح میں اس لفظ سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کے سب سے زیادہ برگزیدہ اور محبوب بندے اور رسول،ذاتِ کبریا کے نائب اعظم،رحمت عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک ''محمد'' کے لغوی معنی ہیں وہ ذات جو سراپا توصیف وستائش ہو،جس کی بیجد تعریف وتوصیف کی گئی ہو،اور ہمیشہ کی جائے،جو ذات ہر عیب سے مبرّا ہو۔اس لفظ مبارک کا

مصدر ''تحمید'' اور مادہ ''حمد'' ہے۔ چنانچہ یہ نامِ اقدس اپنے معنی اور اعتبارات کے لحاظ سے بھی ایک مکمل نعت ہے۔'' 42

نعت کی اس تعریف کے بعد اب آیندہ مزید نعت کی تعریف کو دیکھا جائے گا۔

''نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی صفت کے ہیں اس کا مادّہ ''ن'' ''ع'' اور ''ت'' ہے۔ لفظ مختلف ابواب میں گھوم پھر کر مادہ اصلیہ کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنے کو مختلف صورتوں میں تبدیل کرتا ہے اور اپنے اصلی معنی برقرار رکھتا ہے۔'' 43

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری کی رائے کے بعد اب ڈاکٹر سید شمیم گوہر کی رائے کو دیکھا جائے گا۔

''عہد رسالت مآب ﷺ سے نعتیہ شاعری کا آغاز ہوا اور بتدریج ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے آج آفاقی عظمت کی حامل بن گئی۔ نعتیہ ادب کی خوشبو قیامت تک مہکتی رہے گی۔'' 44

اب آیندہ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ کی رائے کو دیکھا جائے گا۔

''نعت صفت وثناء تعریف وتوصیف مجازاً حضرت سید المرسلین ﷺ کی توصیف'' اور مزید تعریف کے عنوان سے یہ بھی تعریف مرقوم ہے۔ دائرۃ المعارف جلد 22 میں نعت کی تعریف کچھ اس طرح سے رقم ہے۔

''اُردو اور فارسی میں آنحضرت ﷺ کی تعریف وتوصیف کے بارے میں اشعار کو نعت کہا جاتا ہے، جو عربی میں مستعمل نہیں۔ عربی میں ایسے کلام کو مدح النبی یا المدائح النبویہ کہتے ہیں''۔ 45

اب ایک اور محقق ڈاکٹر ریاض مجید کی رائے کو دیکھا جائے گا۔

''نعت (ن ع ت) بالفتح (مونث) عربی زبان کا ایک مادّہ ہے۔ جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ لیکن اگر اس لفظ کے لغوی مفہوم کی تلاش میں عربی نعت نگاروں کے خیالات کا بنظر غائر جائزہ لیں تو اس لفظ کی کئی معنوی پرتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔'' 46

اسی تناظر میں اب ایک اور رائے ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی کو دیکھا جائے گا۔

''نعت عربی زبان کا لفظ ہے، عربی میں یہ لفظ صفت کے مرادف، ایک نحوی اصطلاح ہے، اس کے لغوی معنی تعریف یا وصف بیان کرنے کے ہیں۔'' 47

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک اور محقق کو دیکھا جائے گا۔

راجا رشید محمود کہتے ہیں۔

''تعریف، مدح، ثنا، تحمید، توصیف اور نعت کے الفاظ مختلف مقامات پر حضور رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں استعمال کیے گئے ہیں۔لیکن جو اصطلاح خاص طور پر کثرت کے ساتھ مدح حضور ﷺ کے لیے استعمال ہوئی ہے، وہ نعت ہے۔'' 48

اب آئندہ ایک اور محقق نعت کی رائے کو دیکھا جائے گا۔

بابا سید رفیق عزیزی کہتے ہیں۔

''حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف، احوال، کردار، افکار، اشغال، عادات، معاملات، سخاوت، عفو و درگذر کے حوالے سے جو شاعری کی جاتی رہی ہے اور کی جارہی ہے، اس صنف سخن کا نام ''نعت'' طے پا چکا ہے۔ناقدین ادب نے نعت شریف کے اسالیب اور انداز بیان پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔'' 49

اب اس سلسلے کی ایک اور رائے کو دیکھا جائے گا۔

ڈاکٹر شوکت زرّیں چغتائی کہتی ہیں۔

''یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ نعت صدیوں کا سفر کرتی ہوئی آج انتہائی عروج پر ہے۔آج کا دور اپنی مادیت پسندی کے باوجود دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈ رہا ہے۔یہ عہد حاضر کی مجبوری نہیں بلکہ افتخار ہے کہ اس نے اپنے تشخص کا احساس نعت کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔کامیاب کوشش''۔ 50

نعت کی تعریف مختلف نعتیہ محققین کی آراء کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ کی، ہر محقق نے نعت کی تعریف مختلف زاویے اور حوالوں سے پیش کی ہے۔متذکرہ تمام محققین کی آراء وخیالات نعت کے سلسلے میں قابل قدر اور اہمیت کے حامل ہیں۔مندرجہ بالا تمام آراء و تعریف کے بعد راقم الحروف اب یہ بات کہنے میں حق بجانب ہے کہ

''لفظ ''محمد'' کے منتخب ہوتے ہی ''نعت'' کا آغاز ہو چکا تھا۔کیونکہ لفظ ''محمد'' کے معنی (بہت تعریف کیا گیا۔نہایت سراہا گیا۔) جب کہ ''نعت'' کے معنی بھی تعریف و توصیف کے ہیں۔''

ادیب رائے پوری نے بیہقی، طبرانی، زرقانی علی المواہب درمنثور اور مستدرک حاکم کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کو حضرت آدم نے عرش اعظم کے ستونوں پر لکھا دیکھا تھا۔اس حوالے سے ادیب صاحب کہتے ہیں کہ ''دنیا کی سب سے پہلی تحریر ہے جو

کسی انسان کی نگاہ سے گزری ہے، وہ بھی حمدِ باری اور نعت رسول ہے۔ یعنی یہی کلمہ طیب ہے۔
میری تحقیق کے مطابق میرا فکری نظریہ ہے کہ

''حضرت آدم علیہ السلام نے تو لفظ 'محمدؐ' کلمے کے ساتھ عرش اعظم کے ستونوں پر لکھا دیکھا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب لفظ 'محمدؐ' انتخاب کیا گیا یا منتخب ہوا تب ہی سے نعت کا آغاز ہو چکا تھا۔ کیونکہ لفظ محمد کے معنی (بہت تعریف کیا گیا۔ نہایت سراہا گیا) کے ہیں۔ اور لفظ 'نعت' کے معنی بھی تعریف و توصیف کے ہیں''۔

اب اگر کوئی نعت نہ بھی کہے اور صرف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہہ دے تو وہ بھی نعت ہی بیان کرتا ہے۔ اس طرح سے وہ بھی نعت گو اور ثنا خوانوں کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ درحقیقت لفظِ محمد ہی نعت کی اصل اور مکمل شکل ہے۔

نعت کی تعریف میں مختلف نعتیہ محققین کی آراء کو آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب عہدِ نبوی میں کہی گئی کی نعتوں کو دیکھا جائے گا۔

عہدِ نبوی کی نعتیں

''نعت''، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قوی محبت کا اظہار ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر شے سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس دور کی نعتیں عقیدت کے ساتھ ساتھ حقیقت پر مبنی ہیں۔ مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی نے اِس حقیقت حال کی جانب اشارہ کیا ہے۔

''مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو خصوصاً جو محبت اور دل بستگی ذات قدسی صفات حضرت رسالت م آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی' اس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ دل کی بات زبان پر آئے اور جب آئے تو کیوں نہ شعر و سخن بن کر آئے اس لیے تقریباً اُن تمام صحابہ کرام نے جو شعر کہتے تھے' نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ کسی نے بہت کم اور کسی نے بہت زیادہ''۔

اِسی تناظر میں آپ کے سامنے عہدِ نبوی کی نعتوں کا ایک مختصر و منتخب انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں اُس دور کی خصوصیات اور شاعر کے جذبات جو سرورِ کونین' نبیِٔ الحرمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہوا کرتے تھے۔ کیسے سعید بخت اور قسمت کے سکندر تھے وہ لوگ جو مرکزِ نعت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی عقیدتوں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔
اس سلسلے میں پہلے خلفائے راشدین کے اشعار کو پیش کیا جائے گا۔

خلفائے راشدین کے نعتیہ اشعار

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ

خلیفہ اوّل، ثانی اثنین، خسر رسول، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے نعتیہ اشعار تاریخ و سیر اور ادب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کے پانچ اشعار ''شفیق بریلوی'' 51 نے اپنی کتاب میں دیے ہیں۔ جب کہ یہی پانچ اشعار من وعن ''نقوش رسول نمبر'' 52 میں موجود ہیں۔ نقوش رسول نمبر کے پانچوں اشعار مع ترجمہ مکمل طور پر شفیق بریلوی کا تتبع نظر آتے ہیں۔ البتہ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی 53 نے اس میں سے چار اشعار منتخب کیے ہیں اس کے علاوہ سات اشعار مزید بھی دیے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر کے معروف اشعار کا صرف پہلا شعر دیکھیے جس میں حضور اکرم کے پردہ فرمانے کا ذکر شدت غم کے ساتھ موجود ہے۔

یاعین فابکی ولاتسامی
وحق البکاء علی السید

تو اے آنکھ خوب رو اب یہ آنسو نہ تھمیں
قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی 54

عربی کی نعتیہ شاعری پر خصوصیت سے کام کرنے والے ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی 55 نے عربی اشعار کے بعد ترجمے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ شفیق بریلوی مرحوم اور محمد طفیل نے بھی عربی و فارسی نعتوں کے انتخاب میں دیدہ وری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترجمے کی روایت کو برقرار رکھا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے عربی ادب کے عالم و فاضل ہونے کے باوجود اپنے تحقیقی مقالے میں عربی نعتوں کے ساتھ ترجمے کا اہتمام نہیں کیا۔ نعتوں میں ترجمے کے نہ ہونے سے ایک تشنگی سی محسوس ہوتی ہے۔

اب خلیفۂ دوم فاروق اعظم کے نعتیہ اشعار کو دیکھا جائے گا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ

خلیفہ دومؑ مراد رسولؐ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سے منسوب چار اشعار بھی کتب میں موجود ہیں۔ شفیق بریلوی 56 کی تتبع میں یہی چار اشعار لفظ بہ لفظ ''نقوش رسول نمبر'' 57 میں درج کر دیے ہیں۔ البتہ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی 58 نے دو نئے شعروں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ ان چاروں اشعار میں اللہ کے دین کو غالب کرنے اور کفار کے شکست کھا کر بھاگنے کا ذکر ہے۔ ان میں سے آخری شعر دیکھیے۔

فامسیٰ رسول اللہ قد عزز نصرہٗ
وامسی عداہٗ من قتیل و شارد
پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا
اوران کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے
59

خلیفۂ دوم کے اشعار کے بعد اب آیندہ سیدنا عثمان غنی کو دیکھا جائے گا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ

خلیفہ سومؑ ذوالنورینؓ داماد رسولؐ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ایک ہی شعر درج ہے۔ جسے شفیق بریلوی مرحوم 60 نے اور حکیم محمد یحییٰ خان شفا 61 نے اپنے اپنے انتخاب میں دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی 62 نے بھی مزید دو اشعار کا صرف ذکر کیا ہے۔ نموناً کوئی بھی شعر نہیں دیا۔ ڈاکٹر اسحاق قریشی نے حضرت عثمان غنی سے منسوب شعر کو بروایت ابن سعد اسے حضرت ابوبکر کا شعر قرار دیا ہے۔

فیاعینی ابکی ولاتسامی
وحق البکائو علی السید
تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک
اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا 63

خلیفۂ سوم کے بعد اب آخری خلیفہ سیدنا علی المرتضیٰ کو دیکھا جائے گا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ

خلیفہ چہارمؑ داماد رسولؐ شوہر بتولؑ والد حسنین کریمینؑ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نظم ونثر دونوں میدان کے شہسوار ہیں ۔آپ کے خطبات ؑنثرِ بلیغ میں شمار ہوتے ہیں ۔جب کہ شاعری میں بھی آپ کو ملکہ حاصل ہے ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے رسول اللہ ﷺ کے وصف میں نعت کے لفظ کا پہلے پہل استعمال حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول کیا ہے64۔ شفیق بریلوی مرحوم65 اور محمد طفیل مرحوم66 کے دونوں انتخاب یکساں ہیں ۔اس انتخاب میں بھی شفیق بریلوی سے محمد طفیل کا استفادہ دکھائی دیتا ہے ۔البتہ ڈاکٹر اسحاق قریشی نے ایک نیا انتخاب دیا ہے اور دیوان علی کے نام سے مکمل دیوان بار ہا چھپنے کا ذکر بھی کیا ہے ۔

امن بعد تکفین النبی و دفنہ باثوابہ ٖاسی علیٰ ھالک ٍثویٰ

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعدؑ میں اس مرنے والے
کے غم میں غم گین ہوں جو خاک میں جا بسا 67

خلفائے راشدین یعنی سیدنا صدیق اکبرؑ سیدنا فاروق اعظم،سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اشعار آپ نے ملاحظہ کیے ۔

اب آپ کے سامنے دیگر صحابہ کبار واہل بیت اطہار کے اشعار کو قدر ا ختصار سے دیکھا جائے گا۔

عربی نعت

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ سے یہ سلسلہ نعت شروع ہوا ہے ۔اس میں صحابی شعراء وغیر صحابی شعراء کا مختصر سا تعارف بھی شامل ہے ۔ یہاں پر بھی طوالت سے اجتناب اور اختصار کی روایت کو ملحوظ رکھا ہے ۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

بارگاہ رسالت کے معروف ومقبول شاعر ہیں ۔ بڑے خلوص سے حضور کی شان میں قصیدے کہے ۔آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ خود نبی کریم نے ان کو حکم دے کر بھی قصیدے پڑھوائے ہیں ۔

یا رکن معتمد وعصمۃ لائذ
و ملاذ منتجع و جار مجاورِ 68

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار عرب کے مشہور شعراء میں ہوتا تھا۔ اسلام کی عظمت کے علمبردار تھے۔ مجاہدین اسلام کی کمان کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

و فینا رسول الله یتلو کتابه

اذا انشق معروف من الفجر ساطع 69ؔ

حضرت اسید بن ابی ایاس الکنانی رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ مجاہد اسلام تھے۔ رسول اکرم ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

فما حملت من ناقة فوق رحلها

ابر و اوفی ذمة من محمد 70ؔ

حضرت مالک بن النمط رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار عرب کے مشہور شعراء میں ہوتا تھا۔ بارگاہ رسالت کے پسندیدہ اور مقبولیت کے مقام پر فائز اور مجاہد صحابی تھے۔

ذکرت رسول اللّٰہ فی فحمة الدجیٰ

و نحن با علیٰ رحرحان و صلددِ 71ؔ

حضرت ابوعزۃ الجمحی رضی اللہ عنہ

آپ صحابی رسول ہیں۔ آپ کا شمار بارگاہ رسالت کے شعراء میں ہوتا تھا۔

من مبلغ عنی الرسول محمدا

بانک حق و الملیک حمید 72ؔ

حضرت مالک بن عوف النصری رضی اللہ عنہ

آپ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ عرب کے شعراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

ما ان رایت ولا سمعت بمثله

فی الناس کلهم بمثل محمدِ 73ؔ

حضرت عمر بن سبیع الرہاوی رضی اللہ عنہ

شاعر دربار رسالت اور صحابی رسول ﷺ ہیں جنگ صفین میں شہادت پائی۔

الیک رسول اللہ من سرو حمیر
اجوف الفیافی سلمقابعد سملق ؎

حضرت اصید بن سلمۃ السلمی رضی اللہ عنہ

عرب کے نامور شعراء میں شمار کیے جاتے تھے۔ بارگاہ رسالت میں اشعار کہتے تھے۔ بنو سلیم کے ساتھ اسیر ہو کر مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

ان الذی سمک اسماء بقدرۃ
حتی علافی ملکی فتوحدا 75؎

حضرت عباس بن عبد المطلب

آپ حضور اکرم ﷺ کے عم محترم ہیں۔ آپ کا ایک شعر ہے۔

من قبلھا طبت فی لظ لال و فی
مستودع حیث یخصف الورق 76؎

حضرت العباس بن مرداس السلمی رضی اللہ عنہ

آپ مقبول بارگاہ رسالت ہیں۔ مجاہدینِ اسلام میں شامل ہیں۔ نعت میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔

یا خاتم النباء انک مرسل
بالحق کل ھدی السبیل ھدا کا 7؎

حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ

آپ صحابی رسول کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی ہیں۔ آپ کے چند اشعار نعت کے حوالے سے ملتے ہیں

لعمرک انی یوم احمل رایۃ
لتغلب خیل اللات خیل محمد 8؎

حضرت اعشیٰ بکر بن وائل رضی اللہ عنہ

عرب کے نامور اور معروف شعراء میں شامل تھے۔آپ کا ایک قصیدہ بہت مقبول ہے۔

الم نغتمض عيناک ليلة ارمدا
وبت كما بات السليم مسهدا [79]

حضرت الاعشیٰ المازنی رضی اللہ عنہ

آپ صحابی رسول ہیں۔مختلف اوقات میں رسول اکرم کو مخاطب کر کے نعتیہ اشعار میں اپنی عقیدت پیش کی ہے۔

يا مالک الناس و ديان العرب
انی لقيت ذربة من الذرب [80]

حضرت کلیب بن اسید الحضرمی رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار نامور صحابہ میں ہوتا ہے۔آپ اسلام کے بہادر مجاہد تھے۔آپ بحیثیت شاعر کے معروف نہیں مگر بہت سے اشعار بصورت نعت ملتے ہیں۔

انت النبی الذی کنا نخبره
و بشر تنابه التوراة و الرسول [81]

حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ

آپ نامور شاعر اور صحابی رسول ﷺ تھے۔آپ کا ایک شعر ہے۔

اتيت رسول الله اذجاء بالهدىٰ
ويتلو كتابا كالمجرة نيرا [82]

حضرت قیس بن بحر الاشجعی رضی اللہ عنہ

آپ عرب کے قادر الکلام شعراء میں شامل تھے۔آپ کا وصف خاص یہ ہے کہ آپ ایک نامور خطیب بھی تھے۔

فمن مبلغ عنی قريشاً رسالة
فهل بعدهم فی المجدمن متكرم [83]

حضرت فضالتہ اللیثی رضی اللہ عنہ

آپ صحابی رسول اللہ ﷺ تھے۔آپ کے نعتیہ قطعہ کا ایک شعر یہ ہے۔

لوما رایت محمد او جنوده

بالفتح یوم تکسر الاصنام [84]

حضرت ماذن بن الغضوبۃ الطائی رضی اللہ عنہ

آپ یمنی صحابی ہیں۔قبیلہ بنی طے کے لوگ آپ کی شاعری پر نازاں رہا کرتے تھے۔آپ نے ایک نعتیہ نظم میں اپنے حاضر مدینہ ہونے کا ذکر بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔

الیک رسول الله خبت مطیتی

تجوب الفیافی من عمان الی العرج [85]

حضرت عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔آپ نے بارگاہ رسالت میں ایک نظم کہی ہے جس کا مطلع پیش خدمت ہے۔

منع الرقاد بلابل و هموم

واللیل معتلج الرواق بهیم [86]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

بارگاہ رسالت کے مقبول شاعر اور مجاہد اسلام تھے۔غزوات میں رسول اکرم کے ساتھ رہنے کا اعزاز حاصل تھا۔غزوہ خیبر میں شریک تھے۔اس حوالے سے آپ کے نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔

قضینا من تهامة کل ریب

و خیبر ثمه اجمعنا السیوفا [87]

حضرت کعب بن زہیر مکی رضی اللہ عنہ

آپ کا مشہور قصیدہ بانت سعاد عربی نعتیہ ادب میں شہرت کا حامل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے یہ قصیدہ سن کر آپ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمادی تھی اسے چادر والا قصیدہ بھی کہا جاتا ہے۔

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

متیم اثرها لمه یفد مکبول
وما سعاد غداة البین اذرحلوا
الاغن غضیض الطرف مکحول
ان الرسول لسیف یستضاء به
مهند من سیوف الله مسلول [88]

حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفیق چچا حضرت ابو طالب نے نعتیہ قصیدے کہے ہیں۔ آپ کی مدح میں ایک شعر ایسا زبان سے نکلا جو ضرب المثل ہے۔

وأبیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ عصمة للأرامل [89]

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

آپ کے محبوب چچا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ کی نعت کا پہلا شعر دیکھیے۔

حمدت الله حین فوادی
الی الاسلام والدین المنیف [90]

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

دختر رسولؐ خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا یہ شعر دیکھیے۔

ماذا علیٰ من شم تربة احمد
الا یشم مدی الزمان غوالیا [91]

حضرت ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم النبی

آپ کے معظم چچا حضرت ابوسفیان بن الحارث کے بھی نعتیہ اشعار ملتے ہیں آپ کا ایک شعر ملاحظہ کیجیے۔

ارقت و بات لیلی لا یزول
ولیل احی المصیبة فیه طول [92]

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

زوجہ رسول اللہؐ بنت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

متیٰ یبد فی الداجی البھیم جبینہ'

یلح مثل مصباح الدجی المتوقد [93]

حضرت عمر (جن)

حضرت عمر (جن) کا قصیدہ جنّیہ ایک عجیب و غریب قصیدہ ہے۔ جو قوم جنات کے ایک بزرگ حضرت عمر جو رسول مقبول کے صحابہ کرام میں تھے۔ ان کا لکھا ہوا ہے۔

فتعد و دع ذکرا لھم

بل کیف وانت بھمہ نصب [94]

امام زین العابدین علی السجاد بن الحسین

چند مدحیہ اشعار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب ہیں۔ اس میں جذب و شوق کی والہانہ کیفیت پائی جاتی ہے۔ اس کے بعض اشعار الحاقی نظر آتے ہیں۔

ان نلت یاروح الصبایومالی ارض الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم [95]

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام اعظم ابوحنیفہ کے اس قصیدے کو بہت شہرت حاصل ہے۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

یا سید السادات جئتک قاصدا

ارجو رضاک و احتمی بحماک [96]

ابن العربی ابوبکر محی الدین (الشیخ الاکبر)

ابن العربی شیخ اکبر کہلاتے ہیں بارگاہ نبوت میں آپ کے نعتیہ اشعار بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

الاابابی من کان ملکا و سیدا

و ادم بین الماء والطین واقف [97]

بوصیری شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن زید

امام شرف الدین بوصیری مداحین رسول میں بہت معروف اور آفاقی شہرت کے حامل ہیں آپ کا قصیدہ مقبول بارگاہ ہے دنیا بھر کی مختلف زبانوں میں اس کی شرحیں لکھی گئیں میلاد اور ذکر رسول کی محفلوں میں اسے بہت پذیرائی حاصل ہے مختلف انداز و آہنگ سے پڑھا جاتا ہے۔

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب و من عجم 98

ابن خلدون ولی الدین عبدالرحمن

عبدالرحمان بن خلدون کا 20 اشعار پر مشتمل نعتیہ قصیدہ بہت مقبول ہے۔اس مقبول قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے۔

فتوم من اکناف یثرب مامنا

یکفیك ماتخشاہ من تثریب 99

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی نعت و مدیح میں متعدد قصیدہ کہے ہیں صرف ایک شعر دیکھیے۔

فلست اری الا الحبیب محمد

رسول اله الخلق جم المناقب 100

آزاد بلگرامی سید غلام علی حسینی واسطی

آزاد بلگرامی بارہویں صدی ہجری کے قابل قدر علماء وفضلاء میں شامل تھے۔عربی زبان کے جید ادیب اور شاعر تھے۔اپنے کمالِ نعت گوئی کی وجہ سے ''حسان الہند'' کہلاتے تھے۔

روحی الفداء لروضة قدیسة

مملوء ة بلطافة و صفاء 101

مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی ابن شاہ ولی اللہ

شاہ رفیع الدین کے نعتیہ اشعار بھی معروف ہیں۔آپ کا عربی قصیدہ بہت معروف ہے۔جس کا پہلا

شعر یہ ہے۔

یا احمد المختار یا زین الوریٰ

یا خاتما للرسل ما اعلاك 102

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی ابن شاہ ولی اللہ

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے بھی نعتیہ قصیدے مشہور ہیں۔اس کا ایک شعر ہے۔

فیا ریح الصبا عطفا و رفقا الی ذاک الحمیٰ بلغ سلامی 103

مولانا محمد فضل حق خیر آبادی

شہید جنگ آزادی مولانا محمد فضل حق خیر آبادی نے عربی نعتیں کہی ہیں۔ان کی نعت کا شعر ہے۔

فلا ملاذ سویٰ خیر الوریٰ جمعا

فی الَخلق و الُخلق و الاحسان و الجود 104

مولانا حامد حسن قادری (بچھرایونی)

مولانا حامد حسن قادری نے اردو نعتیں بھی کہیں ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے شیخ سعدی کی رباعی پر عربی زبان میں تضمین بھی کہی ہے۔

هو افصح بمقاله هو اکمل بنواله

هو اعظم بجلاله هو افقد بمثاله

بلغ العلیٰ بکماله کشف الدجیٰ بجماله

حسنت جمیع خصاله صلوا علیه و اٰله 105

ابو محمد طاہر سیف الدین

ابو محمد طاہر سیف الدین کا یہ نعتیہ قصیدہ معروف ہے۔اس کا ایک شعر ہے۔

صلی علیٰ محمد ربه حبیبه من حبه حبه 106

39 شعرائے کرام کے عربی نعتیہ اشعار آپ نے مختصر طور پر ملاحظہ کیے۔جس میں عربی شعراء کے اشعار پیش نظر تھے۔جس میں عہدِ نبوی کے صحابہ اور غیر صحابی شعراء شامل تھے عربی شعراء کا یہ سلسلہ یکم صدی ہجری سے شروع ہو کر 14 ویں صدی ہجری پر اختتام پزیر ہوا ہے۔

اب آئندہ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے فارسی کے نعت گو شعراء کو پیش کیا جائے گا۔

فارسی نعت

فارسی کے دورِاول کا پہلا اور اہم شاعر رودؔکی کہلاتا ہے۔ یہ عہد سامانی کا شاعر ہے۔ جسے فارسی شاعری کے بابائے آدم کا درجہ حاصل ہے۔ رودؔکی کے توشہ آخرت میں نعت کے پھول شامل نہیں۔107

فارسی کا دوسرا عہد، عہد غزنوی سے شروع ہوتا ہے۔108 اس عہد یعنی چوتھی صدی ہجری میں فردوسی جیسا باکمال اور نامور شاعر نظر آتا ہے۔109 فارسی نعت گو شعراء کا یہ انتخاب فردوسؔی کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔

فردؔوسی، ابوالقاسم حسن بن شرف شاہ طوسی

فردوسؔی نے ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل مثنوی شاہنامہ کہی۔110 اس میں وہ کہتے ہیں کہ اگر تم برائیوں اور بلاؤں سے بچنا چاہتے ہو تو پیغمبر ﷺ کے فرمان پر چلو۔ اس کی ایک نعت میں حضور اکرم کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا ذکر بھی شامل ہے۔

بگفتار پیغمبرت راہ جوی ۔۔۔ دل از تیرگیہا بدیں آب شوی
ترا دین و دانش رہاند درست ۔۔۔ رہ رستگاری بباید بجست

سنؔائی غزنوی، مجدالدین ابوالمجد

حکیم سنائی سلجوقی دور سے منسلک ہے۔ اس دور میں صوفیانہ شاعری پروان چڑھی۔ غزنوی دربار سے منسلک تھا۔ دربار سے اپنے تعلقات منقطع کرکے صوفیانہ مسائل اور نعتیہ مضامین کو شعری جامہ پہنانے میں پوری عمر بسر کر دی۔

زہے پشت و پناہِ ہر دو عالم ۔۔۔ سروسالارِ فرزندانِ ''آدم''
شبستانِ مقامت قاب قوسین ۔۔۔ درِ درگاہِ تو ''بطحا'' و ''زمزم''

خیامؔ، عمر بن ابراہیم

حکیم عمر خیام کی یہ رباعی براہ راست حمد و نعت کے ضمن میں آتی ہے۔

ساقی قدحے کہ ہست عالم ظلمات ۔۔۔ از جان و جہان و ہر چہ در عالم ہست

جز روئے تو نیست در جہاں آب حیات　　مقصود توئی و بر محمد صلوات

سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی (الغوث الاعظم)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔آپ کی یہ نعت نسبت رسول کی علامت کا مظہر ہے۔مشہور نعت کے دو شعر یہ ہیں

غلام حلقہ بگوش رسول ساداتم　　زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم
کفایت است ز روح رسول اولادش　　ہمیشہ وردِ زباں جملہ مہماتم

خاقانی، افضل الدین ابراہیم

حکیم خاقانی کا شمار صف اوّل کے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔وہ نبی کریم سے اپنے والہانہ عشق اور اس کے برملا اظہار کی وجہ سے ''حسان العجم'' کہلاتا ہے۔ 111 وہ اکثر اپنے نعتیہ قصائد میں اس لقب پر فخر کرتا ہے۔

در ملک تو عقل پیر تدبیر　　در بزم تو روح چاشنی گیر
ارواح علم برِ سپاہت　　جبریلؑ بریدِ بارگاہت

نظامی گنجوی، نظام الدین

نظامی گنجوی کے قصائد اور خصوصاً مثنویوں میں حمد و نعت کا ایک کثیر، وقیع اور معتد بہ حصہ موجود ہے۔اس کی مثنویوں کے اشعار کی تعداد اٹھائیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔

چراغ افروز چشم اہل بینش　　طرازِ کار گاہِ آفرینش
سرو سرہنگ میدانِ وفا را　　سپہ سالارِ خیل انبیا را

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

خواجہ قطب الدین بخت یار کعکی فارسی گو شعراء میں شامل ہیں۔آپ کی یہ نعت مقبول عام ہے۔جس میں آپ نے حضور اکرم کے تقدم باشرف آپ کی امت اور معجزہ شق القمر کو لطیف پیرائے میں منظوم کیا ہے۔

اے از شعاع روئے تو خورشید تاباں را ضیا　　آنی کہ ہستی را شرف بالاتر از عرشِ علا
گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں　　اما بمعنی بودۂ سرخیل جملہ انبیاء

خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری

خواجہ غریب نواز کی یہ نعت اکثر محافل میں سماعت گوش ہوتی ہے۔اس نعت میں جذب و اثر کی والہانہ کیفیات شامل ہیں آپ کی مشہور نعت کے دو شعر یہ ہیں:

در جاں چو کرد منزل جانانِ ما محمد　　صد در کشادہ در دل از جانِ ما محمد
ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمد　　ما لولوئیم و مرجاں عمانِ ما محمد

عطارنیشا پوری، خواجہ فرید الدین

خواجہ فرید الدین عطار کے کلام میں حمد و نعت دونوں کی جلوہ گری موجود ہے۔منطق الطیر ایک تمثیلی مثنوی ہے جس میں طیور کی زبانی اسرار و معرفت کے نکات بیان کیے گئے ہیں۔

آفتاب شرع دریائے یقیں　　نورِ عالم رحمت للعالمیں
خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ　　آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

تبریز شمس الدین

حضرت شمس تبریز مولانا روم کے پیر و مرشد تھے۔صوفیانہ مشرب تھا اکثر شاعری بھی کیا کرتے تھے۔نعت رسول کے حوالے سے آپ کی یہ نعت اکثر منتخبات میں دکھائی دیتی ہے۔

اے طائران قدس را عشقت فزودہ بالہا　　در حلقہ سودائے تو روحانیاں را حالہا
اے سروراں را تو سند بشمارماں رازاں عدد　　دانی سراں راہم بود اندر تبع دنبالہا

رومی مولانا جلال الدین

مولانا عارف رومی بہت بڑے صوفی شاعر ہیں۔جن کی مثنوی کو ’’ہست قرآں در زبان پہلوی‘‘ (یعنی فارسی زبان کا قرآن کہا گیا ہے۔) رومی نے مثنوی میں حضور اکرم کو مختلف اسما و القاب سے یاد کیا ہے۔

سید و سرور محمد نور جاں　　بہتر و مہتر شفیع مذنباں
با محمد نور عشق پاک جفت　　بہر عشق او رالولاک گفت

سعدی شیرازی، شیخ مصلح الدین

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی وہ خوش نصیب شاعر ہے کہ جس کے نعتیہ قطعہ کو شہرت دوام

حاصل ہے 112ھ ''بلغ العلیٰ بکمالہٖ'' کی صدائیں کانوں میں رس گھولتی ہیں۔

عرش است کمیں پایہ ز ایوانِ محمد　　جبریلِ امیں خادم دربان محمد
آں ذات خداوند کہ مخفی است بعالم　　پیدا و عیان است بچشمانِ محمد

مولانا شہاب الدین مہمرہ بدایونی

مولانا شہاب الدین مہمرہ بدایونی کے نعتیہ اشعار بھی قصیدے کی صورت میں ملتے ہیں:

بشرے ملک نظافت فلکے زمین تواضع　　چوفلک بہ پاک جسمی چوملک بہ پاک جانی
گہرے کہ بود جایش بہ خزانۂ الٰہی　　قمرے کہ تافت نورش ز سپہر جاودانی

بوعلی شاہ قلندر پانی پتی، شیخ شرف الدین

بوعلی شاہ قلندر، قلندریہ مسلک سے منسلک تھے ان کی غزلوں میں صرف چار پانچ واضح طور پر نعتیہ غزلیں ملتی ہیں۔ وہ حضور اکرم کو سردار انبیاء کہہ کر حضور کے آستان عالی کو زمین پر آسمان قرار دیتے ہیں۔

اے ثنایت رحمتہ للعالمیں　　یک گدائے فیض تو روح الامیں
اے کہ نامت راخدائے ذوالجلال　　زد رقم برجبہۂ عرشِ بریں

خواجہ نظام الدین اولیاء، بدایونی ثم الدہلوی

خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی مقربان خدا میں شامل تھے۔ بارگاہ نبوت میں نعتیں بھی کہی ہیں۔ آپ کی یہ نعت زبان زد خلائق ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری آپ کے اضطراب شوق پاس ادب اور خلوص قلب کی مظہر ہے۔

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگرد شاہ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں
بنہ بچندیں ادب طرازی سر ارادت بخاک آں کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخواں

حضرت امیر خسروؔ ابن ابی الحسن لاچین

حضرت امیر خسرو مشہور صوفی شاعر اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے مرید خاص تھے۔ خسروؔ نے اپنے اشعار میں حضور اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے طفیل کائنات کے وجود میں آنے اور شفاعت مصطفی کا ذکر کیا ہے۔ 113

زہے روشن ز رویت چشمِ بنیش — وجودِ کیمیائے آفرینش
مبارک نامۂ قرآں تو داری — کہ مرغِ نامہ شد روح الامینش

عراقیؔ ہمدانی، شیخ فخر الدین ابراہیم ابن شہریار

فخر الدین عراقی صوفیانہ اسلوب کا شاعر ہے۔ اس کے کلام میں حضور اکرم کے اسوۂ حسنہ خلق عظیم اور ختم المرسلین کے پہلو نظر آتے ہیں۔ عراقی کی نعتوں میں فریاد و استغاثہ بھی ہے۔

نقل کن از وبال کفر بدیں — مصطفیٰ را دلیل مطلق بیں
خاتم انبیاء، رسول ہدیٰ — صاحب جبرئیل، امین خدا

جامیؔ، مولانا نور الدین عبد الرحمن

مولانا جامی جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے۔ صوفی مشرب سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کی بدولت حضور اکرم سید عالم نور مجسم ﷺ سے آپ کی عقیدت و وابستگی بہت گہری تھی جامی کی نعتیں آج بھی اپنے اثرات لیے ہوئے ہیں۔ 114

یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام — بر درت ایں بار با پشت دوتاہ آوردہ ام
چشم رحمت بر کشاء موئے سفید من نگر — گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

شہنشاہ نصیر الدین ہمایوں

مغل فرمانروا شہنشاہ نصیر الدین ہمایوں نے بھی اپنی عقیدت بارگاہ رسالت میں پیش کی ہے۔

اے سرور کائنات در اصل وجود — حقا کہ توئی حبیب حیّ معبود
برخیز و نما جمالِ عالم آرا — زیرا کہ توئی زخلق عالم مقصود

عرفیؔ، مولانا جمال الدین

مولانا جمال الدین عرفی کا مقام شعرائے متقدمین میں نہایت بلند ہے۔ عرفی آقائے نامدار کی مدح میں زبان کھولتا ہے تو اس بارگاہ کے آداب کا پورا پورا لحاظ رکھتا ہے۔

اے جود تو دست و دل سخا را　　اے عزم تو بال و پر صبا را
گر نقشِ جمال تو نہ گیرد　　از سینہ بروں کنم صفا را

فیضیؔ، ابوالفیض

فیضیؔ کو فارسی شعر و سخن پر ملکہ حاصل تھا۔ اصناف سخن میں قصیدہ اور غزل کا یہ شیدائی تھا۔ نزاکت تخیل اور جوش بیان اس کے سرمایہ نعت کی ممتاز خصوصیات ہیں۔

زہے حسن قول و زہے لطف قائل　　چہ نقش بدیعست کز پردہ سرزد
کہ دل ہائے پاکاں سوئے اوست مائل　　بنام زہے کعبۂ پاک بازاں

خواجہ باقی باللہ نقشبندی، محمد رضی الدین

خواجہ باقی باللہ نقشبندی کا شمار خاصان خدا میں ہوتا ہے۔ اکثر نعتیہ اشعار بھی کہا کرتے تھے۔

گرم فیض ازل بخشد دل و دست　　کہ درہم ریزم ایں بت خانۂ پست
ازیں اقبال یابم احترامے　　کنم خاصان احمد را سلامے

نظیریؔ نیشاپوری

نظیری نیشاپوری کا شمار فارسی کے قابل قدر شعراء میں ہوتا ہے۔ نظیری نعت کے حوالے سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔

صفا از عقدۂ دل ہاست آں زلف معقد را　　بحمد اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را
کہ دادے روح را با جسم الفت گر نہ گردیدے　　محمد کارواں سالار ارواح مجرد را

شیخ عبدالحق حقیؔ محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نابغہ روزگار شخصیت کے حامل ہیں۔ بارگاہ رسالت میں نعتوں کے نذرانے بھی پیش کیے ہیں۔

وگر خواہی زباں بکشائے و در راہ سخن پوئی　　ثنائے پادشاہ یثرب و سلطان بطحا کن
اگر خیریت دنیا و عُقبیٰ آرزو داری　　بدرگاہش بیاؤ ہرچہ می خواہی تمنا کن

قدسیؔ حاجی جان محمد

حاجی جان محمد قدسیؔ کی نعت بارگاہ رسول میں بہت مقبول ہے بے شمار شعراء نے اس مقبول عام نعت پر تضمینات کہی ہیں۔ اس نعت کا ایک ایک لفظ، مصرع اور شعر، شاعر کے والہانہ پن اور جذبہ عشق رسول کا آئینہ دار ہے۔115

مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم — اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

فارسی اشعار کا یہ انتخاب فارسی کے 25 نعت گو شعراء پر مشتمل ہے۔ فارسی شعراء کا یہ سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہو کر فارسی کی مشہور نعت حاجی جان محمد قدسی کے تذکرہ پر تمام ہوا ہے۔ اب اسی تناظر میں اردو نعت کے شعرائے کرام کو دیکھا جائے گا۔

اُردو نعت

اُردو زبان کو یہ افتخار حاصل ہے کہ یہ اپنے آغاز سے ہی توحید و رسالت کے نغموں کی صدائیں بلند کرتی رہی ہے۔ اس زبان کی شروعات حمد و نعت سے عبارت ہے۔ ابتدا میں اس ہکلاتی، لڑکھڑاتی اور اپنے پیروں پر کھڑی ہوتی زبان کی بنیادیں اللہ اور اس کے رسول صاحب لولاک ﷺ کے ذکر سے استوار نظر آتی ہیں۔ جسے ہم آسان انداز میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس زبان کی اساس اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت سے معمور ہے۔ اس کی تراش خراش، بناؤ سنگھار اور اس کے گیسو سنوارنے میں اولیائے کرام وصوفیائے عظام کے ہاتھوں کا لمس اور فکری تخیل کارفرما ہے۔

اولیائے کاملین، صوفیائے واصلین اور بزرگان دین نے اس زبان کی نگہداشت اور آبیاری کی، اور اسے شجرِ سایہ دار بنا دیا۔ اب یہ زبان صرف شجر سایہ دار ہی نہیں بلکہ ایسی ثمر بار اور باغ و بہار ہے کہ اس کا دامن خزینہ حمد و نعت سے لبریز ہے۔

اس حقیقت کے اعتراف میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ حمد و نعت کے موضوع پر قرار واقعی کام نہیں ہو سکا۔ وگرنہ اس موضوع کی وسعت اور ہمہ گیری دیکھنے سے تعلق رکھتی۔

الحمدللہ! اب بھی اس جستہ جستہ کام نے اس موضوع کو تقویت اور خاطر خواہ فائدہ پہنچایا ہے۔ متعدد قابل ذکر محققین کی کاوشوں کے بعد سے اب تک قدیم و جدید نعت گو شعراء ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکے۔ مگر اس سلسلے میں مختلف محققین کی کاوشیں جاری ہیں۔

انشاءاللہ وہ دن دور نہیں کہ جب مقبول عام اور گمنام نعت گو شعراء کو ایک مرکز پر لایا جاسکے گا۔ زیر نظر کاوش بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس میں شعرائے کرام کو ان کے ادوار کے لحاظ سے شامل کیا ہے تاکہ نعت گو شعراء کے بتدریج ارتقاء کو ظاہر کیا جاسکے۔

اُردو نعت گو شعراء کا یہ تذکرہ آٹھویں صدی ہجری سے شروع ہو کر قیام پاکستان 1947ء یعنی چودھویں صدی ہجری سے مربوط ہے۔ اس کے بعد پھر پاکستانی نعت گو شعراء کی نعت گوئی اور خدمات کو بیان کیا ہے۔

اب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (825ھ/ 1421ء) سے درجہ بدرجہ ان تمام نعت گو شعرائے کرام کے نعتیہ اشعار کو دیکھا جائے گا۔

اُردو کے اوّلین نعت گو۔ سید محمد حسینی

ساتویں صدی ہجری کے بزرگ اردو کے اولین نعت گو سید محمد حسینی، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (م۔ 825ھ/ 1421ء) کو کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی نظم کردہ نعت کو اردو کی پہلی نعت" قرار دیا گیا ہے۔ اس نعت کے آغاز میں یہ شعر درج ہے۔

اے محمد ہجلو جم جم جلوہ تیرا ذات تجلی ہوئے گی سیں سیورن سہرا [116]

مولوی عبدالحق نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے کچھ اشعار کو اردو نعت کا اولین نمونہ قرار دیا ہے۔ [117]

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے بھی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو اوّلین نعت گو کے طور پر [118] اولیت دی ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید نے بھی ''اردو نعت کا اولین نمونہ'' کے طور پر خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی نعت کو اولین قرار دیا ہے مگر آگے چل کر ڈاکٹر جمیل جالبی کی رائے مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' سے بھی اتفاق کیا ہے۔ [119]

سید محمد اکبر حسینی

سید محمد اکبر حسینی، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے فرزند تھے جن کا علم و فضل میں بڑا شہرہ تھا۔ ۸۲۳ ہجری میں انتقال ہوا۔ تصوف کے موضوع پر ان کی ایک کتاب ہے۔ جس میں نظم و نثر

دونوں شامل ہیں ۔ان کے ایک شعر کا نعتیہ مصرع درج ہے۔

بعد از ثنا خدا کی بھیجوں درود نبی پر [120]

اُردو کی پہلی مثنوی فخر دین نظامی

اردو دائرہ معارف میں:

''ڈاکٹر جمیل جالبی کی تحقیق کی رو سے فخر الدین نظامی کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ (تصنیف ۸۲۵ تا ۸۳۸ھ) میں حمد کے بعد آنے والے اشعار کو اردو نعت کا پہلا مستند نمونہ سمجھنا چاہیے' اگرچہ ان میں سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ کا غلبہ نظر آتا ہے'' [121]

تمہیں ایک ساچا گسائیں امر سری دوی نین جگ تو راد گر [122]

کمال یہ ہے کہ اردو دائرہ معارف نے اولیت تو ترتیب کے لحاظ سے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو ہی دی ہے ۔خواجہ صاحب کا ذکر پہلے کیا ہے ۔بعد میں مندرجہ بالا عبارت درج کی ہے ۔اور اس میں مشورہ دیا گیا ہے کہ ان اشعار کو اردو نعت کا پہلا مستند نمونہ سمجھنا چاہیے ۔اگر کوئی اسے پہلا مستند نمونہ نہیں بھی سمجھے تو کوئی حرج نہیں ۔

زیادہ تر محققین نے اولیت کا تاج خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو ہی پہنایا ہے ۔یہی درست ہے ۔

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر ریاض مجید اور حمایت علی شاعر نے نظامی کا ذکر خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے بعد کیا ہے ۔تینوں نے اس نعت کا املا مختلف انداز میں دیا ہے ۔راقم نے نمونہ کلام ڈاکٹر اشفاق کی کتاب سے لیا ہے ۔

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری کی نئی تحقیق

ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری اپنی تحقیق کے مطابق کہتے ہیں ۔

''اُردو کی سب سے پہلی تصنیف ملا داؤ د کی ''مثنوی چندائن'' ہے ۔جو اُردو زبان کا اوّلین لسانی و ادبی نمونہ ہے......ملا داؤ د نہ صرف یہ کہ اردو کے پہلے شاعر ہیں ۔بلکہ وہ اردو کے پہلے نعت گو بھی ہیں ۔مثنوی چندائن میں نعت کو اردو کی پہلی نعت ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ملا داؤ د نے چندائن ۷۸۱ھ/1379ء میں بعہد فیروز شاہ تغلق تصنیف کی تھی ۔اس میں مورکا اور چاندا کی داستان عشق

بیان کی گئی ہے۔ ملا داؤد کا عرصہ حیات شیخ بہاؤ الدین باجن (۷۹۰ھ۔916ھ) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز متوفی ۸۲۵ھ اور سید محمد اکبر حسینی متوفی ۸۱۲ھ سے قبل کا ہے"

ملا داؤد کے مضامین نعت، دنیائے نعت کے عام مرغوب مضامین ہیں۔ نمونہ کے طور پر یہ شعر دیکھیے۔

پرش اک سرجس اجیارا ناؤں محمد جگت پیارا 123

فخر دین نظامی کی مثنوی " کدم راؤ پدم راؤ" چندائن کے بعد کی تصنیف ہے۔ لیکن داؤد کی زبان نظامی کی زبان کے مقابلے میں زیادہ صاف، زیادہ سلیس اور زیادہ رواں ہے" 124

اُردو کے اوّلین نعت گو

سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ (م۔ ۸۲۵ھ/ 1421ء)

اے محمد! ہجلو جم جم جلوہ ترا
ذات تجلیِ ہوئے گی سیں سپورنہ سیرا 125

سید محمد اکبر حسینی (م۔ ۸۲۳ھ)

بعد از ثنا خدا کی بھیجوں درود نبی پر

فخر دین نظامی

تہیں ایک ساچا گسائیں امر سری دوی نین چگ تو راد گر

صدر الدین (م۔ ۸۷۶ھ)

ناؤں لے اللہ محمد کا اول کسب کا سب کو کھوں در ہر محل

محمد قلی قطب شاہ (م۔ ۱۰۲۰ھ/ 1611ء)

اسم محمد تھے اہے، جگ میں سوغا قانی مجھے بندہ نبی کا جم رہے ہستی ہے سلطانی مجھے

خوب محمد چشتی گجراتی (م۔ ۱۰۲۳ھ)

جو سا آرسی وحدت جان جسم محمد اسے پہچان

ملا وجہی (۱۰۰۱ھ۔۱۱۰۰ء)

محمد نبی نانو تیرا ہے   عرش کے اوپر چھانو تیرا ہے

عبداللہ قطب شاہ (م۔ ۱۰۸۳ھ/ 1672ء)

لکھ فیض سوں پھر آیا دن، دین محمد کا   آفاق صفا پایا، دن، دین محمد کا

نصرتی بیجاپوری (م۔ ۱۰۸۵ھ)

تمہیں اے شہنشاہ دنیا و دیں   شجاعت کی ہے صف کا کرسی نشیں [126]

ولی دکنی (گجراتی) (۱۰۶۰ھ۔ ۱۱۱۹ء)

یا محمد! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں   خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پر قربانی کرے

محمود بحری، قاضی (۱۱۲۹ھ/ 1717ء)

محمد گر مدد ہوگا ہمارا   سکل دکھ درد رد ہوگا ہمارا [127]

فراقی بیجاپوری، سید محمد (م۔ ۱۱۴۴ھ/ 1731ء)

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا   محمد کی گلی بھیتر فنا ہوتا تو کیا ہوتا

سراج اورنگ آبادی (م۔ ۱۱۷۷ھ/ 1763ء)

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا   ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا

سودا، مرزا محمد رفیع (م۔ ۱۱۹۵ھ/ 1780ء)

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آب محمد کا   جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحابِ محمد کا

میر حسن دہلوی (م۔ ۱۲۰۴ھ/ 1790ء)

نبی کون یعنی رسول کریم   نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم

میر تقی میر (م۔ ۱۲۲۵ھ/ 1810ء)

جرم کی کھو شرمگینی یا رسول   اور خاطر کی حزینی یا رسول
کھینچوں ہوں نقصان دینی یا رسول   تیری رحمت ہے یقینی یارسول

رحمتہ للعالمینی یارسول ہم شفیع المذنبینی یارسول

جرأتؔ شیخ قلندر بخش (م۔ ۱۲۲۵ھ/ 1810ء)

محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا کہے بندہ اگر مدح اس کی دعویٰ ہے خدائی کا

انشاءؔ انشاء اللہ خاں (م۔ ۱۲۳۳ھ/ 1817ء)

آپ خدا نے جب کہا صل علیٰ محمدٍ کیوں نہ کہیں پھر انبیا صل علیٰ محمدٍ
عرش سے آتی ہے صدا صل علیٰ محمدٍ نور جمال کبریا صل علیٰ محمدٍ
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمدٍ!

مصحفیؔ امروہوی، غلام ہمدانی (م۔ ۱۲۴۰ھ/ 1824ء)

حنا سے ہے یہ تری سرخ، اے نگار، انگشت کہ ہو نہ پنجۂ مرجاں کی زینہار انگشت [128]

سچلؔ سرمست، حافظ عبدالوہاب سچے ڈنہ (۱۱۵۲ھ/ ۱۲۴۲ھ)

مری آنکھوں نے اے دلبر، عجب اسرار دیکھا تھا میانِ ابر اس خورشید کا انوار دیکھا تھا

نظیرؔ اکبر آبادی، ولی محمد (م۔ ۱۲۴۶ھ/ 1831ء)

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفی سر گروہِ مسلمیں ہو یا محمد مصطفی
حاکم دینِ متین ہو یا محمد مصطفی قبلۂ اہلِ یقین ہو یا محمد مصطفی
رحمتہ للعالمین ہو یا محمد مصطفی

رنگینؔ دہلوی، سعادت یار خاں (م۔ ۱۲۵۱ھ/ 1835ء)

لکھوں نعت اس کی میں کس طرح ساری براق ادنیٰ تھا جس کی اک سواری

مائلؔ میر غلام علی (۱۱۸۱ھ/ ۱۲۵۱ھ)

ائے صبا جا در مدینہ مصطفی کوں کہہ سلام اس سراپا نور ذات کبریا کوں کہہ سلام
آفتاب اوج دیں بدر الدجیٰ کوں کہہ سلام نور مجمل حضرت نور الہدیٰ کوں کہہ سلام

ناسخؔ لکھنوی، شیخ امام بخش (م۔ ۱۲۵۴ / 1838ء)

دکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمد کا

شہیدیؔ بریلوی، میر کرامت علی خاں (م۔ ۱۲۵۶ھ/ 1840ء)

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

غمگینؔ دہلوی، سید علی شاہ (م ۱۲۶۸ھ/ 1851ء)

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

مومنؔ دہلوی، حکیم سید حبیب اللہ علوی (م۔ ۱۲۶۹ھ/ 1852ء)

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی میں غلام اور وہ صاحب ہے، میں امت، وہ نبی

یا نبی یک نگہ لطف بامی و ابی مرحبا سید مکی مدنی العربی!

دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ذوقؔ دہلوی، شیخ محمد ابراہیم (م۔ ۱۲۷۱ھ/ 1854ء)

رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر الٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دم میرا

کافیؔ شہید، مولانا کفایت علی مراد آبادی (م۔ ۱۲۷۴ھ/ 1858ء)

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا [129]

ظفرؔ بہادر شاہ، سراج الدین ابوظفر (م۔ ۱۲۷۹ھ/ 1862ء)

اے سرور دو کون شہنشاہ ذوالکرم سرخیل مرسلین و شفاعت گر امم

غالبؔ دہلوی، میرزا اسد اللہ خاں (م۔ ۱۲۸۵ھ/ 1869ء)

حق جلوہ گر، ز طرز بیانِ محمد است آرے کلام حق، بزبانِ محمد است

شیفتہؔ دہلوی، نواب مصطفی خاں (م۔ ۱۲۸۶ھ/ 1869ء)

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمد کا اسی دن سے ہوا ہے عاشق شید محمد کا

حافظؔ پیلی بھیتی، خلیل الدین حسن، مولوی (م۔ ۱۲۹۰ھ/ 1873ء)

سر اگر تن سے جدا ہو تو جدا ہو حافظؔ سر سے ہوگا نہ درِ احمدِ مختار جدا

انیسؔ لکھنوی، میر ببر علی (م۔ ۱۲۹۱ھ/ 1874ء)

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم یاد آ گئی مگر یہ حدیثِ غم و الم
مسجد میں جلوہ گر تھے رسول فلک حشم ہلتے تھے ذکرِ حق میں لبِ پاک دم بدم
روشن تھے بام و در رخ روشنؐ کے نور سے
آئینہ بن گئی تھی زمیں تن کے نور سے

دبیرؔ لکھنوی، مرزا اسلامت علی (م۔ ۱۲۹۲ھ/ 1875ء)
کیا قامت احمد نے ضیا پائی ہے چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

نصرؔ پھلواروی، شاہ محمد علی حبیب (م۔ ۱۲۹۵ھ/ 1878ء)
رہا دل میں میرے خیالِ محمد خدا مجھ کو دیوے وصالِ محمد

شہیدؔ امیٹھوی، غلام امام (م۔ ۱۲۹۶ھ/ 1879ء)
جب سے ہوا وہ گل چمن آرائے مدینہ جبریل بنا بلبل شیدائے مدینہ [130]

قلقؔ میرٹھی، حکیم غلام مولیٰ عرف مولا بخش (م۔ ۱۲۹۶ھ/ 1879ء)
برق سحاب مہر ہے ابروئے مصطفیٰ ہے طرہ او سپہ سایہ گیسوئے مصطفیٰ

لطفؔ بریلوی، حافظ لطف علی خاں، مولوی (م۔ ۱۲۹۸ھ/ 1881ء)
شفیع الوریٰ! یا شفیع الوریٰ! مجھے بخشوا یا شفیع الوریٰ

نساخؔ عظیم آبادی، عبدالغفور (م۔ ۱۳۰۶ھ/ 1888ء)
اب رقم کرتا ہوں نعتِ مصطفیٰ جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا

وحیدؔ ہسوی، سید واحد علی (م۔ ۱۳۱۶ھ)
یا نبی جلوۂ پُرنور دکھایا ہوتا کوئی دن مجھ کو مدینے میں بلایا ہوتا

امدادؔ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (م۔ ۱۳۱۷ھ)
کر کے نثار آپ پہ گھر بار یا رسول اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول

بیانؔ و یزدانیؔ میرٹھی، سید محمد مرتضیٰ (م۔ ۱۳۱۷ھ/ 1900ء)

ضیائے دیدۂ حق بیں ہے رخسارِ محمد کا   کہ ہے اللہ کا دیدار نظارا محمد کا

امیرؔ مینائی لکھنوی، مفتی امیر احمد (م ۔ ۱۳۱۸ھ/ 1900ء)

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفی کا ہوگیا   غلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہوگیا [131]

داغؔ دہلوی، نواب مرزا خاں (م ۔ ۱۳۲۲ھ/ 1905ء)

کرو غم سے آزاد یا مصطفی   تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفی

محسنؔ کاکوروی، مولوی محمد محسن (م ۔ ۱۳۲۳ھ/ 1905ء)

سخن کو رتبہ ملا ہے میری زباں کے لیے   زباں ملی ہے مجھے نعت کے بیاں کے لیے

حسنؔ رضا بریلوی، مولانا حسن رضا خاں (م ۔ ۱۳۲۶ھ/ 1908ء)

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر   سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

شبلیؔ نعمانی، مولانا (م ۔ ۱۳۳۲ھ/ 1914ء)

جب کہ آمادۂ خوں ہوگئے کفارِ قریش   لاجرم سرور عالم نے کیا عزم سفر

حالیؔ پانی پتی، مولانا خواجہ الطاف حسین (م ۔ ۱۳۳۳ھ/ 1914ء)

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے   اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

آسیؔ غازی پوری، مولانا محمد عبد العلیم رشیدی (م ۔ ۱۳۳۵ھ/ 1916ء)

وہاں پہنچ کے صبا یہ کہنا سلام کے بعد   تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد [132]

رضاؔ بریلوی، مولانا احمد رضا خاں (م ۔ ۱۳۴۰/ 1921ء)

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

عشقیؔ حیدرآبادی، غلام مصطفی (۱۴۰۰ھ)

وصف محبوب خدا کا جو رقم ہوتا ہے   سر سجدہ پئے تعظیم قلم ہوتا ہے

جوہرؔ رامپوری، مولانا محمد علی (م ۔ ۱۳۴۹ھ/ 1931ء)

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں   بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

عزیزؔ لکھنوی، میرزا محمد ہادی (م۔ ۱۳۵۴ھ/ 1935ء)

بزم توحید سے تبلیغ کا نامہ آیا   کوئی پہنے ہوئے قرآن کا جامہ آیا

اصغرؔ گونڈوی، اصغر حسین (م۔ ۱۳۵۵ھ/ 1936ء)

دل نثارِ مصطفی جاں پائمالِ مصطفی   یہ اویسِ مصطفی ہے وہ بلالِ مصطفی

اقبالؔ، محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ (م۔ ۱۳۵۷ھ/ 1938ء)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں [133]

کیفؔ ٹونکی، محمد عالمگیر خان، حافظ (م۔ ۱۳۵۹ھ/ 1940ء)

درِ نبی پر پڑا رہوں گا، پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

اکبرؔ الہ آبادی، سید اکبر حسین (م۔ ۱۳۶۰ھ/ 1941ء)

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا   دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے   کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

خلقؔ، نواب بہادر یار جنگ (م۔ ۱۳۶۳ھ/ 1944ء)

اے کہ ترے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز   اے کہ ترا وجود ہے وجہِ وجودِ کائنات

بیدمؔ شاہ وارثی، سید غلام حسنین (م۔ ۱۳۶۳ھ/ 1944ء)

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم   کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سائلؔ دہلوی، نواب سراج الدین احمد خاں (م۔ ۱۳۶۴ھ/ 1945ء)

کب تک رہے سینہ میں تمنائے مدینہ   کب تک دلِ بیتاب کہے ہائے مدینہ

سہیلؔ اعظم گڑھی، اقبال احمد خان (م۔ ۱۳۶۵ھ/ 1946ء)

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم   مظہر اول، مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم

جلیلؔ مانکپوری، جلیل حسن (م۔ ۱۳۶۵ھ/ 1946ء)

الٰہی عشق دے اس کا مدینہ کا جو سلطاں ہے محمد نام ہے تاج رُسل ہے شاہ خوباں ہے [134]

اختؔر شیرانی، محمد داؤد خاں ٹونکی (م۔ ۱۳۶۷ھ/ 1948ء)

کس نے پھر چھیڑ دیا قصۂ لیلائے حجاز دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

راقم تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات اور مصطفوی فرمودات کی زیادہ تر ترویج بصورت نعت، شعرائے نعت نے فرمائی۔ پاکستان میں آنے کے بعد اس علاقے کو ہمیشہ کے لیے منتخب کیا اور سرزمین پاکستان کو توحید و رسالت کے نغموں سے سرشار کر دیا۔

شعرائے نعت کی اسلام کے لیے مساعی جمیلہ کو ہر دور میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ نعتیہ شاعری کے زرّیں دور کو دیکھتے ہوئے بالکل واضح طور پر اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ سرزمین پاک میں اسلام ہمیشہ رہے گا اور ورفعنا لک ذکرک کی صدائیں اس مملکت کی حفاظت کرتی رہیں گی۔ درحقیقت ورفعنا لک ذکرک کے چرچے اور تذکرے اس کی بقا اور سلامتی کے ضامن ہیں۔

☆☆☆

حوالہ جات

1- القرآن الکریم (یٰس۔ 69)

2- شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بک اسٹال لاہور 2008ء، ص632، ج6

3- شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بک اسٹال لاہور 2008ء، ص632، ج6

4- گیلانی، سید یونس شاہ، پروفیسر، ''تذکرہ نعت گویان اردو (اوّل)''، مکہ بکس اردو بازار لاہور 1982ء، ص78

5- بخاری، الصحیح ''کتاب الصلوۃ، باب الشعر فی المسجد'' ص243، ترتیب 437

6- شفا حکیم محمد یحییٰ خاں ''عربی زبان میں نعتیہ کلام''، نقوش رسول نمبر جلد دہم جنوری 1984ء، ص124

7- ایضاً ص24

8- القرآن کریم (الشعراء 224 تا 227)

9- مولانا نعیم الدین مرادآبادی ''خزائن العرفان فی تفسیر القرآن'' پاک کمپنی لاہور

10- سورۃ احزاب آیت 56

11- آفتاب احمد نقوی ڈاکٹر ''قرآن حکیم میں نعت رسول''، اوج لاہور نعت نمبر 1992-931ء ص99 تا 100

12- برق، طلحہ رضوی ڈاکٹر ''اردو کی نعتیہ شاعری''، دانش اکیڈمی آرا بہار انڈیا 1974ء، ص6

13- آزاد فتح پوری، محمد اسماعیل، ڈاکٹر "نعتیہ شاعری کا ارتقاء" فائن آفسٹ ورکس الہ آباد 1988ء ص 27
14- "اردو کی نعتیہ شاعری" ص 7
15- گوہر سید شمیم، ڈاکٹر "اُردو کا نعتیہ ادب"، مطبع اینگل پرنٹرس الہ آباد انڈیا 2001ء، ص 10
16- گوہر ملسیانی "عصر حاضر کے نعت گو" گوہر ادب پبلی کیشنز صادق آباد پنجاب 1983ء، ص 33
17- ادیب رائے پوری "مدارج النعت" مصنف و ناشر خود ادیب رائے پوری 1982ء، ص 83-82
18- محمود راجا رشید، "نعت کائنات" (انتخاب) جنگ پبلشرز آغا خان روڈ لاہور 1993ء، ص 13
19- ایضاً ص 14
20- اشفاق، سید رفیع الدین ڈاکٹر، "اُردو میں نعتیہ شاعری" اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1976ء، ص 68-67
21- عباس ندوی، عبداللہ، ڈاکٹر "عربی میں نعتیہ کلام" اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1982ء، ص 111
22- ایضاً ص 113
23- عاصی کرنالی، ڈاکٹر "اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر" اقلیم نعت کراچی 2000ء ص 95
24- رشاد عثمانی، شاہ، ڈاکٹر "اردو شاعری میں نعت گوئی"، مجلس مصنفین اسلامی گیا۔ انڈیا، 1991ء، ص 47
25- قریشی محمد اسحاق ڈاکٹر "برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری"، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب 2002ء ص 277
26- ندوی، سید عبد القدوس ہاشمی، مولانا "ورفعنا لک ذکرک"، مشمولہ ارمغان نعت کراچی سوم، 979ء، ص 15
27- جامع الترمذی، باب المناقب، "اسلامی کتب خانہ"، لاہور، ج 2 ص 75
28- بخاری شریف، "باب الوحی"، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2006ء ج 1 ص 73
29- جامع الترمذی شریف، "باب خلق النبی ﷺ"، شبیر برادرز لاہور، مارچ 2011ء، ج 2 ص ۴۵
30- ریاض مجید، ڈاکٹر، "اردو میں نعت گوئی" اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 1990ء، ص 4
31- ایضاً ص 106
32- "ورفعنا لک ذکرک" ص 15
33- فرمان فتح پوری، ڈاکٹر "اردو کی نعتیہ شاعری" آئینہ ادب چوک مینارانارکلی، لاہور 1974ء ص 21
34- "نعت کائنات" ص 13
35- حمید یزدانی، خواجہ، ڈاکٹر "فارسی نعت ایک سرسری جائزہ"، نقوش رسول نمبر جلد دہم شمارہ نمبر 130، جنوری 1984ء ص 146
36- "اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر" ص 62 تا 63
37- ایضاً ص 74

☆ مبین مرزا شعر و ادب اور افسانہ و مکالمہ کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں وہ اپنے ایک مضمون (لفظ "نعت" کا استعمال...... ایک توجہ طلب مسئلہ) میں علمی طور سے اس بات کو بصیرت افروز انداز میں رد کرتے ہوئے

کہتے ہیں۔کسی دوسرے شخص کی مدح کے لیے لفظ ''نعت'' کا استعمال نہیں کرنا چاہیے'' مرزا صاحب کا یہ مضمون سری کرشن کے لیے لکھی گئی نظم جسے ''نعت'' کا عنوان دیا گیا ہے، اس کے بعد ضبطِ تحریر میں لایا گیا ہے۔صلاح الدین پرویز کئی حوالوں سے معروف آدمی ہیں۔شعر گوئی میں شناخت رکھتے ہیں۔انھوں نے اپنے ادبی رسالے ''استعارہ'' کا اجراء کیا تو اس پرچے کی پشت پر ہندی گیتوں کے اسلوب میں لکھی گئی ایک نظم بھی شائع کی پروفیسر جیلانی کامران نے ماہنامہ ''علامت'' (جولائی 2000ء) کے ''ادبی زاویے'' میں اس نظم کا ذکر کیا ہے۔جو سری کرشن کے لیے لکھی گئی ہے اور جسے نظم نگار صلاح الدین پرویز نے ''نعت'' کا عنوان دیا ہے۔جیلانی کامران اس نظم کو نہ صرف نعت باور کرتے ہیں بلکہ اپنے موقف کی تائید کے لیے یہ نکتہ بھی اٹھاتے ہیں۔''اگر نعت کی لفظیات کا اطلاق سری کرشن پر ہو تو سری کرشن کو عظیم پیغمبروں میں شامل کر کے خدا کے رب العالمین ہونے کی صفت کا اقرار ہوتا ہے۔'' متذکرہ مکمل مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ش۔ا۔

38- مبین مرزا، ''لفظ نعت کا استعمال ایک توجہ طلب مسئلہ''، مشمولہ نعت رنگ کراچی شمارہ 11 مارچ

39- ''اردو کا نعتیہ ادب''، ص 3

40- صغیر الدین ابو الفتح، ڈاکٹر ''صحابہ کرام کی نعت گوئی''، مشمولہ صریر خامہ نعت نمبر حیدر آباد 1978ء ص 13

41- ''تذکرہ نعت گویان اُردو'' (حصہ اوّل) ص 3

42- رشید وارثی ''خوشبوئے التفات'' بزم وارث شاہ فیصل کالونی نمبر 1 کراچی 2004ء ص 48

43- آزاد فتحپوری، محمد اسماعیل، ڈاکٹر ''نعتیہ شاعری کا ارتقاء'' فائن آفسٹ ورکس الہ آباد 3 انڈیا 1988ء ص 19

44- گوہر، سید شمیم ڈاکٹر ''نعت کے چند شعرائے متقدمین'' خانقاہ حلیمیہ ابو العلائیہ الہٰ آباد انڈیا اکتوبر 1989ء ص 9

45- ''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' جلد نمبر 22، دانش گاہ پنجاب لاہور 1989ء ص 395

46- ریاض مجید، ڈاکٹر ''اردو میں نعت گوئی'' اقبال اکادمی پاکستان لاہور 1990ء ص 1

47- رشاد عثمانی، شاہ، ڈاکٹر ''اردو شاعری میں نعت گوئی''، مجلس مصنفین اسلامی گیا بہار انڈیا 1991ء ص 21-20

48- محمود، راجا رشید ''پاکستان میں نعت'' ایجوکیشنل ٹریڈرز، اردو بازار لاہور ستمبر 1994ء ص 10

49- صدیقی، عبد الروف (مرتب) ''خزینہ نعت'' ٹریڈ کرانیکل نئی چالی، کراچی 1998ء، ص 7

50- شوکت زرّیں چغتائی، ڈاکٹر ''اردو نعت کے جدید رجحانات''، بزم تخلیق ادب پاکستان، کراچی 2011ء ص 14

51- شفیق بریلوی، ''ارمغان نعت''، نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ، کراچی، طبع سوم 1979ء، ص 39

52- طفیل، محمد (مدیر) ''نقوش'' رسول نمبر جلد دہم شمارہ نمبر 130 جنوری 1984ء، ص 231

53- ''برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری'' ص 324

54- ''ارمغان نعت'' ص 39

55- ''عربی میں نعتیہ کلام''ص40
56- ''ارمغان نعت'' ص42
57- ''نقوش'' رسول نمبر جلد دہم ص230
58- ''برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری'' ص325
59- ''ارمغان نعت'' ص44
60- ایضاً ص44
61- ''نقوش'' رسول نمبر جلد دہم ص137
62- ''برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری'' ص325
63- ''ارمغان نعت'' ص44
64- ''اردو میں نعتیہ شاعری'' ص31
65- ''ارمغان نعت'' ص45
66- ''نقوش'' رسول نمبر جلد دہم ص284
67- ''ارمغان نعت'' ص45
68- ''ورفعنا لک ذکرک'' ص18
69- ''ورفعنا لک ذکرک'' ص18
70- ایضاً ص19
71- ''ارمغان نعت'' ص19
72- ایضاً ص19
73- ایضاً ص19
74- ''برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری'' ص337
75- ایضاً ص328
76- ''ورفعنا لک ذکرک'' ص20
77- ایضاً ص24
78- ایضاً ص20
79- ایضاً ص20
80- ''ارمغان نعت'' ص20
81- ایضاًص20

82- ایضاًص20
83- ’’ورفعنالک ذکرک‘‘ص21
84- ایضاً
85- ایضاً
86- ’’ارمغان نعت‘‘ ص21
87- ایضاً ص21
88- ایضاً ص21
89- ایضاً ص35
90- ایضاً ص36
91- ایضا ص38
92- ایضاً ص40
93- ایضاً ص48
94- ایضاً ص50
95- ایضاً ص54
96- ایضاً ص55
97- ایضاً ص66
98- ایضاً ص70
99- ایضاً ص78
100- ایضاً ص97
101- ایضاً ص103
102- ایضاً ص110
103- ایضاً ص111
104- ایضاً ص125
105- ایضاً ص220
106- ایضاً ص224
107- ’’اردو میں نعتیہ شاعری‘‘ ص81
108- ایضاً

109- ایضاً

110- ''فارسی نعت ایک سرسری جائزہ'' ص146

111- ایضاً 149

112- ''نعتیہ شاعری کا ارتقا'' ص320

113- ''اردو میں نعتیہ شاعری'' ص87

114- ایضاً ص89

115- ''نعتیہ شاعری کا ارتقاء'' ص351

116 ارمغان نعت ص80

117- عبدالحق، مولوی ڈاکٹر''اُردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیائے کرام کا کام''انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی 1987ء ص23

118- ''اردو میں نعتیہ شاعری'' ص126

119- ''اردو میں نعت گوئی'' ص168

120- ''اردو میں نعتیہ شاعری'' ص127

121- ''اردو دائرہ معارف'' ص403

122- ''اردو میں نعتیہ شاعری'' ص127

123- ''اردو شاعری میں نعت''(جلد اوّل) ص43

124- آزاد فتح پوری، محمد اسماعیل ڈاکٹر،''اردو شاعری میں نعت''جلد اول، نسیم بک ڈپو لکھنؤ انڈیا 1992ء، ص40-41

125- تائب عبدالحفیظ،''اردو نعت''، مشمولہ نقوش رسول نمبر جلد دہم شمارہ نمبر 130، جنوری 1984ء، ص169

126- نظیر لدھیانوی''تذکرہ عندلیبان ریاض رسول''شام و سحر لاہور ماہنامہ شمارہ نمبر 1-2، جنوری فروری 981ء ص27

127- ''اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام'' ص68

128 صدیقی، احمد حسین،''کشور اولیاء امروہہ'' محمد حسین اکیڈمی، کراچی 1999ء، ص196

129- ''اردو نعت'' ص179

130- ''اردو کی نعتیہ شاعری'' ص51

131- ''اردو کا نعتیہ ادب'' ص56

132- ''تذکرہ نعت گویان اُردو''(حصہ دوم) ص158

133- ''اردو شاعری میں نعت''(جلد دوم) ص64

134- ''ارمغان نعت'' ص191

☆☆☆

شرح قصیدہ بردہ شریف

(قسط اول)

سید مہر حسین بخاری، کامرہ

الحمدللہ رب العٰلمین الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقه افضل الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اله الطاهرین والطیبین۔

امابعد کمال ایمان کے لئے ضروری ہے کہ جناب محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا ہر چیز سے بڑھ کر ہونا اور سب سے زیادہ ہونا فرض اور مطلوب شرعی ہے اور جو اعمال اس محبت کو بڑھاتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنجنابؐ کے اوصاف جمیلہ خصائل حمیدہ اور کمالات ممیزہ کو خوب خوب بیان کیا جائے۔ سیرت مبارکہ، اخلاق و افعال نبویؐ اور اوصاف جمیلہ کا تذکرہ عام کیا جائے۔

مشاہدے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب لوگ بڑے بڑے تاریخی واقعات کو نظم میں بیان کرتے ہیں تو ان کا اثر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے شاعری انسانی دلوں پر زیادہ براہِ راست اثر انداز ہوتی ہے یہ عوام الناس کے خیالات اور جذبات میں حرکت پیدا کرتی ہے لیکن یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ نعت کو نعت ہی کی طرز پر پڑھا جائے فلمی گانوں کی نقالی نہ کی جائے کیونکہ یہ امر بجائے ثواب کے موجب ضلالت اور گمراہی ہے اور نعت پڑھتے ہوئے مقام رسالت اور آداب نبوی کا خصوصی دھیان رکھنا ضروری ہے، اس لئے سیرت مبارکہ کی مجالس میں اجتماعی طور پر سیرت مبارکہ کے بعض حصوں کو اشعار میں بیان کیا جائے تو یہ زیادہ اثر آفریں ہوگا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحابؓ میں سے بعض حضرات اشعار میں اوصاف نبوی کو بیان فرمایا کرتے تھے جن میں حضرت

حسان بن ثابتؓ ،حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اورحضرت کعب بن مالکؓ بہت مشہور ہیں ۔بعض اوقات خود حضور اقدس ﷺ کا بالقصد سننا بھی وارد ہے ایک حدیث میں آیا ہے" اِنَّ مِن الشعرِ الحِکمۃ" (شعر حکمت ہے) پھر قرآن مجید کی ایک آیۃ مبارکہ" وَمَن یُّوتَ الحِکمۃَ فَقَد اُوتیَ خَیرًا کثیرًا " جسے حکمت دی گئی اسے بہت سی بھلائی دے دی گئی۔

خلیل بن احمد الفراہیدی نقل فرماتے ہیں کہ:''شعر اللہ کے رسولؐ کے نزدیک بہت سی باتوں سے زیادہ پسندیدہ اورمحبوب تھے۔'' چنانچہ حضرت حسان بن ثابتؓ کا منبر شریف پر مسجد نبویؐ میں اس مقصد کے لئے تشریف فرما ہونا بھی مشہور ومعروف ہے ۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ذاتِ اقدس سے قلبی تعلق اور وابستگی کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کے محدود ذخیرہ میں الفاظ ہی نہیں ہیں جس سے ان کی اس ایمانی کیفیت کی ترجمانی کی جاسکے۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین نے آپؐ کی احادیث مبارکہ کو سینوں سے لگایا اپنی عمریں اس جستجو میں صرف کر دیں کہ آپؐ نے کیا فرمایا اورکن الفاظ سے فرمایا۔حضور اکرم ﷺ کی سیرت،شمائل، اخلاق وعادات پسند و ناپسند کو بھی اس جذب وشوق سے یہ حضرات مدون کرتے رہے،مقصود ان سب بزرگوں کا یہی تھا کہ ذات گرامیؐ سے وابستگی ہمیشہ بڑھتی رہے آتش شوق زندگی کی ہر سانس کے ساتھ ترقی پذیر رہے۔محبت نبویؐ کا یہ چراغ کبھی مدھم نہ ہو اور یہ شعلہ کبھی سرد نہ ہونے پائے جن حضرات کی طبیعتیں موزوں تھیں وہ اشعاراور نظموں کی شکل میں اپنی کیفیات قلبی کا اظہار کرتے رہے۔ یہ سلسلہ بھی عصر اول سے اب تک قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا۔حضور نبی کریم ﷺ کی مدح میں جس ہستی نے سب سے پہلے زبان کھولی وہ شخصیت دین اسلام کے بالعموم اور خود نبی اکرم ﷺ کے بالخصوص مربی ومحسن اور عم نامدار حضرت ابو طالبؑ ہیں۔اموی تعصبات اور حکومتی اثرات کی وجہ سے بعض لوگوں نے اسلام کے اس عظیم محسن کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہے تاہم یہاں موضوع کی مناسبت سے محسن اسلام اوراول مداح نبویؐ کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اسی زمانہ میں شعر کی بڑی اہمیت وقیمت تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چند اشعار ایک بہت بڑی جنگ کے شعلے بھڑکا سکتے تھے یا برسوں کی لگی ہوئی اس آگ کو سرد کر سکتے تھے اشعار اس زمانہ میں اشتہار کا درجہ رکھتے تھے اوران اشعار سے وہ کام لیا جاتا

تھا جو آج کے دور میں الیکٹرانک میڈیا سے پروپیگنڈہ کے ذریعے لیا جاتا ہے۔

اعلان نبوتؐ کے بعد قریش نے نبی اکرم ﷺ کی دشمنی پر کمر کس لی تھی اور ابوسفیان نے اعلان نبوتؐ کو بنی امیہ کے خلاف بنو ہاشم کی سازش سمجھ رکھا تھا اور تمام قبائل کو نبی اکرم ﷺ کے خلاف ورغلانا شروع کر دیا تھا جس کے جواب میں حضرت ابوطالبؑ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی حمایت پر تمام بنو ہاشم کو متحد کرنے کی مساعی جمیلہ شروع فرمادی تھی۔ اس مبارک کوشش کی ایک کڑی یہ تھی کہ انہوں نے چند پر جوش اشعار میں امام الانبیاء ﷺ کی مدح اور بنو ہاشم کی خصوصیات کا ذکر کیا سیرۃ النبیؐ میں ابن ہشام نے ایک قصیدہ کے سات اشعار نقل کئے ہیں جو یقیناً اسلام میں پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں پہلی نعت یا قصیدہ ہے اس قصیدہ مبارکہ کے پہلے تین شعر یہ ہیں۔

إِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ لِمَفْخَرٍ ... فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِيمُهَا

وَإِنْ حَصَلَتْ أَشْرَافُ عَبْدِ مَنَافِهَا ... فَفِي هَاشِمٍ أَشْرَافُهَا وَقَدِيمُهَا

وَإِنْ فَخَرَتْ يَوْمًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا ... هُوَ الْمُصْطَفَى مِنْ سِرِّهَا وَكَرِيمُهَا

ان تین اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ اگر قبیلہ قریش کے افراد کبھی یہ طے کرنے کے لئے جمع ہوں کہ ان کا سرمایہ افتخار کیا ہے؟ تو ان کو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر عبد مناف کی جو شاخ ہے وہی اس پورے قبیلے کی روح رواں اور اصل ہے اور عبد مناف کے سردار اکٹھے ہو کر جستجو کریں کہ ان کی عظمت کا راز کیا ہے تو وہ بنو ہاشم میں اپنی سربلندی اور اصلیت کا سراغ پائیں گے۔ اور بنو ہاشم کسی بات پر فخر کرنا چاہیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ محمد ﷺ ان سب میں منتخب ترین، پسندیدہ ترین، باعث عظمت و سربلندی ہیں۔ اس قصیدہ کے بقیہ چاروں شعروں کا رخ اہل قریش کی طرف ہے۔

تَدَاعَتْ قُرَيْشٌ غَثُّهَا وَسَمِينُهَا ... عَلَيْنَا فَلَمْ تَظْفَرْ وَطَاشَتْ حُلُومُهَا

وَكُنَّا قَدِيمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً .... إِذَا مَا ثَنَوْا صُعْرَ الْخُدُودِ نُقِيمُهَا

وَنَحْمِي حِمَاهَا كُلَّ يَوْمٍ كَرِيهَةً .... وَنَضْرِبُ عَنْ أَجْحَارِهَا مَنْ يَرُومُهَا

بِنَا انْتَعَشَ الْعُودُ الذَّوَاءُ وَإِنَّمَا .... بِأَكْنَافِنَا تَنْدَى وَتَنْمِي أُرُومُهَا

(سیرت النبی ﷺ ابن هشام ج ۱ ص ۱۵۶ طبع بیروت ۱۹۶۹ء)

یعنی قبیلہ قریش کے اچھے برے سب ہی ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں لیکن وہ کبھی کامیاب نہیں

ہوئے اور ان کے داناؤں کی دانائیاں ہوا میں اڑ گئیں۔ ہم لوگ وہ ہیں جنہوں نے کبھی بھی مظلومیت کی حالت اپنے لیے قبول نہیں کی اور دشمنوں نے جب ہم سے منہ ٹیڑھا کیا تو ہم نے انہیں سیدھا کر دیا۔ ہم اپنے خاندان کی ناموس کے محافظ ہیں جنگ کے مواقع پر ہمارے قلعوں پر جس نے نگاہ اٹھائی اس کو ہم نے مار بھگایا (حالات امن و دوستی میں) ہم وہ ہیں جن کے سائے میں خشک ٹہنیاں بھی نہال ہو جاتی ہیں اور اس کی جڑیں نرم اور بارآور ہونے لگتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی مدافعت میں جناب حضرت ابوطالبؓ کے اور بھی اشعار ملتے ہیں خاص طور پر ایک طویل قصیدہ جس کا مطلع ہے۔

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِيهِمْ ...وَقَدْ قَطَعُوا كُلَّ الْعُرَى وَالْوَسَائِلِ

(ابن ہشام ج ا ص ۲۰۱)

ترجمہ: جب کہ میں نے دیکھ لیا کہ لوگوں میں انس و محبت نہیں رہی اور تمام وسائل اور ہر کڑی توڑ چکے ہیں۔

اس قصیدہ کے ۹۵ شعر ہیں اور اس کا موضوع یہ ہے کہ محافظ اسلام جناب ابوطالبؓ نے اہل قریش کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی ہے جنگ سے پیدا شدہ مصائب کو جتلایا ہے آپس کی خون ریزی کے نقصانات گنائے ہیں یہ بیان کرتے ہوئے امام الانبیاء ﷺ کا جب ذکر فرماتے ہیں تو محبت نبویؐ سے ان کا جوش بڑھ جاتا ہے، اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کی مدح میں ایک ایسا شعر زبان سے نکلتا ہے جو ہزاروں قصیدوں پر یقیناً بھاری ہے۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ...ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

وہ روشن و تابناک چہرے والے جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے سرپناہ ہیں۔ اس شعر کا ایک خصوصی حسن ہے کہ پہلے مصرعہ میں جناب رسول کریم ﷺ کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ آپ کی ذات ایسی بابرکت ہے کہ آپ کے چہرہ انور کے صدقے میں بارش کی طلب کی جاتی ہے۔ بارش سے سب سیراب ہوتے ہیں۔ دوست دشمن ہر ایک کی کھیتی نہال ہوتی ہے گویا جناب رحمتہ اللعالمین ﷺ کا وجود مسعود ہر ایک کے لیے رحمت و برکت ہے دوسرے مصرعہ میں کمزوروں، بے سہارا لوگوں کا آپ کو والی اور سرپرست بتایا گیا ہے

یہاں دونوں مصرعوں میں ایک لطیف ربط ہے۔ پہلے مصرعہ میں عمومیت ہے اور دوسرے مصرعہ میں تخصیص ہے ابن نباتہ مصری جو ایک صاحب ذوق بلند پایا ادیب اور مداحین نبیؐ میں قابل ذکر درجہ رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ 'یستسقیٰ الغمامُ' کو بجائے مجہول کے معروف صیغے سے پڑھتا ہوں یعنی 'یستسقیِ الغمامُ' جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خود بادل آپؐ کے چہرہ انور کے صدقے برسنے کی اجازت چاہتا ہے۔ (عمر النابلسی، دیوان نباتہ طبع قاہرہ ص ۸)

اس شعر کی ایک اور خصوصیت ہے جو سب پر بھاری ہے وہ یہ کہ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سند قبولیت مل چکی ہے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں مجھے صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط آ گیا۔ اہل مدینہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر دعا کی درخواست کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی منبر شریف سے اترے بھی نہ تھے کہ اس قدر تیز بارش ہونے لگی کہ کھلے میدانوں کے رہنے والے ڈرنے لگے کہ کہیں سیلاب نہ آ جائے اور وہ ڈوب نہ جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ صورت حال سنی تو دعا فرمائی 'اللھم حوالینا ولا علینا الخ' پھر بادل چھٹ گئے اور آس پاس کی پہاڑیاں کسی عمامہ کی کلغی کی طرح نظر آنے لگیں۔ اس پر جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت ابو طالبؓ یہ دن دیکھتے (زندہ ہوتے) تو بہت خوش ہوتے ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاید آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے۔

وَأَبۡيَضُ يُسۡتَسۡقَى الۡغَمَامُ بِوَجۡهِهِ
ثِمَالُ الۡيَتَامٰى عِصۡمَةٌ لِلۡأَرَامِلِ

فرمایا۔ بے شک! (ابن ہشام ج اص ۲۱۳ الروض الانف ج ۲ ص ۵۵) محمد بن سلام الجمحی متوفی ۲۳۱ھ نے طبقات فحول الشعراء میں تمثال الیتامیٰ کی بجائے ربیع الیتامیٰ نقل کیا ہے یعنی آپ یتیموں کے لیے ابر رحمت ہیں۔ واضح رہے کہ ربیع کے معنی صرف موسم بہار کے نہیں بلکہ ابر اور بارش کے بعد چمن کے اندر جو نکھار پیدا ہو جاتا ہے اسے بھی ربیع کہتے ہیں۔ اس قصیدہ کے مزید چند شعر سنیے جو محبت اور دلسوزی کے جذبات سے لبریز ہیں یہ اشعار جو نقل کئے جا رہے ہیں ان سے پہلے یہ مضمون ہے کہ اہل قریش مطالبہ کر رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت سے باز آ جائیں یا مکہ چھوڑ کر

کہیں اور چلے جائیں۔

كذبتم و بيت الله نترك مكة ....ونظعن الا امركم فی بلا بل

كذبتم وبيت الله نبزی محمدا ..ولما نطاعن دونه ونناضل

ونسلمه حتیٰ نصرع حوله ..... ونزهل عن ابنائنا والحلائل

بیت اللہ کی قسم تم لوگ غلط سمجھتے ہو کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تم سب خود ہی کشمکش میں مبتلا ہو۔تم غلط سمجھے ہو بیت اللہ کی قسم! کہ ہم محمد ﷺ کو مغلوب ہونے دیں گے حالانکہ اب تک ان کی حمایت میں مدافعانہ جنگ بھی نہیں کی ہے اور نہ قوت آزمائی کی ہے۔اور کیا ہم ان کو تمھارے سپرد کر دیں گے بغیر اس کے کہ ان کے گرد و پیش اپنے بیوی بچوں کو فراموش کر کے نہ قربان کریں۔

یہ تو بطور نمونہ حضرت ابو طالبؓ کے نعتیہ کلام میں سے چند اشعار نقل کئے ہیں اور اصل قصیدہ بردہ شریف کے فنی محاسن اور شرح قصیدہ بردہ شریف بھی لکھنی مطلوب ہے اس لئے بخوف طوالت اختصار سے کام لیا گیا ہے تاہم اس محسن و محافظ اسلام کے اثبات ایمان کے لئے جناب نبی کریم ﷺ کے نکاح مبارک بہ ہمراہی جناب ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؑ کے خطبہ کا مختصر حصہ نقل کیا جاتا ہے کہ جناب ابو طالبؑ نے اس مبارک شادی کا خطبہ نکاح پڑھا جس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی و راس کے بعد اپنے بھتیجے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی مدح و تعریف بیان فرمائی اور خطبہ نکاح کے الفاظ یوں ادا فرمائے۔

الحمد لله الذی جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسماعيل وجعل لنا بلدا احراما و بيتا محجوبا وجعلنا الحكام علی الناس۔

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ذریت ابراہیمؑ اور نسل اسماعیلؑ سے بنایا اور ہمارے لئے اس شہر اور بیت اللہ کو عظمیت والا بنایا ہے اور لوگوں پر ہمیں سردار مقرر کیا ہے۔

۱۔ اعجاز القرآن لقاضی ابی بکر الباقلانی ج ۲ ص ۲ برہامش الاتقان، سیوطی
۲۔ تفسیر کشاف زمخشری ج ۱ ص ۱۷۳ طبع المطبعة البهية المصریہ مصر
۳۔ تفسیر خازن لباب التاویل ج ۱ ص ۱۷۳ مطبعة التقدم العلمیہ مصر

۴۔ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۸ مطبع فیض نولکشور لکھنوء

۵۔ سیرت ابن ہشام ج ا ص ۱۲۰ مطبع المصطفیٰ الحلبی مصر

۶۔ سیرت حلبیہ ج ا ص ۲۲۶ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر

۷۔ تاریخ الخمیس ج ا ص ۶۲۴ طبع موسسہ الشعبان بیروت

۸۔ المواھب اللدنیہ زرقانی ج ا ص ۲۰۲ طبع المطبعۃ الازھریۃ المصریہ مصر

۹۔ الانوار المحمدیہ من المواھب اللدنیہ ص ۳۷۔۳۸ طبع مکتبہ الحقیقۃ استنبول

۱۰۔ سیرت المصطفیٰؐ ادریس کاندھلوی ج ا ص ۹۱۔۹۲ مکہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۱۱۔ ضیاء النبیؐ پیر کرم شاہ ج ۲ ص ۱۳۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۱۲۔ روضۃ الاحباب ج ا ص ۱۰۵۔۱۰۶ مطبع تیغ بہادر لکھنوء

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں مدحیہ قصائد کہے گئے اور ان میں محسن اسلام حضرت ابوطالبؑ کے بعد اعشیٰ، کعب بن زہیرؓ، حسان بن ثابتؓ، ابن رواحہؓ اور عباس بن مرداسؓ کے اشعار سیرت نبویؐ کی تمام معتبر کتابوں میں منقول ہیں لیکن سب سے زیادہ جن قصائد نے شہرت پائی وہ قصائد بردہ شریف ہیں۔

قصیدہ بردہ شریف کے فنی محاسن

بردہ چادر کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق ایسے پیراہن پر بھی ہوتا ہے جو جسم کے ناپ پر نہ تراشا گیا ہو حضور نبی اکرم ﷺ نے کعب ابن زہیر بن ابی سلمیٰ کو ان کے لکھے گئے قصیدہ سے خوش ہو کر اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا تھا اس لئے اس قصیدہ کا نام ہی ''قصیدہ بردہ'' پڑ گیا اور ''بانت سعاد'' مطلع کا ابتدائی لفظ ہے چونکہ امام شرف الدین بوصیریؒ کے قصیدہ پر بھی انہیں خواب میں ایک چادر مرحمت ہوئی تھی اس لئے دونوں قصیدوں میں تمیز کے لئے پہلے کو قصیدہ بانت سعاد اور دوسرے کو قصیدہ بردہ کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے بوصیریؒ کے قصیدہ کو ''بردہ منامیہ'' بھی کہا ہے کیونکہ بوصیری کو عالم رویا میں بردہ مرحمت فرمایا گیا تھا۔

علامہ بوصیریؒ جن کا پورا نام محمد بن سعید ہے ساتویں صدی ہجری کے ایک مصری شاعر اور طریقہ شاذلیہ کے صاحب نسبت و اجازت صوفی بزرگ تھے۔ مصر کے علاقہ بنی سویف میں ابوصیران

ان کی دادیہال اور دلاص نانیہال تھی ابوصیری اس گاؤں کی طرف نسبت ہے جو ابوصیری سے مخفف ہو کر بوصیری رہ گیا۔ ان کی ولادت دلاص میں ۶۰۸ھ میں اور وفات اسکندریہ میں ۶۹۷ھ میں ہوئی نعت نبویؐ ان کی شاعری کا موضوع تھا قصیدہ بردہ کے علاوہ بھی ان کی متعدد نعتیں ہیں خاص طور سے ان کا قصیدہ، ہمزیہ بہت مقبول عام قصیدہ ہے اس کے علاوہ قصیدہ بانت سعاد کی زمین میں ایک طویل قصیدہ علامہ نبہانیؒ نے نقل کیا ہے جس کا مطلع ہے

الی متی انت باللذات مشغولُ
وانت عن کل ما قدمت مسئولُ

یعنی تم کب تک لذت اندوزی میں مشغول رہو گے حالانکہ جو کچھ اس دنیا میں کرو گے اس کے تنہا ذمہ دار تم ہی ہو گے۔

ان کے کلام کا مجموعہ مطبوعہ اور قلمی دونوں موجود ہے پورا دیوان نعتیہ کلام پر مشتمل ہے ہر قصیدہ روایتی تشبیب سے شروع ہوتا ہے اور ہر حرف تہجی میں ان کا قصیدہ نعتیہ موجود ہے۔ لیکن ان کی شہرت و مقبولیت کا سبب "قصیدہ بردہ" ہے جس کے متعلق یہ روایت ہے کہ ان کے جسم کے نصف حصہ پر فالج گر گیا تھا اس حال میں انہوں نے یہ قصیدہ لکھا تھا۔ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپؐ نے ان پر اپنی چادر مبارک ڈال دی اور دست مبارک ان کے رخسار اور سر پر پھیرا جب یہ بیدار ہوئے تو اپنے فالج شدہ حصہ جسم میں نشاط محسوس کیا اور فالج کا اثر ختم ہو گیا۔ صبح کو کہیں جا رہے تھے کہ کوئی فقیر ملا اس نے کہا بوصیری! وہ قصیدہ لاؤ جو تم نے جناب رسول اللہ کی نعت میں کہا ہے۔ بوصیریؒ نے اس قصیدہ کا حال کسی کو نہیں بتایا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کے اس معجزہ پر یقین تھا اس لئے انہوں نے اس فقیر سے یہ بات سن کر تعجب کا اظہار نہیں کیا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ مگر خود اس فقیر نے کہا کہ میں نے رات دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی مجلس شریف میں اپنا قصیدہ سنا رہے ہو اور جناب حضرت محمد مصطفی رحمتِ کائنات ﷺ پر وجد کی کیفیت طاری ہے۔ چنانچہ اس قصیدہ کی شہرت اس فقیر کے ذریعہ ہوئی اور شدہ شدہ یہ خبر بہاؤالدین وزیر ملک ظاہر کو پہنچی اس نے نقل کرایا۔ وہ اور اس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور انہوں نے اس کے بڑے بڑے آثار اپنے دینی و دنیوی امور میں دیکھے اور سعیدالدین خارقی جو کہ توقیع نگار

وزیر مذکورہ کا تھا آشوب چشم میں مبتلا ہوا اور قریب تھا کہ وہ اندھا ہو جاتا کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اس قصیدہ بردہ شریف کو لے کر آنکھوں پر رکھو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا بخشی یہ قصیدہ مبارکہ اس درجہ مقبول ہوا کہ قصیدہ بانت سعاد کو بھی اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی نئی شرح لکھتا رہتا ہے بلا مبالغہ سینکڑوں قصیدے اس قصیدہ کی زمین پر کہے جا چکے ہیں پچاسوں تضمین اور مشطر، مخمس، مسدس، مسبع اور معشر کہے گئے۔

اس قصیدہ کے عرب شارحین کی طویل فہرست میں حسب ذیل نمایاں نام ہیں۔

۱۔ ابن الصائغ متوفی ۷۷۶ھ

۲۔ علی بن محمد قلصائی متوفی ۸۹۱ھ

۳۔ شہاب الدین ابن العماد متوفی ۸۰۸ھ

۴۔ علاء الدین بسطامیؒ متوفی ۸۷۵ھ

۵۔ یوسف بن ابی اللطف القدس متوفی ۱۰۰۰ھ

۶۔ یوسف البسطامی نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں سن وفات مذکور نہیں

۷۔ ملا علی قاری متوفی ۔۔۔۔ھ

۸۔ شیخ زادہ محی الدین تاریخ وفات معلوم نہیں لیکن ان کی شرح کے قدیم نسخہ پر تاریخ تصنیف ۹۴۹ھ مذکور ہے۔

۹۔ جلال الدین المحلی متوفی ۸۶۴ھ (تفسیر جلالین کے ایک حصہ کے مصنف)

۱۰۔ محمد بن احمد المرزوقی متوفی ۸۸۱ھ (شارح حماسہ)

۱۱۔ عبدالحق بن عبدالفتاح (بارہویں صدی ہجری)

۱۲۔ محمد المصری (گیارہویں صدی ہجری)

۱۳۔ زکریا انصاری متوفی ۹۳۶ھ

۱۴۔ عمر الخربوتی (تیرھویں صدی ہجری)

۱۵۔ علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری متوفی ۹۲۳ھ

۱۶۔ محمد بن مصطفی المورنی (تیرہویں صدی ہجری)

۱۷۔ محمد عثمان المرغنی (تیرہویں صدی ہجری)

۱۸۔ شیخ حسن العدوی الحمزادی متوفی ۱۳۰۳ھ

۱۹۔ الباجوری ۱۲۷۶ھ

اس کے علاوہ دار الکتب المصریہ میں متعدد شرحیں ہیں جن کے مصنفین کے نام درج ہیں اس کی تضمین کرنے والوں میں ایک شیخ قاسم ہیں (جن کے احوال وحیات معلوم نہیں ہو سکے)

تضمین کا مطلب عربی میں یہ ہے کہ ہر مصرعہ کے جزاول یا آخری جز کو تبدیل کر دیا جائے۔

امن تذکر اوطانٍ علی علم

ام من تفقد جیران بذی سلم

مزجت دمعا جری کالقطر منھمرا

یجری علی وجنة من مقلة بدم

اس کی تشطیر (ہر مصرع پر ایک گرہ لگانا) کرنے والوں میں ایک احمد بن شرقاوی متوفی ۱۳۵۰ھ ہیں فرماتے ہیں

امن تذکر جیران بذی سلم

تصبّب الدمع یجری حالی الدیم

امن تفتت قلب فی الحشا شغفا

مزجت دمعاجری من مقلة بدم

اور احمد بن عبدالوہاب الجرجادی متوفی ۱۲۵۴ھ نے بھی گرہ لگائی ہے

امن تذکر جیران بذی سلم

اصبحت ذا خلد بالوجد مصطلم

احمد بن عثمان العوامی کی گرہوں کے دو شعر یہ ہیں

امن تذکر جیران بذی سلم

جزمت انك مقصور علی الا لم

وعندما هاجت الذكرى ولوعتها
مزجت دمعا جرى من مقله بدم

رمضان حلاوہ مصری متوفی ۱۳۰۱ھ کہتے ہیں

امن تذكر جيران بذى سلم
لبست ثوباً من الا شواق والا لم
امن عيون ظباء العقيق بدت
مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

ان کے علاوہ ابوالہدیٰ الصیاوی ؒ (جوکہ سلطان عبدالحمید خان کے شیخ و مرشد اور حلب کے رہنے والے تھے) احمد الحفظی، عبدالرحیم الجرجاوی محمد فرغلی الطہطاوی کی تضمینوں کے نمونے بھی ڈاکٹر، زکی مبارک نے اپنے مجموعہ میں نقل کئے ہیں۔ مصر کے شاہی دور کے ایک وزیر عبدالعزیز بک محمد کی تضمین کا مطلع ہے:۔

امن تذكر جيران بذى سلم
فاضت شئونك ملتاعا لبينهم
امن فوارك مكلو ما لو حشتهم
مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

جن لوگوں نے اس قصیدہ مبارکہ کی تخمیس کی ہے اور جو دارالکتب المصریہ میں محفوظ ہیں وہ بقول ڈاکٹر، زکی مبارک ۶۹ ہیں۔ اس کی تسبیع کرنے والوں میں شہاب الدین احمد بن عبداللہ المکی اور محمد المصری ہیں احمد بن عبداللہ مکی کی تسبیع میں یہ اہتمام ہے کہ ہر بند کا پہلا لفظ اللہ ہے اور محمد المصری کے ہر بند کا پہلا لفظ محمدؐ ہے مثلاً احمد بن عبداللہ مکی فرماتے ہیں:۔

الله يعلم كم بالقلب من الم
ومن غرام باحشائى ومن سقم
على فراق فريق حل فى الحرام
فقلت لما همى دمعى بمنسجم
على العقيق عقيقا غير مسنجم

امن تذکر جیران بذی سلم
مزجت دمعا جری من مقلة بدم

محمد مصری کی تتبیع جس کے ہر مطلع کی ابتداء محمدؐ سے ہوتی ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے:

محمدجاء با لآیات والحکم
مبشر اً ونذیراً جملة الامم

تعشیر کرنے والے زیادہ نہیں ہیں دارالکتب المصریہ میں ایک قلمی تعشیر ہے مگر اس کے مصنف کا نام و پتہ معلوم نہیں۔ مصر کے مشہور شاعر احمد شوقی نے بھی اس کا معارضہ کیا جس کا نام نہج البردہ رکھا ہے اس کا مطلع ہے:

ریم علی القاع بین البان والعلم
أحل سفك دمی فی الا شهر الحرم

معاصرین میں شیخ احمد الحملاوی مرحوم ازہر کے ایک مدرس تھے انہوں نے منہاج البردہ کے عنوان سے معارضہ کیا ہے جس کا مطلع ہے:

یا غافر الذنب من جودٍ ومن کرم
وقابل التوب من جانٍ و محترم
ومسبل الستر ء احساناً و مرحمةً
علی العفاة بفیض الفضل والکرم
اقبل متابی واغفر ما جنة یدی
واستر عیوبی و باعدنی عن التهم

کچھ لوگوں نے قافیے بدل کر اس زمین میں اس مضمون کو دوسرے الفاظ میں نظم کیا ہے۔ جن میں ابن جابر الاندلسی اور ابوجعفر احمد بن یوسف الغرناطی کے نام مشہور ہیں۔ پھر ان کے قصیدوں کی شرح کرنے والوں اور ان کی تخمیس وتسدیس کرنے والوں کے ناموں کی فہرست طویل ہے علامہ باجوریؒ کی شرح میں ہر شعر کے فوائد بھی مذکور ہیں مثلاً اس قصیدہ کے پہلے تین شعروں کو کاغذ پر لکھ کر سرہانے رکھا جاوے تو بخار دور ہو جائے گا اور فلاں شعر کے ورد سے روزی بڑھ جائے گی اور فلاں شعر کو لکھ کر گھول کر پی لیا جائے تو اس سے بیماریاں دور ہوتی ہیں گویا اس قصیدہ کا ہر شعر تعویذ

کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔عربی فارسی اردو کے علاوہ اس قصیدہ کے ترجمے جرمنی، لاطینی اور فرانسیسی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔علامہ بوصیری کے اس مشہور زمانہ قصیدہ کا اصل نام ''الکواکب الدریہ فی مدح خیر البریہ'' ہے اور اس قصیدہ کے ۱۶۲ شعر ہیں علامہ بوصیریؒ نے غالباً اپنی نعت کے لئے مشہور صوفی شاعر ابن الفارض کی زمین پسند کی ہے جن کے قصیدہ (الٰہیات) کا مطلع ہے۔

هل نار ليلىٰ بدت ليلاً بذى سلم
ام بارق لاح فى الزوراء والغلم
ارواح نعمان هلا نسمة سحرا
و ماء دجرة هلا نهلة بضم

کیا لیلیٰ کے گھر جلائی جانے والی آگ رات کو ذوسلم میں ظاہر ہوئی یا کوئی بجلی ہے جو زوراء اور غلم میں چمکی۔کیا نعمان (نامی پھول) کی لپٹیں نسیم سحر بن کر پھیل گئیں یا دجرہ کا پانی آب حیات بن کر لبوں تک آ گیا؟

بوصیریؒ کی نعت کا مطلع ہے۔

أ من تذكر جيران بذى سلم
مزجت دمعاً جرى من مقلةٍ بدم
ام هبت الريح من تلقاء كاظمةٍ
او اومض البرق فى الظلماء من اضم

تیری آنکھوں سے یہ خون آلود آنسو کیوں رواں ہیں! کیا ذی سلم کے پڑوسی یاد آ رہے ہیں؟ یا کاظمہ سے کوئی ہوا چلی ہے یا تاریکی میں اضم کی پہاڑی سے کوئی بجلی چمکتی دیکھ لی ہے۔

ان دونوں مطلعوں میں ذوسلم کی وادی کا اشارہ ''ہبوب الریح'' (کسی خاص جہت کی ہوا کا چلنا) اور ''ایماض البرق'' (بجلی کا چمکنا) لفظی لحاظ سے مشترک ہے۔دونوں قصائد میں بعض اشعار کے مطالب یکساں ہیں اور علامہ بوصیریؒ نے ابن الفارض کے قصیدہ سے زمین اور چند اشارے اور استعارے ضرور لئے ہیں لیکن آگے چل کر وہ اپنی ڈگر پر چلنے لگے ہیں ابن الفارض صوفی شاعر تھے اور ان کا کلام حب الٰہی اور تصوف کے نازک مضامین پر مشتمل ہے اور بوصیریؒ کا موضوع ذاتِ

نبویؐ اور حب نبویؐ ہے ان دونوں مضامین میں جو قربت ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اس قصیدہ کے مضامین کی ترتیب یہ ہے۔

۱۔ تشبیب
۲۔ نفس کے فریب کاریوں سے آگاہی
۳۔ گریز۔ مدح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
۴۔ ولادت نبویؐ اور معجزات کا ذکر
۵۔ قرآن کریم۔ اسراء و معراج اور جہاد کا ذکر
۶۔ توسل اور مناجات

امام بوصیریؒ نے اس قصیدہ کی ابتداء قدیم عربی شاعری کے روایتی انداز سے کی ہے مگر نعت کے مضمون کی نزاکت اور مقام رسالتؐ کا جمال و جلال ان کے پیش نظر تھا اسی لئے اس مضمون کو طول نہیں دیا صرف مطلع کے ان دو شعروں میں اس قدیم اسلوب کی پیروی کی ہے اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اصل قصیدہ کی طرف آتے ہیں اور التماس ہے کہ نہایت جذب و شوق سے اس کا مطالعہ فرمائیں اور قلب و جگر کو حُبِّ نبیؐ سے روشن فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

خیبر پختونخواہ کی نعت گو شاعرات کا تذکرہ

(قسط اول)

فرح اسد (جنرل سیکریٹری ویمن رائیٹرز فورم خیبر پختونخواہ
ورکن مجلس منتظمہ فروغ نعت اٹک)

خیبر پختونخواہ میں نعت گوئی کی مسلسل روایت میں شاعرات کا حصہ ایک مستقل اور منفرد مقام کا حامل ہے۔ خیبر پختونخواہ کی نعت گو شاعرات کی اس سلک درر کے سبھی موتی منفرد رنگ روپ کے حامل ہیں۔ جن کا تعارف "فروغ نعت" میں سلسلہ وار شامل کیا جائے گا۔

ڈاکٹر شاہدہ سردار

ڈاکٹر شاہدہ سردار خیبر پختونخواہ کی معروف نعت گو شاعرہ ہیں، ان کا تعلق خٹک قوم سے ہے اور پیشے کے لحاظ سے میڈیکل ڈاکٹر ہیں۔ ویمن رائیٹرز فورم کی ممبر بھی ہیں۔

ڈاکٹر شاہدہ سردار شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فعال سماجی شخصیت ہیں اپنے علاقے کے لیے ان کی سماجی خدمات بے بہا ہیں۔ اپنے علاقے میں بچیوں کو سلائی کڑھائی سکھانے کا ایک ادارہ کھول رکھا ہے۔ وقتاً فوقتاً فری میڈیکل کیمپس کا اہتمام کرتی رہتی ہیں۔ گیارہ غریب بچوں کی شادیاں کر چکی ہیں۔ غریبوں اور نادار بچیوں کو روزگار کے مواقع مہیا کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ان کا خاصہ یہ ہے کہ اپنے سماجی کاموں کے لیے کسی سے عطیات نہیں لیتیں بلکہ ذاتی کاوش سے وسائل مہیا کرتی ہیں۔ ڈاکٹر شاہدہ سردار کا ایک مجموعہ کلام اور ایک افسانوں کا مجموعہ زیر طبع ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ لگاؤ اور عقیدت رکھتی ہیں اور اسی عقیدت و لگاؤ کے سبب نعت کہتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے محبت کا یہ جذبہ ہی ان سے نعت کہلوانے کا سبب بنتا ہے۔

بشریٰ فرخ

محترمہ بشریٰ فرخ خیبر پختونخواہ کی ایک نامور شخصیت ہیں۔ خوبصورت انسان ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد لہجے کی شاعرہ بھی ہیں۔

ابتدائی تعلیم پشاور سے حاصل کی فرنٹیئر کالج پشاور سے بی اے کیا۔بہت کم عمری سے ریڈیو اور ٹی وی سے وابستہ ہیں۔ چار بیٹیوں کی ماں ہیں، جوانی میں ہی شوہر" فرخ بشیر" داغ مفارقت دے گئے۔شوہر کی جدائی کے بعد شاعری کا آغاز کیا بشری فرخ کی چھ تصانیف چھپ چکی ہیں جن میں ایک سفرنامہ" خمینی کے ایران میں" کے نام سے ہے۔شاعری میں آپ اپنا مقام اور حیثیت منوا چکی ہیں اندرون اور بیرون ملک کئی مشاعروں میں حصہ لے چکی ہیں۔ نہ صرف شعر لکھنے بلکہ شعر پڑھنے کا بھی اچھوتا اور خوبصورت انداز رکھتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار سلام اللہ علیہم سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتی ہیں۔ یہی محبت ان کے لیے سب کچھ ہے۔ان کے نعتیہ اشعاران ی اسی والہانہ محبت کے غماز ہوتے ہیں۔نعت بہت ذوق اور شوق سے کہتی اور پڑھتی ہیں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پور پور ڈوبی ہوئی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک پر ان کی آنکھیں بھر آتی ہیں۔نہایت خود دار، شریف النفس اور طرحدار خاتون ہیں جو بھی ان سے ملتا ہے ان ہی کا ہو جاتا ہے فروغ نعت میں انکا نعتیہ کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہتا ہے۔جلد ہی نعتیہ مجموعہ کلام منظر عام پر آنے والا ہے۔

کنج شوکت

خصوصی اشاعت برائے شوکت محمود شوکت

نہ بوصیری ہوں میں آقا نہ میں حسان ہوں آقا
مگر میں آپ ہی کا اک قصیدہ خوان ہوں آقا
بروزِ حشر حاصل ہو شفاعت کا شرف مجھ کو
خطا کار جہاں ہوں اور میں نادان ہوں آقا

کوائف نامہ

نام	:	شوکت محمود
قلمی نام	:	شوکت محمود شوکت
تاریخ پیدائش	:	۳ نومبر، ۱۹۶۷ء
مقام پیدائش	:	پشاور
ولدیت	:	امیر محمد خان ساغری
تعلیم	:	ایم فل (اردو)، ایل ایل بی، شریعہ اینڈ لا، بی ایڈ
پیشہ	:	درس وتدریس
مطبوعات	:	(الف) زخم خنداں (شاعری) ۲۰۰۳ء
		(ب) نگارشاتِ ساغری (تحقیق وترتیب) ۲۰۰۹ء
زیر طبع	:	(الف) مدینے کی گلیوں میں رہنے لگا دل (نعوت)
		(ب) رقص شرر (شاعری)
		(ج) نذر صابری۔ احوال وآثار (مقالہ برائے ایم فل اردو)
		(د) چند ادبی مضامین (تحقیق وتنقید)
پتا	:	بمقام وڈاک خانہ، چھب، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک
ہاتف	:	۰۳۲۱۵۳۰۴۶۷۹

تاریکیوں میں ڈوب چکا تھا عرب تمام
غارت گری میں فرد تھا گویا، عرب تمام

کس کے طفیل ذرے بنے رشک کہکشاں
کس کے سبب ہوا ہے مجلا عرب تمام

کس کی نگاہ مہر نے بدلا نظام زیست
شیر و شکر ہوئے ہیں لڑاکا، عرب تمام

بخشا ہے کس نے اہل جہاں کو شعور نو
جس پر کرے گا ناز ہمیشہ، عرب تمام

یثرب کو کس نے گلشن و گل زار کردیا
حیرت زدہ ہے آج بھی دنیا، عرب تمام

کرتے ہیں فخر کس کی غلامی پہ بادشہ
طالب ہیں کس کے اہل زمانہ، عرب تمام

شوکت مرے حضور کے باعث ہوا ہے سب
دنیا میں ہے جو حامل شہرہ، عرب تمام

منور ہیں رخ انور سے مہر و ماہ و اختر سب
گلوں میں تازگی دیکھی بہ فیض زلف اطہر سب

جلا اذہان کو ملتی ہے ورد نام احمد سے
سکوں پاتے ہیں ذکر مصطفی سے قلب مضطر سب

اگر آقا نہ کرتے رہ نمائی تو اندھیروں میں
بھٹکتے پھر رہے تھے رہ رووں کے ساتھ رہبر سب

نصب یوں حجر اسود کر دیا دیوار کعبہ میں
کہ دنیا کے ہیں منصف آج تک حیران و ششدر سب

کمال عشق کے باعث دلوں میں آج زندہ ہیں
وہ حبشی ہو کہ رومی ہو، وہ سلماں ہو کہ بوذر سب

ثنا خوان محمد کا جنہیں اعزاز مل جائے
کریں اپنے مقدر پر نہ پھر وہ ناز کیوں کر سب

وہ جن کو دیکھنے کی ہے تمنا دیدہ و دل کو
دکھا یارب! دکھا مجھ کو مدینے کے وہ منظر سب

قصیدہ آپ کا ایسا لکھوں، ایسا لکھوں آقا
کہ جس پر رشک کرتے ہوں جہاں بھر کے سخن ور سب

وہ شہ ہوں یا گدا ہوں، وہ عرب ہوں یا عجم شوکت
مرے آقا کے در پر ہیں وہ ہم رتبہ، برابر سب

گلوں میں تازگی دیکھی، مہک دیکھی ہواؤں میں
مناظر خلد کے دیکھے، مدینے کی فضاؤں میں

پکارا ہے محمد کو جو میں نے ابتلاؤں میں
وہیں تخفیف دیکھی ہے مصائب میں بلاؤں میں

منور والضحیٰ سے خاورِ مشرق ہو روزانہ
جھلک واللیل کی آئے نظر کالی گھٹاؤں میں

درود پاک جن کے اول و آخر پڑھا جائے
قبولیت کا دیکھا ہے اثر ایسی دعاؤں میں

لٹا دیں اپنا تن من دھن سبھی کچھ ان کی حرمت پر
وفا سب سے بڑی شوکت یہی ہے سب وفاؤں میں

بے چین یہ دل دیکھوں بے تاب جگر دیکھوں
اے کاش مقدر میں، طیبہ کا سفر دیکھوں

کعبہ بھی تصور میں طیبہ بھی خیالوں میں	کوئی مجھے سمجھائے دیکھوں تو کدھر دیکھوں
بادل تری یادوں کے، ہوتے ہیں مرے سر پر	اس دھوپ کی شدت کو، عکس گل تر دیکھوں
پھر گنبد خضرا کا منظر ہے نگاہوں میں	اک نور کا دریا پھر تا حد نظر دیکھوں
تیرے ہی توسل سے، مانگی جو دعائیں ہیں	بس ان ہی دعاؤں میں مولا میں اثر دیکھوں
دوں تجھ کو صدا آقا، تجھ کو ہی پکاروں میں	گردش میں ذرا بھی جو یہ شام و سحر دیکھوں
کچھ اور نہ چاہوں میں، کچھ اور نہ مانگوں میں	چاہت میں تری خود کو دیوانہ مگر دیکھوں
دنیا میں بھی درماں تو ہر درد کا میرے ہے	محشر میں بھی تجھ کو ہی اپنی میں سپر دیکھوں
مجھ جیسا یہ عاصی تو حقدار جہنم تھا	یہ بھی ہے کرم تیرا جنت میں جو گھر دیکھوں
ٹکڑا جو زمیں کا یوں تاباں ہے معنبر ہے	وہ باغ ارم دیکھوں، وہ طیبہ نگر دیکھوں

نعتیں بھی تو کہتا ہے تیرے ہی توسط سے
شوکت کو وگرنہ میں بے علم و ہنر دیکھوں

اک لطف بے کراں سا مسلسل سفر میں ہے

عکس حریم پاک مری چشم تر میں ہے

تیرا وجود منبع انوار دو جہاں	پرتو ترے جمال کا شام و سحر میں ہے
زہر غم حیات کا درماں، ترا خیال	قلب ونظر کا چین تری اک نظر میں ہے
دیکھا ہے کیف و وجد وہ ذکر رسول میں	عالم تمام حلقۂ دام اثر میں ہے
ڈھونڈے ہے تیرا نقش کف پائے مشک بو	قلب حزیں ازل سے تری رہ گزر میں ہے
پہنچے در رسول پہ مرغ خیال، روز	وہ اضطرابِ شوق سفر بال و پر میں ہے
چارہ گری کی آس، لگائے مسیح بھی	کیا وصف، کیا کمال مرے چارہ گر میں ہے
عشق رسول باعث تنظیم ہست و بود	عشق رسول جلوہ نما بحر و بر میں ہے

نعتیں بہ فیض رحمت خیر البشر کہے

شوکت کے پاس ورنہ کیا باب ہنر میں ہے

دوائے دل فگاراں نام احمد
قرار بے قراراں نام احمد
خزاں دیدہ چمن را یک نظر بس
نوید نو بہاراں نام احمد
بھنور، گرداب، دلدل کچھ نہیں ہے
کنار بے قراراں ، نام احمد
محمد سے وقار آدمیت
شفیع شرم ساراں نام احمد
ہوئے ہیں ایک جل تھل لمحہ بھر میں
دلیل ابر باراں نام احمد
سہارا بے کسوں کا شاہ بطحا
شفیق سوگواراں نام احمد
غلاموں کو عطا کی شان و شوکت
شکوہِ خاکساراں نام احمد

خدا کی دین ہے یا ہے عطا شوکت محمد کی
مکین دل ہی دیکھی ہے سدا چاہت محمد کی

جہان رنگ و بو میں کاروبار زندگانی میں
نمونہ ہے ہمارے واسطے سیرت محمد کی

رسول پاک کا فرمان ہے حکم خداوندی
خدائے پاک کی طاعت ہی ہے طاعت محمد کی

یہاں بھی آپ ہیں ملجا، وہاں بھی آپ ہیں ماوی
محیط دوجہاں ہے رحمت و شفقت محمد کی

عطا وہ آپ ہی کرتے ہیں منصب نعت گوئی کا
وگرنہ ہم کہاں شوکت کہاں مدحت محمد کی

ہے جب سے گلشنِ طیبہ نظر میں

یہ طیرِ دل نہیں میرے اثر میں

ترے آنے سے آئی ہیں بہاریں	کھلے ہیں پھول ہر صحرا نگر میں
اسیرِ گردشِ شام و سحر ہوں	بدل دے میری قسمت لمحہ بھر میں
ترا اسمِ مقدس ہے زباں پر	کمی پاتا ہوں میں سوزِ جگر میں
جہاں جبریل رک جائے وہ جائیں	یہی تو فرق ہے نور و بشر میں
مدینے کی طلب میں جاں بہ لب ہوں	پڑا ہوں جانے کب سے رہ گزر میں

بہ فیضِ نعتِ احمد آج شوکت

بنا ہے معتبر، اہلِ ہنر میں

طیبہ کی کرامت ہے کہ فیضانِ مدینہ
”اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ“
آنکھوں میں بسی رہتی ہے تصویر حرم کی
سانسوں میں ہے خوشبوئے گلستانِ مدینہ
جچتی نہیں آنکھوں میں کسی شہر کی شوکت
حاصل ہے مرے دل کو وہ عرفانِ مدینہ
رشک آئے مقدر پہ ترے مرغِ تخیل
پل بھر میں پہنچتے ہو خیابانِ مدینہ
محفل میں ذرا شوکت مفتون کی بیٹھو
کرتا ہے ہمہ وقت بیاں شانِ مدینہ

حاضر ہے ترے در پہ لیے قلب شکستہ
اک خاک نشیں، خاک بسر، شاعر خستہ
موقوف فقط جن و بشر پر نہیں مدحت
کرتے ہیں ملائک بھی یہی کار خجستہ
بادل تری رحمت کا شب و روز خدایا
سب اہل جہاں دیکھیں مدینے میں برستا
مدت سے ہوں گم بھول بھلیوں میں جہاں کی
بھٹکا ہوا راہی ہوں نہ منزل ہے نہ رستہ
اک خواہش طیبہ ہے کہ پل پل رکھے بے کل
اک اژدر فرقت کہ شب و روز ہے ڈستا
شوکت پہ کرم بہر خدا ہو مرے آقا
طیبہ کو ترستا ہے، ترستا ہے، ترستا

سفینہ زندگی کا جس گھڑی بھی ڈگمگاتا ہے
تو ایسے میں مجھے وہ کملی والا یاد آتا ہے
اندھیروں کا تسلط جس گھڑی ہو ساری دنیا پر
تو ایسے میں وہ بن کر نور تاریکی مٹاتا ہے
خزاں کا جب بسیرا ہو گلستانوں میں جوبن پر
تو ایسے میں بہاروں کی وہ خوشخبری سناتا ہے
شعورِ زندگی جب مٹ گیا ہو ذہن انساں سے
تو ایسے میں وہ انسانوں کو جینا پھر سکھاتا ہے
پکاریں جس گھڑی بھی بھولے بھٹکے قافلے ان کو
تو ایسے میں وہ رہبر راستہ سب کو دکھاتا ہے
وہ بیمارِ محبت جو کہ ہو مایوس جینے سے
تو ایسے میں شفا دینے اسے طیبہ بلاتا ہے
زمانے کو خبر شاید نہیں اس بات کی شوکت
کہ نعتِ مصطفی سے قلبِ مضطر چین پاتا ہے

دیار دل میں جو تیرا خیال دیکھتا ہوں
فراق و ہجر میں لطف وصال دیکھتا ہوں
جنون عشق کی ساری کرشمہ سازی ہے
نہال وقت کو پیہم نہال دیکھتا ہوں
ہزار یوسف کنعاں نثار ہوں جس پر
میں چاہ دل میں اک ایسا جمال دیکھتا ہوں
بنا طلب ہی مرادیں تمام پوری ہوں
در حبیب خدا، بے مثال دیکھتا ہوں
نگاہ لطف و کرم کی ہے منتظر دنیا
کہ چار سمت محبت کا کال دیکھتا ہوں
وہ جس کا کیف ہزاروں مسرتیں بخشے
اک ایسے درد سے رشتہ بحال دیکھتا ہوں
فقیر راہ نشیں کو بہ فیض ذکر و ثنا
بہت غنی بہت آسودہ حال دیکھتا ہوں
وہاں وہاں تیری یادیں سہار لیتی ہیں
جہاں جہاں بھی میں جینا محال دیکھتا ہوں
عذاب گردش دوراں کے سامنے، شوکت
میں ورد اسم محمد کی ڈھال دیکھتا ہوں

بصد عجز کرنے لگا ہوں رقم
میں نعت رسول شفیع الامم

وہ اعلی، وہ ارفع، وہ خیر البشر	”کریم السجایا، جمیل الشیم“
درخشاں، منور، عدیم المثال	جمال محمد، خدا کی قسم
سکون دل وجاں، محمد کا ذکر	محمد مداوائے رنج و الم
دیا آپ نے وہ محبت کا درس	ہوئے رام پل بھر میں اہل ستم
ہیں ممنون احساس سبھی آپ کے	وہ اہل عرب ہوں کہ اہل عجم
در و بام طیبہ سے پھوٹے سدا	شمیم عنایت ضیائے کرم
پکارا انہیں تو سنورتے گئے	رہ زندگی کے سبھی پیچ و خم
بہ فیض شفاعت رہے برقرار	بروز قیامت مرا بھی بھرم
در مصطفی کی غلامی پہ رشک	کریں ہر زمانے کے دارا و جم
میں دیکھوں جہاں نقش پا آپ کا	جبیں خود بہ خود ہو عقیدت سے خم
ثنائے محمد کا اعجاز ہے	تصرف میں دیکھوں میں لوح وقلم

یہ ہے ان کی باران رحمت کی دین
کہ شوکت ہوئی چشم ویراں بھی نم

پیکر مہر و وفا لطف و کرم کی صورت
بزم کونین میں ہے شاہ امم کی صورت
کارزار غم ہستی کی سیہ راتوں میں
آپ آئے ہیں مہ چاردہم کی صورت
راس آتی ہے انہیں دشت میں تنہا سفری
آپ کا عشق عطا ہو، جنہیں غم کی صورت
آپ کے در کے فقیروں کی بسر ہوتی ہے
زندگی، اہل حشم، قیصر و جم کی صورت
عالم آرا ہے جمال رخ زیبا ایسا
"دشت میں آئیں تو ہو دشت ارم کی صورت"
خوب روشن ہیں، درخشاں ہیں، ولیکن آقا
ماہ و پروین کہاں، نقش قدم کی صورت
گلشن جاں کو مہکتے ہوئے دیکھا ہر دم
پھرتی رہتی ہے نگاہوں میں حرم کی صورت
اک گنہ گار ثناخوانِ رسولِ عربی
با وضو مدح کرے دیدۂ نم کی صورت
نام احمد ہے دوائے دل محزوں شوکت
ذکر احمد ہے مداوائے الم کی صورت

دیار دل میں ازل سے مکین تم ہی تو ہو
کہ کائنات میں اکمل ترین تم ہی تو ہو
جگر بھی مسکن و محور ہے، چشم تر بھی ہے
کہ شاہ بحر و بر و ماء و طین تم ہی تو ہو
شکوہ طرہ و دستار کج کلاہاں کیا
فلک کا ناز ہو فخر زمین تم ہی تو ہو
وہ جس کے نور سے روشن ہیں سب مہ و انجم
مرے حضور! وہ مہر مبین تم ہی تو ہو
جمال یوسف کنعاں بھی خوب ہے لیکن
جہان حسن میں کامل حسین تم ہی تو ہو
میں دشت و ہم و گماں میں بھٹک نہیں سکتا
کہ نور دیدہ و دل ہو، یقین تم ہی تو ہو
تمہیں محمد و محمود و احمد و حامد
کہ کان حمد کے در ثمین تم ہی تو ہو
تمہاری طاعت و تقلید سب پہ لازم ہے
مقام رشد پہ مسند نشین تم ہی تو ہو
ورائے عقل و خرد مرتبہ تمہارا ہے
کہ بعد ذات خدا، بالیقین تم ہی تو ہو

کون کہتا ہے مرا جینا یہاں مشکل ہے
آپ سے عشق و محبت ہی قرار دل ہے

آپ کا نام ہی رہتا ہے سدا ورد زباں
آپ کا نام ہی کعبہ ہے مری منزل ہے

میرے آقا کے مراتب کا بیاں کیسے ہو
سارے نبیوں میں وہ اعلیٰ ہے وہی افضل ہے

دل کی برسوں سے تمنا کہ مدینے جاؤں
سب تمناؤں کا بس ایک یہی حاصل ہے

عقل قاصر ہے سمجھنے سے وہ اعجاز نبی
اک اشارے سے دو ٹکڑے جو مہ کامل ہے

کیسے کہہ دوں کہ سفینہ ہے بھنور میں اپنا
آپ کا لطف و کرم ہے یہ بھنور ساحل ہے

یہ تو ممکن ہی نہ تھا نعت میں کہتا شوکت
نعت کہنے میں بھی ان کا ہی کرم شامل ہے

بسر کیوں کر نہ ہو آرام سے یہ زندگی اے دل
کہ رہتا ہے زباں پر نام احمد ہر گھڑی اے دل

مدینے کے سوا کوئی نہیں ہے چین کا گوشہ
مدینے ہی میں پائے چین اپنی بے کلی اے دل

اگر جذبہ ہے صادق اور ہے شوق سفر پختہ
تو ہو گا ان کی جانب سے بلاوا لازمی اے دل

طلب مجھ کو رہے باقی نہ پھر باغ جناں کی بھی
مجھے جو گنبد خضرا کا ہو درشن کبھی اے دل

میسر جب سہارا ہے شفیع المذنبیں کا تو
بروز حشر پھر کیسی پریشاں خاطری اے دل

جہاں بانی کی شوکت ان کی آنکھوں میں نہیں جچتی
عطا جن کو ہوئی ہے ان کے در کی چاکری اے دل

سخن کے میرے چرچے کیوں نہ ہوں دونوں جہانوں میں
کہ میں ہوں جب ثنا خوان رسول ہاشمی اے دل

یاد جب مجھ کو مدینے کا سفر آتا ہے
چین، کس طور مرا دردِ جگر پاتا ہے
ان کی رحمت کا کرشمہ ہے کہ سوئے طیبہ
پا شکستہ ہے بہت کوئی، مگر جاتا ہے
کیسی دہلیز ہے وہ جس پہ جبیں سائی کے بعد
ہر کوئی صاحب دستار نظر آتا ہے
خالق ارض و سماوات، کرم کی بارش
اسم احمد کے توسط سے ہی برساتا ہے
ان کے دربار میں حالت یہ خطا کار کی ہے
لفظ لرزاں ہیں، قلم عجز سے تھراتا ہے
آنکھ پرنم ہے زباں چپ ہے، نظر نادم ہے
دل دھڑکتا ہے، پریشان ہے، شرماتا ہے
پھول مرجھائے ہوئے شوق کے کھل اٹھتے ہیں
طائر باغ نبی کیسی خبر لاتا ہے
راس آئی ہے مجھے ان کی محبت ایسی
ذکر ان کا ہی مجھے شام و سحر بھاتا ہے
نعت کہتا ہوں تو کہتے ہیں یہ عرشی، شوکت
ان سے کیا خوب ترا خاک بسر ناتا ہے

دن رات گزرتے ہیں عبث قریہ چھب میں
بے چین ہی رہتا ہوں مدینے کی طلب میں

کہتا ہوں تیقن سے کہ محبوب خدا سا
خوبان عجم میں ہے نہ خوبان عرب میں

دیکھے تو کوئی اسم محمد کا کرشمہ
اک جان سی آئی ہے کسی جان بلب میں

صدیوں کا تکلف نہیں دربار نبی میں
تقدیر بدلتی ہے یہاں روز میں شب میں

ہر لفظ کو شرمندہء تعبیر کیا ہے
دریائے معانی ہیں نہاں امی لقب میں

دنیا جنہیں کہتی ہے ثناخوان محمد
رہتے ہیں وہ عشاق سدا حد ادب میں

حسان قبیلے سے ہے نسبت، مری شوکت
برتر ہے کہاں مجھ سے کوئی نام و نسب میں

دل خستہ کی دیکھیں کب مدینے حاضری ہو گی
ہماری زندگی پر خود ہی نازاں زندگی ہو گی

نگاہوں میں بسالو، گنبد خضرا کا نظارہ
کہ جنت میں جگہ ایسی نہ کوئی دید کی ہوگی

غلامان محمد کو نہیں ہے خوف محشر کا
شفیع المذنبیں کو خود ہی فکر امتی ہوگی

دلوں پر آپ کا ہر اک ولی جب راج کرتا ہے
اگر شان ولی یہ ہے تو کیا شان نبی ہو گی

درود پاک رہتا ہے سدا ورد زباں شوکت
سکون قلب پاتا ہوں، لحد میں روشنی ہو گی

وہ امی جو مدینے کا مکیں ہے
وہ شہر علم ہے میرا یقیں ہے

مجھے محشر کا کوئی ڈر نہیں ہے	سہارا جو شفیع المذنبیں ہے
بیاں ان کے مراتب کس طرح ہوں	کہ خادم جن کا جبریل امیں ہے
گنہ گاروں پہ بھی لطف و عنایت	وہ ایسا رحمت للعالمیں ہے
مناظر مجھ سے طیبہ کے نہ پوچھو	دل مضطر پڑا اب تک وہیں ہے
فدا ہوں جن پہ لاکھوں ماہ کنعاں	جمال حسن احمد دل نشیں ہے
قدم ان کے پڑے ہیں جس جگہ پر	وہ گوشہ دشت کا خلد بریں ہے
ادھر سوچا، ادھر پہنچا وہاں میں	مدینہ کس قدر میرے قریں ہے
عطائے بے کراں ہے ان کی خصلت	کشادہ پر مرا دامن نہیں ہے
مدینے میں بسر ہو عمر اپنی	یہی بس خواہش قلب حزیں ہے

گدائے کوچۂ احمد ہوں شوکت
جہاں داری مری ملک یمیں ہے

وہ جس کے دل میں محمد کی یاد بستی ہے
خدا گواہ، وہ ہستی عظیم ہستی ہے

مرے رسول کی طاعت میں ہے خدا کی رضا
مرے رسول کی الفت میں کیف و مستی ہے

خدا کا شکر ہے آسودہ حال ہوں یوں تو
نگاہ شوق مدینے کو پر ترستی ہے

مرے حضور ! کرم کی نظر ادھر بھی ہو
مرے حضور! بیابان دل کی بستی ہے

عروج بخشا زمانے کو آپ نے ایسا
کہ اپنے بخت پہ نازاں ہر ایک پستی ہے

جہاں پہ ہوتا ہے ذکر رسول، صبح و مسا
وہاں پہ رحمت نور خدا برستی ہے

تمام جانیں فدا ہوں بس اک اشارے پر
یہی تو عشق ہے شوکت وفا پرستی ہے

درون قلب مدینے کی آرزو ہونا
برائے نخل بدن مژدۂ نمو ہونا

غلام احمد مرسل ہوں خوف کاہے کو
مرے نصیب میں لکھا ہے سرخرو ہونا

درود پاک سے پانا دل حزیں کا سکوں
فضائے گلشن ہستی کا مشک بو ہونا

بہشت و خلد کے منظر سمیٹنے ہیں اگر
تو جا کے گنبد خضرا کے روبرو ہونا

مرے حضور کے اوصاف اور سیرت کا
کلام پاک کی تفسیر ہو بہو ہونا

بہ فیض نعت محمد ہے شہرت و شوکت
جہاں میں ورنہ کہاں تھی یہ آبرو ہونا

یہ نعت کی محفل ہے، سعادت کی گھڑی ہے
انوار کی بارش ہے، مہک پھیلی ہوئی ہے

عالم جو منور ہے، درخشاں ہے ازل سے
یہ حسنِ نبی ، حسنِ نبی، حسنِ نبی ہے

بن دیکھے عقیدت کا یہ اعزاز تو دیکھو
اصحاب میں کس درجہ نمایاں قرنی ہے

دنیا کی محبت نہ سمائی کبھی من میں
صد شکر، ترے عشق میں یہ عمر کٹی ہے

میں خاک نشیں آج ہوا رشکِ ملائک
ہونٹوں پہ مرے وردِ محمد کی لڑی ہے

ہو لطف و کرم ،لطف و کرم اب کے ادھر بھی
بے تابیِ دل حد سے بڑھی ، حد سے بڑھی ہے

دنیا ہو کہ عقبیٰ، مرا ملجا مرا ماویٰ
اک شاہِ امم ہے کہ جو مکی مدنی ہے

طیبہ سے بلاوا جو کبھی آئے گا شوکت
تب میں بھی کہوں گا کہ کلی دل کی کھلی ہے

میں ہوں رہِ الفت ہے مدینے کی طلب ہے
یعنی کہ دل مردہ کو جینے کی طلب ہے

سائے میں مجھے گنبد خضرا کے ہے رونا
زخم دل صد چاک کو سینے کی طلب ہے

غنچوں کی چٹک ہے تو ترے خندۂ لب سے
پھولوں کو ترے پاک پسینے کی طلب ہے

ہر لحظہ، مرے پیش نظر ہو ترا اسوہ
ہر گام پہ اس خاص قرینے کی طلب ہے

کنکر ہو مدینے کا کوئی خاتم دل میں
برسوں سے اسی ایک نگینے کی طلب ہے

اس واسطے میں طالب فردوس بریں ہوں
کوثر سے بھرے جام کے پینے کی طلب ہے

رہتا ہے سدا ورد زباں نام محمد
بحر غم دنیا میں سفینے کی طلب ہے

سرکار کی مدحت سے سروکار ہے شوکت
منصب کی ہوس ہے نہ خزینے کی طلب ہے

نام احمد جو ورد زباں بن گیا
کام بگڑا جہاں تھا وہاں بن گیا
ان کے آنے سے دونوں جہاں بن گئے
بے نشاں زندگی کا نشاں بن گیا
آپ آئے تو گلشن مہکنے لگے
دشت پر خار باغ جناں بن گیا
آپ کی جو نگاہ کرم پڑ گئی
ذرۂ خاک بھی کہکشاں بن گیا
نہر کوثر کا جب تذکرہ سن لیا
خشک چشمہ بھی آب رواں بن گیا
روز محشر گو بخشش کا امکاں نہ تھا
کملی والا مگر پاسباں بن گیا
یہ بھی ان کا کرم ہے کہ شوکت جو آج
اک گنہ گار بھی نعت خواں بن گیا

خبر یہ لائی ہے باد صبا مدینے سے
کہ آگیا ہے بلاوا ترا مدینے سے

جہان بھر کے اندھیروں سے روشنی پھوٹی
طلوع، مہر فروزاں ہوا، مدینے سے

بلال و بو ذر و حسان و حیدر و سلماں
ملا ہے سب کو مقام علا مدینے سے

جہاں جہاں بھی رہوں میں جہاں جہاں جاؤں
کٹے مگر نہ مرا رابطہ مدینے سے

عزیز جان سے کیوں کر نہ ہو مدینہ مجھے
کہ پیار کرتا ہے خود بھی خدا مدینے سے

بہ فیض نعت رہوں گا میں حشر تک زندہ
ملی ہے مجھ کو نوید بقا مدینے سے

رہین چارہ گراں میں رہوں تو کیوں شوکت
کہ درد دل کی ملے گی شفا مدینے سے

شوکت محمود شوکت

بطور نعت گو شاعر

پروفیسر جمیل حیات (پی ایچ ڈی سکالر)

اللہ نے اپنی پہچان اور معرفت کے انسان کو پیدا کیا اور انسان کی خدمت کے لیے کائنات کا ایک مکمل نظام بنا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کی اخلاقی اور ذہنی تعلیم کے لیے انبیاء کا سلسلہ بنایا اور انبیاء میں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنا کے بھیجا تا کہ اس دنیا کے نظام ہدایت کی تکمیل ہو اور مزید ہدایت کے ذریعے کی ضرورت نہ رہے۔ اس ہستی کا پہچاننا، ماننا، اتباع کرنا اور عزت کرنا انسانیت کی معراج ہے اور انسان کو بیان کی صلاحیت دی گئی ہے اس صلاحیت کا استعمال انسانیت کی خدمت ہے انسانیت تک اس ہستی یعنی نبی کریم کی شخصی خوبیوں کا پہچاننا نعت ہے اور قرونِ اولیٰ سے مسلمانوں کا خاصہ رہا ہے۔

نعت کی صورت میں امت مسلمہ کے ہر مسلک کے حامل شعرا نے حضرت محمد کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ آج سے نہیں بلکہ اسلام کی ابتدا سے ہی شعراء نے نبی کریم کے ساتھ عقیدت کا اظہار اشعار کی شکل میں کیا ہے۔ حضرت حسان اس کی واضح مثال ہیں۔ حضرت حسین بن منصور حلاج نے تیسری صدی ہجری میں ''کتاب الطاسین'' میں نبی کریم کی شان اقدس میں بہت پیاری نعت کہی ہے۔ ہر دور میں شعراء نے ہدیہ ءعقیدت پیش کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعراء کے نام بھی اس فہرست میں آتے ہیں۔ نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو محسوس کر کے ہی لکھی جا سکتی ہے۔ پاکستان کے اہم نعت گو شعراء میں حفیظ تائب، مظفر وارثی، عبدالعزیز خالد، ماہر القادری وغیرہ کے نام زیادہ مشہور ہیں۔

ضلع اٹک سے تعلق رکھنے والے معروف نعت گو شعراء میں حضرت نظر صابری، سید شاکر القادری، ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے ساتھ ساتھ شوکت محمود شوکت کا نام بھی شامل ہے۔ شوکت بنیادی طور پر غزل کا شاعر ہے تاہم انہوں نے نعت بھی بہت عمدہ کہی ہے۔ ان کی نعت خلوص، محبت اور عشق کی کیفیات واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہیں۔ نبی کریم کی تعریف بیان کرنے کی سعادت ہر کہہ

ومہہ کونصیب بھی نہیں ہوتی بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا۔

شوکت کی نعت میں جذب و مستی کی کیفیت پائی جاتی ہے وہ روایتی طور پر نعت کہنے والے شاعروں کی فہرست میں شامل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے مداح ہیں۔

دن رات گزرتے ہیں عبث قریۂ چھب میں
بے چین ہی رہتا ہوں مدینے کی طلب میں

اسے ہجر میں گزرنے والے دن رات کا افسوس ہے کہ یہ دن اگر آقا کے حضور شہر مدینہ میں گزرتے تو سرشاری کا اور ہی عالم ہوتا۔ وہ مدینے کی آرزو میں بے کل رہتا ہے اور جب اسے کسی پل چین نہیں آتا تو وہ اپنی دلی خواہشات کو شعر کا جامہ پہنا لیتا ہے نبی کریم کی تعریف بیان کرتے وقت شوکت کے لہجے میں وارفتگی اور والہانہ پن آجاتا ہے اس کے جذبہ نعت کی بنیاد عشق رسول ہے شوکت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کا اظہار مختلف انداز میں کرتا ہے اور ہر بار اس کی نعت پڑھ کر ذہن و دل کو ایک نیا سرور اور لطف ملتا ہے۔

دیار دل میں جو ترا خیال دیکھتا ہوں
فراق و ہجر میں لطف وصال دیکھتا ہوں

شوکت کی نعت میں حقیقی محبت، عقیدت، سوز و گداز اور جذبہ احسان مندی واضح طور پر نظر آتے ہیں شوکت کی نعت عام رسمی اظہار عقیدت کرنے والوں سے مختلف ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ ان کی تعریف کرتا ہے تو ساتھ ہی ان کی سیرت پاک پر بھی نگاہ ڈالتا ہے۔

جہان رنگ و بو میں کاروبار زندگانی میں
نمونہ ہے ہمارے واسطے سیرت محمد کی

شوکت کی نعت غزل کی ہیئت میں ہے۔

مدینے کی گلیوں میں رہنے لگا دل
کہاں وہ جگہ اور کہاں یہ مرا دل

شوکت کے خیال میں پوری کائنات عشق رسول کے اثر میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے اس کے نزدیک اس کائنات میں جو کچھ بھی نظر آرہا ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا جذبہ ہی

موجزن ہے۔

ترا وجود منبع انوار دو جہاں
پرتو ترے جمال کا شام و سحر میں ہے
دیکھا ہے کیف و وجد وہ ذکر رسول میں
عالم تمام حلقہ دام اثر میں ہے
پیکر مہر و وفا ، لطف و کرم کی صورت
بزم کونین میں ہے شاہ امم کی صورت

نعت کا اصل موضوع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کا بیان ہے۔شاعر تخیل کے زور پر ان صفات کو نظم کرتا ہے اور مختلف کیفیات کا اظہار کرتا ہے اسی طرح وہ سیرت و کردار کے مختلف پہلو بھی اجاگر کرتا ہے۔ یہ شاعر کا کمال ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو نظم کرتا اور شعری پیکر میں ڈھالتا ہے یہ بات نبی کریم سے محبت کیے بغیر اور ان کی طرف سے توفیق عنایت کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔شوکت اس توفیق کا برملا اظہار کرتا ہے وہ نعت گوئی کو اپنے لیے سرمایہ سمجھتا ہے اس کے خیال میں نعت کہنا بھی رسول کی خاص عطا ہے۔

وہ امی جو مدینے کا مکیں ہے
وہ شہر علم ہے میرا یقیں ہے
میں کوچہ محمد کا گدا ہوں
جہاں داری مری ملک یمیں ہے
نعتیں بفیض رحمت خیر البشر کہے
شوکت کے پاس ورنہ کیا باب ہنر میں ہے

نعت کہتے ہوئے اپنے عجز کا واضح اظہار شوکت کے کلام میں نظر آتا ہے۔

ان کے دربار میں حالت یہ خطا کار کی ہے
لفظ لرزاں ہیں، قلم عجز سے تھراتا ہے

بصد عجز کرنے لگا ہوں رقم
میں نعت رسول شفیع الامم

نبی کریم محبوب خدا ہیں؛ ان کا سا کوئی دوسرا نہیں؛ وہ بے مثال ہیں۔شوکت نے یہی بات کتنی خوبصورتی سے ان دو مصرعوں میں کہی ہے

کہتا ہوں تیقن سے کہ محبوب خدا سا
خوبان عجم میں ہے نہ خوبان عرب میں
جمال یوسف کنعاں بھی خوب ہے لیکن
جہان حسن میں کامل حسیں تم ہی تو ہو

کیا خوب تعلی ہے اس مقطع میں۔

حسان قبیلے سے ہے نسبت، مری شوکت
برتر ہے کہاں مجھ سے کوئی نام و نسب میں

شوکت یہ بات خوب جانتا ہے کہ پریشان حال دلوں کا سہارا نبی کریم ہی ہیں اور آپ کا ذکر مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے۔

وہاں وہاں تری یادیں سہار لیتی ہیں
جہاں جہاں بھی میں جینا محال دیکھتا ہوں
عذاب گردش دوراں کے سامنے شوکت
میں درد اسم محمد کی ڈھال لیتا ہوں
کار زارِ غمِ ہستی کی سیہ راتوں میں
آپ آئے ہیں مہ چار دہم کی صورت

نبی کریم سے محبت انسان کے ایمان کے مکمل ہونے کی دلیل ہے شوکت کے نزدیک آپ سے عشق کائنات کے ذرے ذرے میں شامل ہے۔

عشق رسول باعث تنظیم ہست و بود
عشق رسول جلوہ نما بحر و بر میں ہے

محمد توقیر احمد ملک کے خیال میں:

عام طور پر نعت میں حضور پر نور کے سراپا کو موضوع بنایا جاتا ہے یہ بات قابل لحاظ ہے کہ غزل میں محبوب مجازی کے سراپے کا بیان اور نعت میں آپ کا سراپا بیان کرنا ایک جیسا نہیں۔۔۔حقیقت یہ ہے کہ آپ کا سراپا بیان کی قدرت میں ہے ہی نہیں۔بسا اوقات نعت میں سراپا نگاری سے سوئے ادب کے پہلو نکلتے ہیں۔(1)

شوکت محمود شوکت نے شاید اسی لیے سراپا نگاری پر توجہ نہیں دی بلکہ نبی کریم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی تلقین دی گئی ہے۔

چارہ گری کی آس، لگائے مسیح بھی
کیا وصف، کیا کمال مرے چارہ گر میں ہے

اس نے اگر کہیں ذکر کیا بھی ہے تو وہاں جمال محمد کی بات ہی چھیڑی ہے۔

درخشاں، منور، عدیم المثال
جمال محمد، خدا کی قسم
دیا آپ نے وہ محبت کا درس
ہوئے رام پل بھر میں اہل ستم

شوکت کا مجموعہ نعت ابھی غیر مطبوعہ ہے دعا ہے کہ وہ جلد اسے زیور طبع سے آراستہ کریں۔

(1)۔ محمد توقیر احمد ملک، حریم نعت کا رزم شناس؛ حفیظ تائب، مشمولہ سہ ماہی فروغ نعت، اٹک اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۳ء، ص: ۹۴

شوکت محمود شوکت کی نعتیہ شاعری

محمد ریحان الحسن گیلانی

شاعری داخلی احساسات کی لفظوں کے ذریعے خارج میں جلوہ گری کا نام ہے اور شاعر اپنی کیفیات کو لفظوں کے ذریعے اظہار کے کینوس پر بکھیرتا ہے۔ احساس جتنا شدید ہو، خارج میں اس کی جلوہ گری جتنے موزوں الفاظ سے کی جائے۔ وہ سامع اور قاری کے قلب و ذہن پر اتنا ہی حسین تاثر قائم کرتا ہے۔ اسی لیے شاعری کو مرصع سازی کہا گیا ہے۔ بلا شبہ شاعری خداداد ملکہ ہے اور شعراء تلامیذ الرحمن کہلاتے ہیں۔ آدمی کوشش اور محنت سے موزوں کلام تو کہہ سکتا ہے لیکن شاعر ہونا بہرحال اس کے بس کی بات نہیں بقول کسے: بات یہ ہے کہ آدمی شاعر، یا تو ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ شاعری کی معراج یہ ہے کہ اس کا وجدان کائنات میں بکھرے ہوئے حسن کی جلوہ آرائیوں سے اپنی روح کو شاداب اور مشامِ جاں کو معطر کرنے لگے اور اپنے دامنِ احساس میں لولاک لما کی مہک اتارتے ہوئے تمام تخلیقی دھاروں کو وجہ کون و مکان کی سمت مرکوز کر دے۔

اردو شاعری میں نعت کی روایت بہت قوی ہے اگرچہ اس میدان میں باقی اصناف سخن کے مقابلے میں کم لوگ وارد ہوئے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ نعت گوئی کو کم توجہ دی گئی ہے۔ صوفیاء کے ہاں اسے روح کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نعت کے معاملے میں جو حزم و احتیاط درکار ہے وہ طائر تخیل کو ادب آداب سکھاتی ہے، احساس لطیف تر، خیالات پاکیزہ ترین اور الفاظ شستہ و شائستہ ہوں تو نعت کہی جا سکتی ہے۔ محض فنی رموز کا عرفان اور اشہب تخیل کی کارگزاریاں اس میدان میں کارگر نہیں ہوتیں، نہ ہی فقط عقیدت و محبت کام آتی ہے۔ نعت کے تقاضے کچھ اور ہیں۔ نعت کہنا حضوری قلب کا ایک خاص مقام ہے۔ جہاں پہنچنے والا بخت رسا کا مالک ہوتا ہے۔

مروجہ اصناف سخن میں نعت اپنے لوازمات اور مقتضیات کے باوصف نہایت مشکل

صنف سخن ہے۔ اگر فن نعت کی باریکیوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اس سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔ مولانا احمد رضا خان اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔'' (الملفوظ: مولانا احمد رضا بریلوی، حصہ دوم، ص: 4)

اور ڈاکٹر اے ڈی نسیم کے بقول:

''نعت گوئی کا راستہ پل صراط سے زیادہ کٹھن ہے اس پر بڑی احتیاط اور ہوش سے چلنے کی ضرورت ہے اس لیے اکثر شاعروں نے نعت کہنے میں اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے۔'' (اردو شاعری کا مذہبی اور فلسفیانہ عنصر، ڈاکٹر اے ڈی نسیم، مقالہ، ص: 291)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت ومحبت کو نعت کے لوازمات میں اساس اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے محبت کی کیفیت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی کیف انگیز نعت تخلیق ہوگی، ذوق وشوق کی کیفیتوں کے ساتھ جب الفاظ کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہوتی ہیں تو سوز وگداز کی ہزاروں کیفیتیں چھلک اٹھتی ہیں۔ حفظ مراتب، ادب آداب، طرز اظہار اور انتخاب الفاظ کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی باقی لوازمات کی، بیان میں خوش سلیقگی، الفاظ کے انتخاب میں پاکیزگی اور تشبیہات واستعارات کے استعمال میں آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی بھی ایسے لفظ، خیال یا تشبیہ واستعارہ کے استعمال سے اجتناب برتنا چاہیے جس سے گستاخی، غیر شائستگی یا عامیانہ پن جھلکتا ہو۔

نعت کے مضامین کو شاعروں نے کم وبیش تمام اصناف سخن میں قلم بند کیا ہے۔ جو صنفِ شعر جس عہد میں زیادہ مروج رہی نعت کے لیے اسی کو اپنایا گیا۔ غزل چونکہ ہماری شاعری کی مقبول ترین صنف ہے اور ہر دور میں اپنی داخلی خصوصیات کے سبب پسندیدہ رہی ہے، اسی لیے نعت کے لیے بھی سب سے زیادہ غزل کی صنف ہی مستعمل رہی ہے۔ اس کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ میلاد کی محفلوں اور مجلسوں میں ترنم سے پڑھنے کے لیے غزل کی ہیئت ہی موزوں ہے اسی طرح قوالی اور سماع کے لیے غزل کی ہیئت سے بہتر کوئی دوسری ہیئت نہیں۔ نعت میں غزل کی ہیئت کو ان شاعروں نے خاص طور پر برتا

جنھوں نے نعت کے دیوان مرتب کیے۔ نعتیہ مضامین کے لیے قصیدے اور مثنوی کو بھی اپنایا گیا۔ اس کے علاوہ رباعی، قطعہ، مستزاد ترکیب بند، ترجیع بند، مثمن، مسدس، مخمس، مربع مثلث، فردیات وغیرہ کی ہیئتوں کو بھی نعتیہ مضامین کے لیے استعمال کیا گیا۔ جدید دور میں انگریزی شاعری کے زیرِ اثر نظم معراء، آزاد نظم اور نثری نظم کے پیرائے بھی استعمال میں آئے۔ طویل نظم نگاری کے رجحان کے زیرِ اثر محشر رسول نگری، مہدی نظمی اور احسان دانش نے طویل نعتیہ نظمیں لکھیں۔ اس تمام ادبی اثاثہ میں ایک تو وہ نعت ہے جو محض شعری روایت کے طور پر لکھی گئی جب کہ دوسری صنف وہ ہے جس میں نعت کے لوازمات اور فنی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گہرے شغف، توجہ اور جذب و انہماک سے لکھی گئی۔ اردو ادب میں اس روایت کے پہلے امین معروف شاعر محسن کاکوری ہیں جنھوں نے نعت گوئی کو بھرپور توجہ اور پورے شعور کے ساتھ فکر و فن کی جولانگاہ بنایا۔

ابتدا میں نعت گوئی میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کی تعریف، آپ سے عشق اور محبت و عقیدت کا اظہار، آپ کے بلند مقام و مرتبہ کا بیان، واقعہ معراج، ذکرِ میلاد، مدینہ منورہ سے دوری، ہجر و فراق جیسے موضوعات بیان کیے جاتے رہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا ظفر علی خان اور علامہ اقبال نے نعت گوئی میں نئے امکانات متعارف کروائے۔ اسی روایت کی پیروی میں بعد کے نعت گو شعرا نے سیرت کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے جمالیاتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اسوۂ حسنہ سے اخلاقی اور معاشرتی اقدار کشید کر کے عصرِ حاضر کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور الحمدللہ یہ روایت روز افزوں ترقی پذیر ہے۔

ایک طرف تو ایسی نعت لکھی جاتی رہی جو فنی اعتبارات سے بلند درجہ کی حامل ہے، علوئے خیال، زورِ بیان، مضمون آفرینی اور شاعرانہ لہجہ اس نعت کی خصوصیات ہیں ایسی نعت کے بڑے نام محسن کاکوروی، امیر مینائی، علامہ عبدالعزیز خالد ہیں۔ جب کہ دوسری طرف عوامی مزاج رکھنے والی نعت کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، جو میلاد ناموں، مولود ناموں، وفات ناموں اور معراج ناموں کے عناوین سے قبولیت عامہ حاصل کرتی رہیں۔ یہ نعتیں اپنی سادہ بیانی، سادگی اور عوامی لب و لہجے کے باعث محفلوں، مجلسوں اور مختلف عوامی حلقوں میں مقبول ہیں۔ اس نعت میں اگرچہ شاعرانہ فنکاری اس

درجہ پر نظر نہیں آتی مگر اس کی مقبولیت اور عوامی لب و لہجے نے اس کو اثر ونفوذ اور مقصدیت کے حوالوں سے زیادہ زور آور کردیا ہے۔صوفیائے کرام اور بزرگان دین نے تبلیغی اور اصلاحی مقاصد کے لیے اسی لب ولہجہ کو اپنایا ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کے سلیس اور عوامی اشعار زبان زد خاص وعام ہیں جب کہ تشبیہ واستعارات پر مشتمل بلند درجہ کی حامل نعت عوام میں اس درجہ مقبول نہیں ۔

دراز قد، وجیہ صورت شوکت محمود شوکت کا تعلق ضلع اٹک کی تحصیل جنڈ سے ہے ۔شعری ذوق انہیں وراثت میں ملا ہے ایک عدد شعری مجموعہ بنام ''زخم خنداں'' طباعت آشنا ہو چکا ہے جبکہ ایک نعتیہ مجموعہ زیر طبع ہے ۔

شوکت محمود شوکت کی نعت اپنے موضوعات کے اعتبار سے تنوع کی حامل ہے ۔ان کی نعت میں جہاں حضور کی تعریف وثناء ہے وہیں وہ سیرت طیبہ کے روشن پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے ان کی طرف توجہ دلاتے ہیں ۔صحابہ اور اھل بیت کا ذکر بھی ہے اور اخلاقی اقدار کا دلنشین درس بھی ۔ان کی نعت رسمی نعت نہیں جو فقط حصول ثواب اور برکت کے لیے ہو بلکہ وہ سیرت وتعلیمات ،معجزات، عادات اور اوصاف مبارکہ کا ذکر گہری دلچسپی اور قلبی وابستگی کے ساتھ کرتے ہیں

شوکت محمود شوکت نعت کے تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں ۔نعت کے تخلیقی سفر میں ان کی فکر غلو اور بے احتیاطی سے محفوظ رہتی ہے ۔وہ ذوق اور وارفتگی کی کسی کیفیت میں بھی احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ۔ بارگاہِ رسالت کی نزاکت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ شریعت کی حدود میں رہتے ہیں ۔اور ایسے نعت گو کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں جو مقام رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضوں سے اچھی طرح واقف ہے ۔

فیاض مطلق نے انہیں بخت رسا عطا کیا ہے کہ انہیں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی لازوال دولت ملی ہے ۔ان کی نعتوں میں جذبوں کی سچائی ،کیفیات کی اثر انگیز عکاسی ،سادگی ،انکسار اور روانی جھلکتی ہے ۔جو اپنے جلو میں محبت وعقیدت کے سارے رنگ لیے ہوئے ہے ۔عقیدت ومحبت کے یہ رنگ ان کے احساس میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور ان کی نعت میں تاثیر کا عنصر نمایاں ہوتا ہے ۔

ان کی نعت میں مدینے سے دوری کا احوال ،روضہ رسول پر حاضر ہونے کا بے پایاں شوق ،

لوگوں کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر اپنی بے بسی کا ذکر، مدینہ منورہ میں مرنے کی تڑپ اور خواہش کا اظہار اور دیگر احوال قلبی کے سبب ایک روح پرور اور پر کیف فضا تخلیق ہوتی ہے جو اپنے پڑھنے اور سننے والوں پر ایک خاص تاثر چھوڑتی ہے۔

شوکت محمود شوکت محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے دامن قلب کو بھرتے جا رہے ہیں اور نعت کہتے جا رہے ہیں کیوں کہ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثناء زبان کی آبرو ہے اور اسی کی بدولت ہستی کی تشکیل و تنظیم ہوتی ہے۔

عشق رسول باعث تنظیم ہست و بود
عشق رسول جلوہ نما بحر و بر میں ہے

شوکت محمود شوکت شعری محاسن پر پوری توجہ دیتے ہیں، الفاظ، تراکیب، محاورات اور ضرب الامثال کو انکے تہذیبی پس منظر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جس سے شعر کی معنویت دو چند ہو جاتی ہے۔ اساتذہ کی زمین میں مشکل قوافی اور ردیفوں کے انتخاب کے باوجود وہ ردیف کو نبھانا خوب جانتے ہیں وہ جو بھی ردیف منتخب کرتے ہیں وہ ہر شعر میں بامعنی اور برمحل محسوس ہوتی ہے ان کی نعت میں بھرتی کے اشعار بہت کم ملتے ہیں۔

ان کی نعت میں عقیدت و کیفیت اور طلب و بے قراری کے کئی رنگ ملتے ہیں حق تو یہ تھا کہ ان کیفیات اور رنگوں کے حامل اشعار کا انتخاب کیا جاتا لیکن تنگی داماں آڑے آتی ہے۔ شوکت محمود شوکت کی نعتیں آپ کے پیش نظر ہیں یقینا آپ کا شعری ذوق ان کی نعتوں میں موجود داخلی کیفیات کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گا۔

ہزار یوسف کنعاں نثار ہوں جس پر
میں چاہ دل میں اک ایسا جمال دیکھتا ہوں

❁❁❁

اخبارِ نعت

**فروغ نعت کے یہ صفحات نعتیہ ادبی تقریبات
کی رپورٹنگ کے لیے مخصوص ہیں جس کا مقصد قارئین
کونعتیہ ادبی تقریبات کی رودادوں سے آگاہ کرنا اور اس قسم کی
تقریبات کے انعقاد کی ترغیب دینا ہے اگر آپ کے علاقہ میں کوئی
ایسی تقاریب
منعقد ہوتی ہیں تو ان کی مختصر مگر جامع روداد لکھ بھیجئے
ہمیں شائع کر کے خوشی محسوس ہوگی۔ نعتیہ دواوین اور
مجموعوں کی خبریں بھی شائع کی جائیں گی ـــ ادارہ**

========================

ڈاکٹر شہزاد احمد کی جامعہ کراچی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کی تکمیل

ڈاکٹر شہزاد احمد کو جامعہ کراچی نے ان کے تحقیقی مقالہ بعنوان ’’اردو نعت پاکستان میں‘‘ کی تکمیل پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری ایوارڈ کر دی ہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد نے اس موضوع پر پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید کی نگرانی میں کام کیا۔ پاکستان کے خصوصی حوالے سے اس موضوع پر لکھا جانے والا یہ پہلا تحقیقی مقالہ ہے۔

یہ مقالہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس میں قرآن و حدیث، صحابہ کرام، اھل بیت اطہار اور اکابرین نعت کے اقوال کی روشنی میں نعتیہ شاعری کے اصل حقائق سے متعلق تحقیق کی گئی ہے۔ بالخصوص پاکستان میں نعتیہ منظر نامے کو تحقیقی انداز میں سامنے لایا گیا ہے۔ مقالہ کے ابواب کی ترتیب یوں ہے:

باب اول: قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں نعت گو شعرا کا حصہ

باب دوم: نعت گوئی کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

باب سوم: پاکستان کے معروف نعت گو شعرا کا تذکرہ

باب چہارم: نعت کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیات

باب پنجم: پاکستان میں اردو نعت گوئی کے آئندہ اثرات

باب ششم: پاکستان میں نعتیہ صحافت کا کردار

باب ہفتم: پاکستان میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت

باب ہشتم خلاصہ بحث اور تجاویز و آراء پر مشتمل ہے۔

========================

ادبی تنظیم

نوائے چھچھ کی محفلِ نعت

ادبی تنظیم نوائے چھچھ کے زیرِ اہتمام ۲۸ جنوری بروز منگل بعد از نماز عشاء دار العلوم تعلیم القرآن کے دفتر میں محفل نعت کا انعقاد کیا گیا محفل نعت کا باقاعدہ آغاز فیض الرحمن نے تلاوت کلام پاک سے کیا محفل نعت کی صدارت شیخ الحدیث مولانا فضل وہاب صاحب نے کی اور نظامت کے فرائض عمران فائق نے انجام دیئے۔حمد باری تعالیٰ کی سعادت نیاز خان اعوان کے حصہ میں آئی اور نعمان نے اپنی مترنم آواز میں بارگاہ رسالت میں ہدیۂ نعت پیش کیا جن شعراء نے بارگاہ رسالت میں عقیدتیں پیش کیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔سلطان گوہر، نیاز خان اعوان، عمران فائق، سجاول غیاث، زیڈ ایم ناشاد، سعید الرحمن سعید، حکیم خان حکیم اور صدر محفل جناب شیخ الحدیث مولانا فضل وہاب صاحب محفل نعت کے اختتام پر اجتماعی دعا کی گئی اور ریفریشمنٹ کے بعد تمام احباب اپنے اپنے گھر کو سدھار گئے۔

رپورٹ: حکیم خان حکیم

تبصرۂ کتب

حرف بقا (نعتیہ مجموعہ)
شاعر: مشبر حسین سید
اہتمام: سرجن ڈاکٹر وجاہت حسین
تبصرہ نگار: محمد ریحان الحسن گیلانی
ملنے کا پتہ: کتب خانہ مقبول عام اٹک

مشبر حسین سید کا تعلق بریلی کے سادات گھرانے سے ہے جو تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کر کے آیا اور اٹک میں مقیم ہو گیا۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عرفان و سرمستی سے سرشار اس گھرانے کے افراد اٹک کی روحانی مجالس اور محافل کی رونق ہوا کرتے تھے۔ اس خاندان نے اٹک میں جشن عید میلاد النبی اور محافل نعت کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جن میں سر فہرست مشبر حسین سید کے تایا سید شمشاد حسین (مرحوم) بانی کتب خانہ مقبول عام قابل ذکر ہیں۔ مشبر حسین سید کو بھی صوفیانہ ذوق اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندانی ورثہ کے طور پر ہاتھ آیا۔

وہ شعر و سخن سے تعلق رکھتے ہیں۔ غزل خوب کہتے ہیں اور نعت گوئی کے میدان میں بھی نو آموز نہیں۔ یہ ان کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے کہ انہوں نے اپنے نعتیہ کلام کی اشاعت کو اولیت دی۔ ان کی غزلیات کے مجموعے ابھی منتظر اشاعت ہیں۔

''حرف بقا'' میں ایک حمد اور پچاس نعتیں شامل ہیں۔ یہ مجموعہ فروری دو ہزار چودہ میں سرجن ڈاکٹر وجاہت حسین سید کے اہتمام سے اٹک پرنٹنگ پریس سے طبع ہو کر شائع ہوا۔ مشبر حسین سید کی نعت میں عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار نمایاں ہے۔ وہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اشعار میں مضامین سیرت کو بخوبی لاتے ہیں۔ ان کی نعت عجز اور سادگی سے مملو ہے۔ مجموعہ اپنے صوری اور معنوی اعتبارات سے خوب اور قابل مطالعہ ہے۔ امید ہے کہ قارئین کو پسند آئے گا اور ان کی نعت ان کے لیے وسیلۂ بخشش بنے گی۔

انتقاد و تاثرات

یہ صفحات قارئینِ فروغ نعت کی آرا، مشوروں اور تاثرات و انتقاد کے لیے مخصوص ہیں۔ کسی بھی نقد سے ادارے کو اتفاق یا اختلاف نہیں۔ ماہرینِ فن کی آرا اور مشورے ہمیشہ فن کی جلا کا باعث ہوتے ہیں ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ نعت گوئی میں بہتر رجحانات کو فروغ دینا ہے، کسی رائے سے عدم اتفاق کی صورت میں آپ ہمیں لکھ بھیجئے ہم آپ کی رائے بھی عزت و احترام سے شائع کریں گے۔ ادارہ

==========================

محترم المقام سید شاکر القادری صاحب!

سلام و رحمت ۔۔۔فروغ نعت کی تیسری سہ ماہی کا پرچہ موصول ہوا اس کرم پر سراپا سپاس ہوں ۔ آپ نے جس عقیدت اس حسن ترتیب سے شمارہ مرتب کیا ہے یقیناً اسے بارگاہ سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پزیرائی کا شرف حاصل ہوگا۔نذر صابری رحمتہ اللہ کی یاد میں اہل اخلاص کے نزدیک آپ کی بڑائی محقق ہوگئی ہے ۔ پرچے میں شاعرات کی نعت گوئی کا خاص اہتمام مجھے اور بھی اچھا لگا کیونکہ بوجوہ منتخبات نعت، جرائد نعت اور تذکروں میں عموماً اس اہم صنف کو مستورات ہی ثابت کیا جاتا ہے ۔نعت کوئی اور نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے ڈاکٹر شہزاد احمد کی مخلصانہ کاوشیں تاریخ کا حصہ بنتی جا رہی ہیں ۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد جیسے جواں سال جینئس ادب کا بڑا سرمایہ ہیں ۔ انتقادات میں محمد عارف قادری کے ہاتھ میں غربال نقد بہت اچھی لگی البتہ" ہر چند جنید عاصی و خاطی ہے بجا ہے" میں" ع" کے اخفا سے مصرعے کے بے وزن ہونے کا جو اعلان کیا ہے اس سے مجھے حضرت امیر مینائی کا یہ شعر یاد آگیا۔

مدینے جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے معاونین کو دین و دنیا میں سرخرو کرے ۔ (آمین)

راجا رشید محمود، اظہر منزل، نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ، لاہور

دسمبر ۲۰۱۳ء

مکرمی سید شاکر القادری صاحب

السلام علیکم۔۔امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔فروغ نعت کے شمارے موصول ہو رہے ہیں۔بہت شکر گزار ہوں۔ ذیل میں ''فروغِ نعت'' کی نعتوں کے چند اشعار کا تنقیدی مطالعہ پیش ہے:

''فروغِ نعت'' کی نعتوں کے چند اشعار کا تنقیدی مطالعہ

منظرؔ عارفی

''فروغِ نعت''شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۳ء کے مدیرِ مکرمی سید شاکر القادری چشتی نظامی صاحب کی ادارتی تحریر''حرفِ تمنّا'' کا جُزوِ ثانی حقیقت افروز ہی نہیں چشم کشا بھی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے تین چار دہائیوں میں خصوصاً اردو میں (اردو کی بات میں اس لیے کر رہا ہوں کہ پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں میں کہی جانے والی نعتوں سے میں محض زبان سے ناواقفیت کی بنا پر ناواقف ہوں) نعت کے نام پر کہے جانے والے کلام اور اشعار الاماشاء اللہ انتہائی بے کیف اور بے تاثر ہیں۔جن میں حقیقت کی کوئی جھلک دور دور تک نظر نہیں آتی۔والہانہ پن کا ایک ڈھول ہے جو خوامخواہ پیٹا جا رہا ہے۔اور بغیر سوچ سمجھے،بغیر موضوعاتِ نعت کا مطالعہ کیے ،اور بغیر تحقیق کے بحرِ عمیق کی شناوری کیے محض فرضی تصور و تخیل کی حبس زدہ اور مسموم فضا میں زبردستی زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہوئے جو کلام نعت کے نام پر کہے جا رہے ہیں موضوعاتِ نعت میں شاید پانچ فیصد بھی ان کا ثبوت نہ مل سکے۔باقی جو کچھ ہے کم و بیش اتنا زیادہ یکسانیت کا شکار ہے کہ لگتا ہے کہ سارا اردو کا نعتیہ ادب کاپی در کاپی کے مرحلے سے گزارا گیا ہے۔اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ ایسے کلاموں پر جو تقاریظ،جو دیباچے،جو مقدمے اکثر اربابِ علم و فن نے لکھے ہیں اور لکھے جا رہے ہیں وہ نہ صرف مختلف علمی پہلوؤں سے حیران کرتے ہیں بلکہ یہ سوچنے پر بھی مجبور کرتے ہیں کہ یہ جو کچھ،جو کسی بھی وجہ سے مثلاً دوستی،حلقہ بندی، گروپ پروری، یا پھر محض عقیدت کی بنا پر لکھا گیا ہے،ان کے بارے میں اردو کا موجودہ نعتیہ ادب یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہے کہ آخر یہ سب کام یا کم از کم اس کا بہت بڑا حصّہ ثابت کس طرح ہوگا۔کیا انہیں کلاموں جن کے لیے یہ تحریریں لکھی گئی ہیں یا وہ کلام کہیں اور سے تلاش کرنے پڑیں گے۔

۲ زیرِ تذکرہ شمارے میں بھی بڑے بڑے نامور نعت گو شعراء کی نعتوں میں کئی شعر ایسے نظر آتے ہیں جو سخت محلِ گفتگو ہیں۔اگر یہ اشعار میرے جیسے مبتدیوں کی فکری کاوش ہوتے تو شاید یہ کہہ کر چھوڑے جا سکتے تھے کہ چلو یہ بچوں کے کارنامے ہیں جس پر سوچنے سمجھنے کا ابھی ان پر وقت نہیں آیا۔لیکن یہاں تو معاملہ ایسے دانش وروں اور سینئرز کا ہے جو نہ صرف نعت گوئی میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے ہیں بلکہ نعتیہ تنقید بھی ان کا خاص شعبہ ہے۔میں

شاعر کا نام لینے کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ مجھے شاعر سے غرض نہیں بلکہ مجھے تو اس شعر سے غرض ہوتی ہے جو موضوعاتی طور پر غلط ہے۔ اور اسے نعت کے نام پر لکھ دیا گیا ہے۔ سو یہاں بھی میں شعراء کا نام لیے بغیر چند ایسے اشعار پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو موضوعاتی طور پر محلِ گفتگو ہیں۔ پہلا شعر: صفحہ ۱۳ پر ہے۔

آستاں پر اُسی کے جھکنے کو............آسماں کی کمر میں خم رکھا

اس میں جو بات قطعی فیصلے کے ساتھ کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں ایک خم رکھا ہے، یعنی اس میں ایک جگہ سے جھکاؤ ہے اور وہ اس لیے ہے کہ آسمان رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستان پر جھکے۔ اس کے علاوہ اس شعر کی اور کوئی تشریح نہیں کی جا سکتی۔ جب میں نے اس شعر کو پڑھا تو مجھے جستجو ہوئی کی اس دلیل کو تلاش تو کروں جس سے ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی آسمان میں ایک جگہ "خم" بھی رکھا ہے۔ میں نے قرآنِ مجید میں وہ آیات تلاش کیں جن میں زمین و آسمان یا مطلق آسمان کا تذکرہ آیا ہے۔ کوئی دو سو چھیاسٹھ آیات میری نظر میں آئیں۔ میرا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ زیرِ بحث موضوع پر دو سو چھیاسٹھ ہی آیات ہیں۔ چند آیات کے علاوہ کم و بیش تمام تر آیات کا موضوع یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ زمین و آسمان میں اُسی کی بادشاہی ہے۔ زمین و آسمان اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور لوگوں ان آیات میں غور و فکر کرنے دعوت دی گئی ہے۔ چند آیات جن کے مضامین بقیہ آیات سے مختلف ہیں میں ان کے تراجم سورت اور آیت کے حوالے کے ساتھ پیش کرتا ہوں اور دعوتِ فکر دیتا ہوں اس شعر کے شاعر کو بھی اور قاری کو بھی کہ دونوں غور فرمائیں کہ کیا ان آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ آسمان میں ایک جگہ "خم" ہے۔ آخر ایسی باتیں نعت میں کیوں لکھی جا رہی ہیں، جن کا کوئی تصور بھی موجود نہیں ہوتا۔ کیا اس قسم کی سخن طرازیوں کے بغیر نعت نہیں کہی جا سکتی۔ کیا ضروری ہے کہ اس قسم کے لایعنی مفروضوں ہی کو نعت بنانے اور نعت منوانے پر مصر رہا جائے۔ مذکورہ شعر میں تو کوئی شعریت بھی ثابت نہیں کی جا سکتی۔ نہ یہ کوئی ایسا شعر ہے جس کے بارے میں کہا جائے کہ یہ اس موضوع پر پہلا شعر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے کئی گُنا زیادہ اچھا شعر قریب ہی کے کسی شاعر کا موجود ہے اور بہت معروف بھی ہے۔ اس شعر میں بات نہ صرف خوبصورتی سے نبھائی گئی ہے بلکہ شعریت کو بھی قائم کر کھا گیا ہے۔ اس میں تغزل بھی ہے اور اس میں اعتراض کا بھی کوئی دروازہ نہیں کھلتا شعر ملاحظہ کیجیے:

یہ آسمان جو اونچا دکھائی دیتا ہے............درِ رسول پہ جھکتا دکھائی دیتا ہے

یہ ہے شاعری، کوئی بھی شخص کہیں سے بھی دیکھے تو اُسے حدِ نگاہ پر ایسا لگتا ہے کہ آسمان جھک کر زمین سے لگ گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا ہے نہیں ہے لیکن محسوس ایسا ہی ہوتا ہے۔ شاعر نے نہ تو یہاں یہ کہا کہ

آسمان درِرسول پر جھکا دیا گیا ہے ۔نہ یہ کہا کہ آسمان درِ رسول پر ہی جھکا ہوا ہے، بلکہ اُس نے اپنے محسوسات کا اظہار یہ کہہ کر کر دیا کہ ''درِرسول پر جھکتا دکھائی دیتا ہے''۔اس شاعری سے نہ کسی آیت کا رد ہوا، نہ کسی خود ساختہ مفروضے کو کلیہ بنایا گیا۔ نہ اعتراض ہی کا کوئی دروازہ کھلا۔آیات قرآنی ملاحظہ کیجیے۔آسمان کی تخلیق کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ

''پھر توجہ فرمائی اوپر کی طرف تو ٹھیک بنا دیا انہیں سات آسمان''۔(1)

اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ ''اور اُس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے اِسے ایسے درست فرمایا کہ اس میں کوئی کمی اور کجی باقی نہ رہنے دی''۔(2)

یہ آیت زیرِ بحث مسئلے پر فیصلہ کن ہے ۔لیکن ایک اور آیت مبارکہ دیکھیے:

''جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر نیچے،نہیں نظر آئے گا (خداوندِ) رحمن کی آفرینش میں کوئی خلل، ذرا پھر نگاہ اُٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی رخنہ دکھائی دیتا ہے، پھر بار بار نگاہ ڈال، لوٹ آئے گی تیری طرف (تیری) نگاہ ناکام ہو کر، دراں حالیکہ وہ تھکی ماندی ہوگی''۔(3)

ایک اور آیت ملاحظہ کیجیے:

''اس نے اسے بنایا، اس کی چھت کو خوب اونچا کیا، پھر اس کو درست کیا''۔(4)

اس آیت کی تفسیر میں ہے ''اُس (اللہ تعالیٰ) نے آسمان کی بلندی کو اتنا اونچا کر دیا کہ تم اس کو پا نہیں سکتے، پھر اس گنبدِ مینائی کو اس طرح درست کر دیا کہ اس میں کوئی جھول، کوئی شکن اور کوئی شگاف نہیں''۔ (5)

ایک اور آیت مبارکہ ملاحظہ کیجیے:

''اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر ٹھیک''۔ (6)

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے:

''اور نہیں پیدا فرمایا ہم آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے کھیلتے ہوئے، نہیں پیدا فرمایا ہم نے انہیں مگر بالکل ٹھیک، لیکن ان کے بہتیرے نہیں جانتے''۔(7)

آسمان کی چند اور خصوصیات ہیں ملاحظہ فرمائیے آسمانوں میں دروازے ہیں ۔(حدیثِ معراج میں بھی اس کا ذکر ہے)

''نہ کھولے جائیں گے ان کے لیے آسمان کے دروازے''۔(8)

آسمان قبہ نما ہے، ملاحظہ کیجیے:

''اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو ٹھیرنے کی جگہ اور آسمان کو قبہ''۔(9)

آسمان جالی دار بنایا گیا ہے۔ملاحظہ کیجیے:

''قسم ہے جالی دار آسمان کی''۔(10)

تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کا ترجمہ ''قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں'' کیا گیا ہے۔اسی کی تفسیر میں اس آیت کا ترجمہ جدید تحقیقات کی روشنی میں ''کہکشاؤں والے آسمان کی قسم'' کیا گیا ہے(11)

آسمان میں برج ہیں۔ملاحظہ کیجیے

''قسم ہے برجوں والے آسمان کی''۔(12)

غور کیجیے کیا ان تمام آیات سے کہیں بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آسمان میں ایک جگہ ''خم'' بھی ہے۔(واللہ رسولہ اعلم)

اسی کلام کا ایک اور شعر ہے:

تیری ہستی نے فرقِ اُمت پر............تاجِ سرتاجیِ اُمم رکھا

اس شعر کی تفہیم اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کی جا سکتی کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذات والاصفات نے اُمت کے سر پر تمام امتوں کی بادشاہی (یعنی سرتاجی) کا تاج رکھا''۔

یہاں میں صرف ایک آیت مبارکہ پیش کر رہا ہوں شاعر اور قاری دونوں خود فیصلہ فرمالیں کہ امرِ واقعہ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون''۔(پ۴ع۳)

ترجمہ ''تم بہترین ہو اُن سب امتوں میں جو تم لوگوں میں ظاہر ہوئیں''۔(کنزلایمان)

صفحہ نمبر ۱۴ پر جو کلام ہے اس کا عنوان ''نغمہ حوریہ معراجِ حضور'' ہے۔عنوان ہی سے ظاہر ہے کہ یہ معراج نامہ ہے۔لیکن پہلا شعر ہی سخت قابلِ گرفت ہے۔میں شعر پیش کر کے اس کی سادہ سی تفہیم پیش کرتا ہوں اور دعوتِ فکر دیتا ہوں قاری اور شاعر دونوں کو غور فرمائیں کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔

مرکز کا سوئے قوس سفر کیسا لگے گا............دریا کا سوئے تشنہ سفر کیسا لگے گا

اس شعر میں ''مرکز'' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کو لکھا گیا ہے۔جبکہ ''قوس'' اللہ تعالیٰ کی ذات کو کہا گیا ہے۔کیونکہ وہ مقام تو ہو نہیں سکتا جہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوئے، یہاں تک کہ دونوں محترم ذاتوں کے درمیان دو قوسوں (کمانوں) کا فاصلہ رہ گیا (یا جیسا اس موضوع کی احادیث سے

ثابت ہے) کیونکہ آثار وشواہد سے ثابت ہے کہ معراج کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست اپنے دیدار اور ملاقات کا شرف بخشے ۔معراج کا یہ مقصد تو قطعی باور نہیں کیا جاسکتا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مقام تک تشریف لے جائیں جہاں آپ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دو قوسوں کا فاصلہ رہ جائے۔

دوسرے مصرعے میں ”دریا“ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کی علامت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ”تشنہ“ یعنی پیاسا سے تعبیر کیا گیا ہے ۔یعنی اللہ تعالیٰ جو بصیر ہے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو ہمہ وقت اپنی شان کے مطابق دیکھنے والا ہے، اپنے رسول کے دیدار کا پیاسا ہے ۔اب اس شعر کا مطلب کچھ یوں بنتا ہے کہ:

پہلے مصرعے میں......رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مرکز) کا سوئے قوس (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) سفر کیسا لگے گا۔

دوسرے مصرعے میں......رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی دریا) کا سفر سوئے تشنہ (یعنی دیدارِ رسول کے پیاسے پروردگار عزوجل) کی طرف گزر کیسا لگے گا۔

یہ ہے جناب نعتیہ شاعری ۔جس کے بارے میں کہا جاتا ہے اور زبان ذدعام ہے کہ تلوار کی دھار پر چلنے سے زیادہ خطرناک اور دشوار ہے ۔جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ ہے ۔جس کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ زادِ آخرت ہے اور پروانۂ بخشش ہے ۔اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی شان میں دو گستاخیاں ثابت ہوتی ہیں ۔اول: اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو ”قوس“ کہا گیا۔ دوم: اللہ تعالیٰ کو پیاسا (اپنے محبوب رسول کے دیدار ہی کا سہی) کہا گیا۔

اگر اس کے علاوہ اور کوئی مطلب اس شعر کا نکلتا ہے تو مجھے بتایا جائے بشرطیکہ وہ مبہم اور دور از کار تاویلات کا شاخسانہ نہ ہو۔اسی نظم کا ایک اور مصرع ہے: ”افلاک کی یخ بستہ و بے رنگ فضا میں“۔وہ ماخذ کم از کم میرے علم میں نہیں آسکے جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ افلاک کی فضا یخ بستہ (نہایت ٹھنڈی) بھی ہے اور بے رنگ بھی ہے ۔اہلِ علم اگر اس کے ماخذ پر میری رہنمائی فرمائیں تو میری طرح بہت سے لاعلم اس علم سے آگاہ ہو جائیں گے۔

اسی نظم کا ایک اور شعر ہے:

”سدرہ پہ یہ جبریل امیں سوچ رہا ہے............اُمت کے تہِ پا مرِ ابر کیسا لگے گا“۔

اس قسم کے اشعار ہمارے نعتیہ ادب میں کثرت سے موجود ہیں ۔جن کا نہ کوئی جواز ہے نہ کوئی

ثبوت ۔ یہاں تو جبریل امین علیہ السلام کو سدرہ پر سوچتا ہوا لکھا گیا ہے ۔لیکن نعت کے قاری یقیناواقف ہوں گے کہ شعراء نے تو اللہ تعالیٰ کو بھی سوچتا ہوا لکھ دیا ہے ۔معراج شریف کے حوالے سے جتنی بھی احادیث اور آثار موجود ہیں قاری سب کو کھنگال لے، اُسے سدرہ پر جبریل امین علیہ السلام کو کچھ سوچتا ہوا پانے کی کوئی بات نہیں ملے گی ۔لیکن متذکرہ معراج نامے کے شاعر (یا شاعرہ جو بھی ہے) اس نے نہ صرف جبریل امین علیہ السلام کو سدرہ پر سوچتا ہوا لکھا بلکہ یہ بھی لکھ دیا کہ وہ کیا سوچ رہے تھے ۔کاش نعت کہنے کے شوق بے پایاں کے ساتھ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے کا جنون بھی پروان چڑھا ہوتا ۔اسی نظم کے دو مصرع اور قابل توجہ ہیں پہلا مصرع "گر جائے جو قدموں میں یہ سر کیسا لگے گا"۔

اب تک تو اہلِ علم میں یہی معروف تھا کہ کوئی آدمی کسی کے قدموں میں گرتا ہے اور کسی کا سر کسی کے قدموں میں جھکتا ہے ۔اس نظم کے مذکورہ مصرعے میں شاعر نے سر کو قدموں میں گرا کر فکر کی ایک نئی جہت کھولی ہے ۔سبحان اللہ ۔دوسرا مصرع ہے "دیدار کو اُٹھتا ہوا سر کیسا لگے گا"۔

ہم جیسے لوگ تو اب تک یہی جانتے تھے کہ کسی کے دیدار کے لیے آنکھیں اُٹھتی ہیں ۔اب یہ مصرع بتا رہا ہے کہ دیدار کے لیے سر اُٹھتا ہے (اور غالباً آنکھیں بند رہتی ہیں) واللہ اعلم۔

صفحہ نمبر ۲۰ پر ایک مرحوم شاعر کا جو کلام نعت کے نام سے شائع ہوا ہے نہ شائع ہوتا تو بہت اچھا تھا ۔نہ جانے اس کلام پر کون سی نعت صادق آتی ہے ۔تقریباً مصرعے سخت محلِ گفتگو ہیں ۔مجھے کہنے دیجیے! جس طرح ہمارے یہاں نعت لکھنے کا کوئی ضابطہ نظر نہیں آتا اسی طرح نعت کی اشاعت کا بھی کوئی ضابطہ نظر نہیں آتا۔

صفحہ نمبر ۲۳ پر جو نعت ہے اس کا مقطع ملاحظہ ہو ۔چند نعت گو شعراء میں یہ وصف بھی نظر آتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو، اپنی ذات کو ایسے معاملات سے مماثل کرنے کوشش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق رکھتے ہیں ۔یہ بڑی خطرناک جرأت ہے، اور بھونڈے پن کا ایک نادر نمونہ ہے جس پر جتنا بھی سر دُھنا جائے اور گریبان چاک کیا جائے کم ہے ۔اسی قسم کا یہ مقطع ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔

جالی سے لگا کھڑا تھا آصفؔ!............دو قوس کا صرف فاصلہ تھا

ابھی میں نے اوپر بھی بیان کیا ہے کہ سفرِ معراج میں ایک مقام ایسا آیا جہاں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے کے اتنے قریب ہوئے کہ حدیث شریف کے بیان کے مطابق دونوں عظیم المرتبت ذاتوں کے درمیان دو قوسوں (یعنی دو کمانوں) کا فاصلہ تھا (یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا) اسی واقعہ کے پس منظر میں شاعر موصوف اپنے بارے میں فرما رہے ہیں کہ حاضری کے وقت

میرے اور سنہری جالیوں کے درمیان صرف دو قوس کا فاصلہ تھا۔ میں پوچھتا ہوں کیا ضروری ہے کہ اس مقام پر دو قوس کے فاصلے ہی کی تمثیل دی جاتی؟۔ مقامِ مذکور سے گزرنے والے خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس مقام پر ایسا کوئی معاملہ نہیں ہوتا۔ سنہری جالیوں کے آگے جو گرل لگی ہے جس سے لگ کر زائرین سلام پیش کرتے ہوئے گزرتے رہتے ہیں (اس مقام پر کسی کو بھی کھڑے نہیں ہونے دیا جاتا) اس کا درمیان فاصلہ بھی دو قوسوں کا یا دو قوسوں جتنا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نیز اس گرل کے بعد جتنی بھی جگہ ہے، وہاں بھی اس کا کوئی امکان نہیں۔ ایک بے تکا دعویٰ ہے جو محض اس لیے کیا گیا ہے کہ اپنے ذات سے دو قوس والی بات چسپاں ہو جائے، حالانکہ اس سے پہلے شاعرِ موصوف پہلے مصرع میں ایک طے شدہ بات لکھ چکے ہیں کہ "جالی سے لگا کھڑا تھا آصف"۔ جب آصف جالی سے لگا کھڑا ہی تھا تو وہ درمیانی فاصلہ کون سا تھا جو دو قوس جتنا تھا اور ان کے درمیان میں تھا۔؟ سوچنے کی بات ہے ،اس قسم کے لایعنی اور احمقانہ باتوں کو جدید نعتیہ شاعری کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیا یہی حق نعت ہے؟۔

صفحہ نمبر ۲۶ پر نعت میں منقبت کا ایک شعر ہے وہ بھی سخت قابل گرفت ہے ملاحظہ کیجیے:

سر رکھ دیا ہے پیشِ مشیت حسین نے.........خنجر جب آیا سیدہ زہرا کے لال تک

اس شعر سے ظاہر ہے کہ جب دشمن کا خنجر سیدہ زہرا کے لال تک آگیا کہ اب اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مشیّت کے آگے سر رکھ دیا۔ (اور یہ بات اس میں پوشیدہ ہے کہ) ورنہ اس سے پہلے ایسا نہیں تھا۔ (معاذ اللہ)

ہمارے شعراء سوچ سمجھ کے مدح کہنے کی بجائے بغیر سوچے سمجھے الزامات جڑ دیتے ہیں اور انہیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ انہوں نے لکھنا کیا تھا اور لکھ کیا دیا ہے۔ پتا نہیں حمد و نعت منقبت وغیرہ مذہبی اصناف میں کب سوچ سمجھ کر بات کی جائے گی۔ صفحہ نمبر ۳۱ پر جو نعت ہے اس کا ایک شعر ملاحظہ کیجیے

ہو چکی جلوۂ ظاہر کی تماشا گیری...........اب تو وا مجھ پہ شہا حسنِ حقیقت کرنا

"تماشا گیری"، تو سنجیدہ ادب کا بھی لفظ نہیں ہے چہ جائیکہ اسے نعت میں برتا جائے۔ اور معاذ اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کارنامہ قرار دیا جائے۔ اس شعر کا اس کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہیں نکلتا کہ شہا (یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہماری جانیں آپ پر قربان) ظاہر کے جلووں کی تماشا گیری تو بہت ہو چکی اب میں چاہتا ہوں کہ مجھ پر حقیقت کے حسن کو ظاہر فرما دیجیے۔ (معاذ اللہ)

کیا ایمان والوں کا یہی طرزِ گفتگو ہوتا ہے؟ اور وہ بھی اپنے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ شاعرِ موصوف ذرا دو چار چیزوں کا تو نام لے بلکہ کوئی ایک ہی چیز بتا دے جسے وہ جلوۂ ظاہر کی تماشا گیری کہتا ہے۔ توبہ

کی جائے اس عمل پر اور اس ظلم کا کفارہ ادا کیا جائے۔

صفحہ نمبر ۴۵ پر ایک شعر ہے:

تیرے کردار کو افسوس کہ اپنا نہ سکے............تیرے افکار کو سینے سے لگائے ہوئے لوگ

شاعرِ موصوف یہ بھول گئے کہ ''افکار'' کو سینے سے لگانے کا مطلب ''کردار'' ہی کو اپنانا ہے۔لازمی سی بات ہے جو شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا ہوگا وہی تو کردارِ رسول کا چلتا پھرتا نمونہ ہوگا۔اس شعر میں ''افکار'' کی جگہ کوئی اور لفظ ہوتا تو بات درست ہو جاتی۔اور فی زمانہ حقیقت سے مماثل بھی ہو جاتی۔مثلاً ''آپ کے نام کو سینے سے لگائے ہوئے لوگ''۔آج کے لوگ (بشمول ہم سب کے) اپنے رسول کے نام کی مالا تو خوب جپ رہے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افکار و کردار کو اختیار کرنے طرف کسی کی توجہ نہیں ہے،الاماشاء اللہ، اسی کلام کا ایک اور مصرع غور طلب ہے۔''میرے جیسے بھی پگھل جاتے ہیں برفائے ہوئے لوگ''۔برف کی تو فطرت ہی پگھلنا ہے۔''پتھرائے ہوئے لوگ'' ہوتا تو بات بن جاتی۔

صفحہ ۵۱ پر ایک مصرع ہے ''پُر نور تیرے نام سے ہیں عرش کے تارے''۔تارے تو آسمان پر ہوتے ہیں عرش پر کون سے تارے ہیں؟ عرش تو ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے اور عرش کے اوپر کوئی آسمان نہیں ہے۔معلوم نہیں اس شعر کو کون سی ''وحی'' یا کون سی ''سائنس'' ثابت کرے گی۔

صفحہ ۵۲ پر ایک مصرع ہے ''رہِ جنوں میں سبھی کارواں اُسی کے ہیں''۔''جنوں'' غزل میں تو محترم لفظ ہے نعت میں محترم نہیں ہوسکتا۔اس لفظ کی ایسی کوئی شان نہیں ہے جس کے سہارے یہ نعت میں احترام پا سکے۔اس طرح اس میں سخت گستاخی کا پہلو نکلتا ہے۔غور کیجیے کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاگلوں دیوانوں کی راہوں کے سارے کاروان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔نعت میں تغزل تو ضرور فن ہے لیکن غزل کے تمام تر الفاظ اور تراکیب نعت کے شایانِ شان نہیں ہوسکتے۔یہ شیشہ گری تو سیکھنے ہی سے آتی ہے۔

صفحہ ۵۶ پر جو نعتیہ نظم ہے اس کے ایک بند کا موضوع دنیا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارکہ سے متعلق ہے۔جس میں دیگر باتوں کے ساتھ شاعر نے یہ بات بھی کہہ دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی تو ''ہر فرشتہ زمیں پر اُترنے لگا''۔یہ بے اصل بات ہے۔اُس وقت جن فرشتوں کو جو کام سونپے گئے تھے وہی فرشتے ان کاموں کی بجا آوری کے لیے زمین پر تشریف لائے۔اس مقام پر سیرتِ نبوی کا مطالعہ کیجیے۔

صفحہ ۵۷ کی نعت کا مصرع ہے ''جس نورِ نبوت کا آغاز تھا آدم سے''۔اصل واقعہ یہ ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت اس وقت بھی حریمِ اقدس میں موجود تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم

کے درمیان تھے۔حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جس وقت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے''۔(13)امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

''خصوصی مقالے'' کے عنوان سے جو سلسلہ''فروغِ نعت'' میں شروع کیا گیا ہے اسے جاری رہنا چاہیے۔اگر''فروغ نعت'' کے توسط سے وہ تمام مقالے یکے بعد دیگرے شائع کر دیے گئے جو نعت کی تحقیق اور تنقید پر اعتدال اور حقیقت افروزی کے ساتھ لکھے گئے ہیں (کیونکہ ان میں بھی افراط و تفریط موجود ہے) تو ایک بڑا کام ہوگا۔بہت سے قارئین جو ان مقالوں تک کسی بھی وجہ سے نہیں پہنچ سکتے وہ بھی ان کے مطالعے سے باآسانی مستفید ہو جائیں گے۔

میں نے اس مضمون میں''شاعری'' پر کسی حیثیت سے بات نہیں کی ہے۔اور اس لیے نہیں کی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی موخذہ نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ ماہرین فن اس کا تعاقب کریں گے وغیرہ وغیرہ۔میں نے اس شعبے کو کبھی اپنی تنقید کا موضوع نہیں بنایا۔میں نے صرف نعت کے''موضوعات'' پر گفتگو کی ہے،جس کا بہر حال احتساب ہے۔ممکن ہے مجھ سے بھی کہیں کوئی لغزش ہوگئی ہو،اگر ایسا ہے تو اہلِ علم توجہ دلانے پر مجھے رجوع کرنے والا پائیں گے۔میں اتنی گزارش اور کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری باتیں درست ہیں اور ان میں دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ہے تو شعراء اپنے مصرعے تبدیل کر لیں یہ کوئی بُری بات نہیں ہے۔بلکہ دونوں جہان میں باعثِ سرخ روئی ہے۔نعت گو شعراء سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمیق مطالعے کو عادتِ اولیٰ بنائیں۔جتنا سیرتِ طیبہ کا مطالعہ وسیع ہوگا نعت اتنی ہی سچی اور پاکیزہ کہی جائے گی۔جب ہم سب یہ کہتے ہیں کہ ہم حمد و نعت محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے کہتے ہیں تو پھر ہم اس بات کی بھرپور کوشش کیوں نہیں کرتے کہ ہم جو نعت کہیں وہ صحیح بھی ہو اور ثابت بھی ہو۔مجھے ایک بار وزیرِ اعظم پاکستان کو ایک کتاب پیش کرنی تھی۔میں دیر تک وہ الفاظ وہ جملے سوچتا رہا کہ کون سے الفاظ کون سے جملے لکھوں جو وزیرِ اعظم صاحب کے شایان ہوں۔پھر میں نے سوچا جب ایک دنیاوی آدمی کے لیے الفاظ اور جملے چننے میں،میں اتنا فکر اور غور کر رہا ہوں تو جنابِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نعت پیش کرنے کے لیے مجھے غور و فکر کی کتنی مشقت اٹھانی چاہیے۔یہاں کیوں بے پروائی آجاتی ہے؟۔

اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۳ء کا شمارہ زیادہ تر نثر پر مشتمل ہے منظومات بہت کم ہیں اس وجہ سے کوئی خاص گفتگو اس پر نہیں ہے سوائے صفحہ نمبر گیارہ پر موجود نعت کی ردیف کے ایک حصے ''حسن سراپا'' پر۔ سراپا کا مطلب نسیم الغات میں سر سے پا تک لکھا گیا ہے اور اس نظم کو سراپا کہتے ہیں جس میں انسانی اعضا کی تعریف کی گئی ہو۔ سراپا یا تو انسانوں کا ہوگا یا جانوروں کا یا زیادہ سے زیادہ جنوں اور فرشتوں کا۔ گوشہ، قریہ، مدینہ، طیبہ، رستہ، دریا، ارضِ تمنّا اور دنیا جیسی چیزوں کا سراپا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تمام چیزیں حسن کا مخزن تو ہو سکتی ہے حسن سراپا نہیں ہو سکتیں۔ غیر منطقی انداز سے ثابت کرنا اور بات ہے۔ دوم: صفحہ ۱۸ کی نعت کے دو شعروں پر تھوڑی سی طویل گفتگو ہے جسے بشرطِ زندگی آئندہ کے لیے موخر کرتا ہوں۔

حوالے

1......البقرہ آیت ۲۹ / ترجمہ ضیاء القرآن.

2......تفسیر ضیاء القرآن/ محمد کرم شاہ الازہری، پیر، علامہ/ جلد اول/ صفحہ ۴۴ / ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، سن ۱۹۹۵ء)

3......الملک آیت ۳ تا ۴ / ترجمہ ضیاء القرآن)

4......النّزعٰت آیت ۲۷ تا ۲۸ / ترجمہ: ضیاء القرآن)

5......تفسیر ضیاء القرآن/ محمد کرم شاہ الازہری، پیر، علامہ/ جلد پنجم/ صفحہ ۴۸۴ / ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، سن ۱۹۹۵ء)

6......الحجر آیت ۸۵ / ترجمہ: معارف القرآن/ سید محمد کچھوچھوی، علامہ/ گلوبل اسلامک مشن انک، نیویارک یو ایس اے۔

7......الدخان آیت ۳۸ تا ۳۹ / ترجمہ: معارف القرآن/ سید محمد کچھوچھوی، علامہ/ گلوبل اسلامک مشن انک، نیویارک یو ایس اے۔

8......الاعراف آیت ۴۰ / ترجمہ: معارف القرآن/ سید محمد کچھوچھوی، علامہ/ گلوبل اسلامک مشن انک، نیویارک یو ایس اے۔

9......المؤمن آیت ۶۴ / ترجمہ: معارف القرآن/ سید محمد کچھوچھوی، علامہ/ گلوبل اسلامک مشن انک، نیویارک یو ایس اے۔

10......الذاریات آیت ۷ / ترجمہ: معارف القرآن/ سید محمد کچھوچھوی، علامہ/ گلوبل اسلامک مشن انک، نیویارک یو ایس اے۔

11......تفسیر ضیاء القرآن/ محمد کرم شاہ الازہری، پیر، علامہ/ جلد چہارم/ صفحہ ۶۲۶ / ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، سن ۱۹۹۵ء)

12......البروج آیت ۱ / ترجمہ: معارف القرآن/ سید محمد کچھوچھوی، علامہ/ گلوبل اسلامک مشن انک، نیویارک یو ایس اے۔

13......امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفیٰ ۲۷۹) / جامع ترمذی/ صفحہ ۵۱۹ / مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

============

جنابِ گرامی قدر شاکر صاحب۔ تسلیمات

حسبِ ارشاد نعتیہ دوہے پیشِ خدمت ہیں۔ان دنوں کالج کی مصروفیات کے ساتھ ایم فل اردو کا تحقیقی عمل بھی جاری ہے۔اس لیے کچھ تاخیر ہوئی۔فروغ نعت کے دو شمارے محترم راشد علی زئی کے توسط سے موصول ہوئے۔ان میں سے ایک میں میری نعت بھی شامل ہے،میں سپاس گزار ہوں۔

کبھی جناب رزاق عزمی نے لکھا تھا' نعت خوشبو ہے اور خوشبو خوشبو ہوتی ہے'۔اس لیے شامل نعتوں پر میں بھی یہی عرض کروں گا۔

خاور چودھری،حضرو اٹک

مکرمی سید شاکر القادری!

السلام علیکم!

اللہ کرے آپ مع الخیر ہوں فروغ نعت کا شمارہ نمبر ایک مقبول بک ڈپو اٹک سے خریدا تھا اور بعد ازاں ایک دوست کی وساطت سے شمارہ نمبر ۲، ۳ نظر نواز ہوا۔بہت خوشی اور سعادت کی بات ہے کہ آپ نے فروغ نعت کا آغاز کر کے ضلع اٹک کے شعرا کو نعت کی طرف راغب کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔گوشۂ نذر صابری ایک خاصے کی چیز ہے جسے بار بار پڑھنے کو جی چاہا اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم مقصد میں کامران فرمائے۔آمین۔خیر اندیش

سعید الرحمن سعید

محترم جناب شاکر القادری چشتی نظامی صاحب!

السلام علیکم اللہ کرے آپ مع الخیر ہوں۔فروغ نعت کا تیسرا شمارہ آپ کی عنایت کی وجہ سے نظر نواز ہوا۔گوشۂ نذر صابری نے فروغ نعت کے وقار کو دو چند کر دیا ہے۔نعتوں کا خوبصورت اور معیاری انتخاب آپ کی عمدہ ادارت کا ترجمان ہے کچھ مضامین نعت کے حوالے سے زیر تصرف ہوا۔اللہ رب العزت آپ کی فروغ نعت کے حوالے سے یہ سعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔آمین۔محفل نعت کی مختصر رپورٹ ارسال کر رہا ہوں۔خداوند کریم آپ کو خوش رکھے آمین۔

خیر اندیش۔حکیم خان حکیم

محترمی و مکرمی جناب سیّد شاکر القادری چشتی نظامی مدیر سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک کا شمارہ نمبر ۳ جناب حکیم خان حکیم کی معرفت ملا میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے انتہائی قیمتی مجلہ عنایت کیا۔ آپ نے نعت کے فروغ کیلئے مجلہ جاری کیا، آپ کی ہمت اور حوصلہ قابلِ رشک ہے۔ موجودہ دور میں خالص نعتیہ ادب کیلئے جریدہ جاری کرنا اور مسلسل شائع کرتے جانا اللہ کی خاص مہربانی کی نشانی ہے۔ میری دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ کہ آپ اُمتِ مسلمہ میں محبتِ رسولِ اکرم ﷺ پیدا کرنے کا ساماں کرتے رہیں۔

گزارش ہے مجلہ کے ایک صفحہ پر چھوٹے مصرعوں والی دو کالم بنا کر دو نعتیں شائع کیا کریں کوئی صفحہ خالی نہ رہے زیادہ سے زیادہ لوازمہ شائع ہو۔ جو نعت مکمل شائع کرنے کے قابل نہ ہو تو اس میں ایک شعر منتخب کر لئے جائیں وہ ہی شامل کر لئے جائیں۔ آپ کی خدمت میں چند نعتیں حاضر ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں اگر مفید سمجھیں تو اِن کی اصلاح کر کے سہ ماہی فروغِ نعت میں شامل کیجئے میں آپ کا ممنون رہوں گا۔ امید ہے آپ تعاون فرمائیں گے۔ تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد شفیق اعوان شمس آباد

محترم جناب مدیر فروغ نعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! توقع ہے کہ آپ بخیر وعافیت اور خوش وخرم ہوں گے۔ یقیناً سرکار کے سچے عاشق اور حقیقی غلام مصائب و آلام میں بھی مطمئن رہتے ہیں۔ آپ کا اعلیٰ اور عالی شان جریدہ ”فروغ نعت“ جناب حکیم صاحب کی وساطت سے ملا۔ جب جریدہ ہاتھ میں لیا تو دل باغ باغ ہو گیا اور احساس ہوا کہ آج کے اس پرفتن، مادہ پرست اور لادین دور میں بھی آپ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وثنا کے علم بلند کیے ہوئے ہیں۔ اور سنت حسان و دیگر اصحاب رسول کو فروغ دینے کی مسلسل کوشش میں ہیں اور یقیناً یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ خدائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اس مخلصانہ کاوش کو اپنے دربار میں قبول ومنظور فرمائے اور آپ کو اسی کاوش کے طفیل دنیا و مابعد کامیابی، کامرانی اور سرفرازی عطا فرمائے۔

اس اعلیٰ معیاری جریدے میں ایک ایک حرف لکھنے والے بھی بڑے سعید اور خوش قسمت ہیں جو سرکار دو جہاں کی مدحت میں محو ہیں۔ اسی تخیل اور سوچ کی بناء پر میں اس کار ثواب میں شامل ہونے کے

لیے ایک نعت ارسال کر رہا ہوں۔ اور پر امید ہوں کہ آپ میری نعت کو اپنے جریدے میں شامل فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اللہ جل جلالہ آپ کو جزائے کامہ عطا فرمائے۔ میں نے اپنا تعارف آپ سے فیس بک پہ کروایا تھا۔ والسلام خیر اندیش:

عمران فائق، جنرل سیکرٹری، نوائے چھچھ، اٹک

محترمی جناب شاکر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! امید ہے خیریت سے ہوں گے۔ گذارش ہے کہ مجھ تک ''فروغ نعت'' کا شمارہ اول و دوم نہیں پہنچ سکا برائے مہربانی فوری ارسال فرمائیں تاکہ تینوں کا تبصرہ شائع کرنا ممکن ہو سکے۔

محمد ابرار، مدیر کاروان نعت، لاہور

فروغ نعت اور نعتیہ ادب ایک تقابل

۔۔۔۔ ریاض العلم مذہبی و ادبی دنیا میں حسین امتزاج لیے ہوئے ہے اور اٹک میں سب سے زیادہ ایڈیشن اسی کے چھپ چکے ہیں۔ اس کے برعکس نعتیہ ادب یا فروغ نعت کے حوالے سے سید شاکر القادری نظامی نے ''فروغ'' نعت سے قبل کوئی جدو جہد نہیں کی، نہ ہی ان کا کوئی نعتیہ مجموعہ شائع ہوا، نہ ہی کسی کا نعتیہ مجموعہ ان کے زیر نگرانی طبع ہوا۔۔۔۔ یہ بات میں بانگ دہل کہوں گا کہ نعت کے فروغ کے حوالے سے وہ کوئی پس منظر نہیں رکھتے، انہوں نے محض صاحبزادہ واحد رضوی کی نعت کے سلسلہ میں دی گئی قربانیوں کو زائل کرنے اور ان کی عمر بھر کی محنت پر مٹی ڈالنے کے لیے ''فروغ نعت'' کا اجرا کیا ہے۔ ''نعتیہ ادب'' اور ''فروغ نعت''، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہیں، مقصد نیک ہے لہذا میں دونوں صاحبان علم و دانش سے گزارش کروں گا کہ وہ خلوص دل سے مل جل کر اپنے کام میں جتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی کاوشیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ خیر اندیش:

سید حسین الحسن گیلانی، کوچہ سادات، اٹک